

التَّائِبِينَ
فِي الْمَوْتِ عَلَى أَهْلِ الشَّقْوَةِ وَالْمَوْتِ تَعَالَى
الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى

استواء على العرش

(الاستواء على العرش من غير أن يكون من أهل العرش)

مؤلف
مفتي مولانا الفضل محمد رازمدا شريف
مفتي مولانا الفضل محمد رازمدا شريف



دار الحديث
لنشر الكتب الدينية



التَّوْبَةُ

فِي الرَّدِّ عَلَى أَهْلِ التَّشْبِيهِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى:

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى

استواء علی العرش

(اللہ تعالیٰ جلوس اور استقرار علی العرش سے ہمرا اور متحرک ہے)

مؤلف

حضرت مولانا ابو حفص اعجاز احمد اشرفی غفرلہ

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

دار النعیم

اردو بازار لاہور 4441805-0301

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں)

نام کتاب..... تقریر فی الردۃ علی اعلیٰ الشیخہ بنی قولہ تعالیٰ

أَلَمْ يَخْلُقْنَا عَلَى الْغَوْثِ الْمُسَوِّیِ استواء علی العرش

مصنف..... مولانا ابو نعیم اعجاز احمد اشرفی عظیمیہ

صفحات..... 480

طبع اول..... رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق نومبر ۲۰۱۵ء

ناشر..... اعجاز احمد اشرفی

ملنے کے پتے

1: مکتبۃ الفرقان اردو بازار، گوجرانوالہ فون 0333-4264487 055-4212716

2: ہندو علیا علیہ السلامات، گلی نمبر 4، کورنگہ، کالج روڈ، گوجرانوالہ فون 0333-8150878

3: قاری محمود اختر مسجد شاہ جمال، جی ٹی روڈ، گلشن فون 0300-6440651

4: کتاب، سٹارکس، نئی طرحی، طریشہ، بازار، لاہور 042-37124803 0333-4380826

5: اسلامی کتاب گھر، گلی جامع مسجد نور الدینی (نور العلوم)، قادیان، گوجرانوالہ

فون 0321-6432859, 03338165702 0554446100

6: مکتبہ نعیمیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ فون 0321-7475072 055-4235072

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انتساب

اس طرح ملت، رہبر شریعت، امام اہل سنت، مَنحی السنۃ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صفدر

(انتونی ۱۴۳۰ھ)

کے نام

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کے بلند درجہ کا باعث بنائے۔ آمین!

اعجاز احمد اشرفی

اظہار تشکر

معصوم تر دل سے حضرت مولانا سجاد انجالبی مدظلہ العالی (خادم المذہب الشریف، مردان) کے تعاون اور حوصلہ افزائی کا مشکور ہے۔ حضرت مولانا سجاد انجالبی مدظلہ العالی کے خصوصی تعاون سے ان کے دو مقالے اور دو جلدیں کتب میں ہوئیں۔

- ۱ حضرت امام رازی کی کتاب "اساس التقدیس فی علم الکلام"
- ۲ حضرت امام غزالی کی کتاب "الاقتصاد فی الاعتقاد"
- ۳ حضرت قاضی بدرالدین بن محمد کی کتاب "التشریح فی ابطال حجج التشبه"
- ۴ علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن علی کی کتاب "الحقائق الحلیہ فی الرد علی ابن تیمیہ فیما اوردہ فی الفصول الخمویہ"
- ۵ سیف بن علی انصاری مدظلہ کی کتاب "القول السامع بالاثبات الطریض مذہباً للسلف الکرام"
- ۶ شیخ سلیم طوان مدظلہ کی کتاب "تفسیر اُولی الشہی لقولہ تعالیٰ: اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی الْاَرْضِ فَسُوفُی"
- ۷ شیخ علی دربان ازہری مدظلہ کی کتاب "غایۃ البیان فی تشریح اللہ عن الجہۃ والمکان"
- ۸ شیخ عبد القادر بن صالح قدس الشیخ الیامی مدظلہ کی کتاب "التحجیم والمجسمہ وحقیقۃ عقیدۃ السلف فی الصفات الالہیۃ"
- ۹ شیخ سعید عبداللطیف فودہ مدظلہ کی کتاب "تہذیب شرح الشہوینیۃ ثم التبراہین"
- ۱۰ حضرت امام بیہقی کی کتاب "القراءۃ خلف الامام"

اجمالی فہرست: ایک نظر میں

صفحہ	عنوان	آپ بہر
6		تعمیل برست
14	تقریحات	
14	تشریح حضرت مولانا سجاد انجالبی دامت برکاتہم العالیہ	
23	تکریج حضرت مولانا مفتی محمد انور شاہ کازوی دامت برکاتہم العالیہ	
25	تکریج حضرت مولانا مفتی احمد حسین دامت برکاتہم العالیہ	
28	آپ بہر	
34	آپ بہر	
67	آپ بہر	آپ بہر
139	آپ بہر	آپ بہر
200	آپ بہر	آپ بہر
222	آپ بہر	آپ بہر
296	آپ بہر	آپ بہر
373	آپ بہر	آپ بہر
398	آپ بہر	آپ بہر
418	آپ بہر	آپ بہر
434	آپ بہر	آپ بہر

فہرست

باب نمبر	عنوان	صفحہ
	تقریحات	
1	تقریر حضرت مولانا سجاد اعجازی دامت برکاتہم العالیہ	14
2	تقریر حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاڑی دامت برکاتہم العالیہ	14
3	تقریر حضرت مولانا مفتی محمد حسین دامت برکاتہم العالیہ	23
	پیش لفظ	25
	مقدمہ	26
0.1	حقید کی اہمیت	34
0.2	حقید کا اخذ	34
0.3	مقتات باری تعالیٰ کی التام	35
0.4	قرآن کریم میں حقید کا مطلب و مفہوم	36
0.5	حدیث میں حقید کا مطلب و مفہوم	37
0.6	قرآن وحدیث میں حقید تفویض کا مطلب و مفہوم	43
0.7	مقتات کتابیات میں مذہب اول تفویض	45
0.8	مقتات کتابیات میں مذہب ثانی تاویل	48
0.9	شیخ ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا حقید تفویض	50
باب 1	تجزیہ باری تعالیٰ	54
1.1	قرآن مجید سے دلائل	67
آیت 1	لَقَدْ خَلَقَ اللَّهُ الْإِنْسَانَ كَمِثْلٍ الدَّنَانِ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ	67
آیت 2	لَنْ يَسْتَعْلِفَهُ أَحَدٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَصِيمُ (الشعراء: ۴۵)	67

آیت 3	يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّكُمْ فُقِرْتُمْ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْكَافِرُ (الأنعام: ۱۵)	85
آیت 4	اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (البقرة: ۲۵۵)	87
آیت 5	عَلَّمَ نَعْلَمَ لَدُنَّ سَمِيعًا (مریم: ۶۵)	88
آیت 6	هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ الْمُنْتَوَى (الحشر: ۲۳)	89
آیت 7	هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الحج: ۳)	89
آیت 8	يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (طہ: ۱۱۰)	94
آیت 9	فَلَا تَعْلَمُ لَوْلَا إِلَهُ الْغَادَا (البقرة: ۲۳)	94
آیت ۱۰	وَاللَّهُ الْمُنَى الْأَعْلَى وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (آمل: ۶۰)	95
آیت ۱۱	فَلَا تَعْلَمُ لَوْلَا إِلَهُ الْإِنْتَال (آمل: ۷۳)	96
آیت ۱۲	وَلَقَدْ خَرَعُوا لَكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ حُجُوبًا فَخَرَعُوا لَكَ خُورًا (الزمر: ۱۳۸)	97
آیت ۱۳	فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ حُجُوبًا فَخَرَعُوا لَكَ خُورًا (طہ: ۸۸)	98
آیت ۱۴	أَنْ يَخْشَوْا خَلْقًا لَا يَخْشَوْنَ اللَّهَ وَنَحْنَهُ وَالْقُلُوبُ (طہ: ۸۸)	99
آیت ۱۵	وَاللَّهُ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ وَالْمَعْرِتُ الْإِلَهِيَّةُ الْوَلَدُ الْقَدِيمُ وَالْعِلْمُ وَالْعِلْمُ (طہ: ۸۵)	100
آیت ۱۶	لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ وَالْأَرْضِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (الرحمن: ۱۴)	101
آیت ۱۷	لَمْ يَسْجُدْ عَلَى الْعَرْشِ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحج: ۴)	102
1.2	اعلام حق مبارک سے دلائل	102
آیت ۱۸	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ الْفِتْنَةَ	102
آیت ۱۹	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ الْفِتْنَةَ	102
آیت ۲۰	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ الْفِتْنَةَ	104
آیت ۲۱	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ الْفِتْنَةَ	107
1.3.1	ہم لایں اللہ سے ہر شے کی طرف سے (التوبہ: ۲۸) کی تحقیق	108
1.3.2	ہم لایں اللہ سے ہر شے کی طرف سے (التوبہ: ۲۸) کی تحقیق	109
1.3.3	ہم لایں اللہ سے ہر شے کی طرف سے (التوبہ: ۲۸) کی تحقیق	110
آیت 4	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ الْفِتْنَةَ	111

112	حدیث 5 حدیث معراج سے دلیل
113	حدیث 6 اَنْ اُنْشِیَ الْاَشْفَی، فَانْزَلَ بِظَهْرِ عَظْمِهِ اِلَى السَّمَاءِ
113	1.3 فرمایا حضرت علیؓ: اِنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ اِلَیَّ عَلَی الْعَرْشِ اَظْهَرُ اَلْقُدْرَةِ لَا
	مَنْكَرًا لِّلْعَالَمِیْنَ
118	1.4 طالعِ اُمت کی تحقیقات
116	1.4.1 حضرت امام ابو الحسن اشعریؒ (المتوفی 326ھ) کی تحقیق
123	1.4.2 حضرت امام غزالیؒ (المتوفی 505ھ) کی تحقیق
125	1.4.3 حضرت امام قاضی ابوبکر عکرمیؒ (المتوفی 502ھ) کی تحقیق
127	1.4.4 حضرت امام شافعیؒ (المتوفی 204ھ) کی تحقیق
130	1.4.5 حضرت امام ابن العربیؒ (المتوفی 568ھ) کی تحقیق
130	1.4.6 حضرت علامہ شہاب الدین ابن حجرؒ (المتوفی 806ھ) کی تحقیق
131	1.4.7 شیخ ابن حجرؒ (المتوفی 806ھ) کا مستند عقیدہ
132	1.4.7.1 شیخ ابن حجرؒ کا اپنے ساتھ عقائد کے بارے میں بیان کردہ ان کی شہادت
133	1.4.7.2 شیخ ابن حجرؒ کا اپنے ساتھ عقائد کے بارے میں بیان کردہ ان کی شہادت
139	باب 2 آیات استواء علی العرش کی تفسیر
139	2.1 صحت استواء علی العرش
140	2.2 آیت استواء علی العرش
148	2.2.1 استواء کا معنی
150	2.2.1.1 استواء کے معنی میں علامہ ابن العربیؒ (المتوفی 568ھ) کی تحقیق
152	2.2.2 حلی کی تحقیقات
153	2.3 استواء کی تفسیر و دلیل میں علامہ اُمت کے مسالک
154	2.3.1 فرقہ مجتہد اور کلامیہ
154	2.3.2 اہل حق
156	2.4 استواء علی العرش کے بارے میں مطلق کی تفسیر
164	2.5 استواء علی العرش کے بارے میں متکلمین کی تفسیر

164	2.5.1 حضرت امام شافعیؒ (المتوفی 204ھ) کی تحقیق
166	2.5.2 حضرت امام غزالیؒ (المتوفی 505ھ) کی تحقیق
168	2.5.3 دلیل اول استواء علی العرش سے علوم مرتب اور فوج شان خداوندی ہے
173	2.5.4 دلیل دوم استواء علی العرش کے معنی یہ ہیں کہ آسمان زمین کے پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ تمام کائنات کی تدبیر اور تصرف کی طرف متوجہ ہوا۔
175	2.5.5 دلیل سوم امام ابو الحسن اشعریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش میں کوئی فعل نہ تصرف فرمایا جس کا استواء کا
176	2.5.6 دلیل چہارم علامہ غزالیؒ فرماتے ہیں کہ عرش پر طلبہ اور تلمیذ ہے
190	2.5.7 دلیل پنجم "استواء" سے مراد "استقرار اور تسکین" بھی ہو تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اکل جہاں اور کائنات پر رحم کے مالکانہ شہادت ہے تصدیقات کا حق ہے
192	2.6 "استواء" کا معنی
196	2.7 "استواء" سے مراد اللہ تعالیٰ ہے یا امت علیہ
200	باب 3 استواء علی العرش اور ان کے بارے میں مسالک
200	3.1 استواء علی العرش کے بارے میں حضرت علامہ ابو حنیفہؒ (المتوفی 240ھ) کی تحقیق
201	3.2 استواء علی العرش کے بارے میں حضرت امام مالکؒ (المتوفی 241ھ) کی تحقیق
207	3.3 استواء علی العرش کے بارے میں حضرت امام شافعیؒ (المتوفی 204ھ) کی تحقیق
207	3.4 استواء علی العرش کے بارے میں حضرت امام احمدؒ (المتوفی 241ھ) کی تحقیق
209	3.5 اہل شیعہ کا موقف
209	3.6 1. کہ اب اللہ تعالیٰ کے لیے مکان کا ثابت کرنا کفر ہے
212	3.6 2. کہ اب جو حافظ ابن قیمؒ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام احمدؒ کی طرف بہت کی ہے وہ کذب اور بھوت ہے
216	3.6 3. کہ اب حضرت امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب "اللہ فی السماء" 216 دلیل بھوت اور من گھڑت ہے
217	3.6 4. کہ اب حضرت امام اعظمؒ کا مسلک استواء بلا کیف کا اثر اور استواء 217 معنی استقرار کی مراد بھی کرتا ہے۔

- شہ 5 شہ 5 کا جواب: حضرت امام باک کی طرف منسوب: "اللہ فی السماء" 219
روایت شاہ اور منکر ہے
- باب 4 استواء علی العرش کے بارے میں بعض علماء امت کی تحقیقات 222
- 4.1 حضرت امام ابو الحسن اشعری (المتوفی 320ھ) کی تحقیق 222
- 4.2 حضرت امام شافعی (المتوفی 204ھ) کی تحقیق 223
- 4.3 حضرت امام غزالی (المتوفی 505ھ) کی تحقیق 228
- 4.4 حضرت امام ہارثی (المتوفی 707ھ) کی تحقیق 233
- 4.5 حضرت امام ابن عساکر (المتوفی 546ھ) کی تحقیق 242
- 4.6 شیخ ابن عبد البر بن عبد السلام (المتوفی 730ھ) کی تحقیق 245
- 4.7 علامہ بدر الدین ابن عساکر (المتوفی 732ھ) کی تحقیق 246
- 4.8 مائتات ابن کثیر (المتوفی 754ھ) کی تحقیق 250
- 4.9 علامہ بدر الدین ابن عساکر (المتوفی 754ھ) کی تحقیق 252
- 4.10 امام ربانی محمد الفاضل شیخ احمد قادری سرہندی (المتوفی 1013ھ) کی تحقیق 253
- 4.11 علامہ ابن صاحب تعمیر روح المعانی (المتوفی 1212ھ) کی تحقیق 255
- 4.12 حضرت مولانا غفران احمد سہارن پوری (المتوفی 1334ھ) کی تحقیق 258
- 4.13 شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نور شاہ کشمیری (المتوفی 1355ھ) کی تحقیق 259
- 4.14 حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی (المتوفی 1342ھ) کی تحقیق 265
- 4.14.1 رسالہ تمہید الفرض فی تعلید العرش 272
- 4.14.1.1 رسالہ تمہید الفرض فی تعلید العرش کے تحت کا سب 272
- 4.14.1.2 رسالہ تمہید الفرض فی تعلید العرش کے تحت مسائل تسہیل تجارت 274
- باب 5 عقیدہ تجسیم امت مسلمہ میں کیسے داخل ہوا؟ اور بعض 296
- احادیث کی تحقیق
- حصہ اول عقیدہ تجسیم کا نکتہ 296
- 5.1 یہود و نصاریٰ کی غیر عقیدہ تجسیم 296
- 5.2 یہود و نصاریٰ سے یہ نکتہ اسلام میں کیسے آیا؟ 303

- 5.2.1 مائتات ابن کثیر و مائتات ابن عساکر کا نکتہ 316
- 5.3 عقیدہ تجسیم کا سبب و وجہ و علت اور یہود کی سازش ہے 322
- 5.3.1 حضرت امام بدر الدین ابن عساکر اشعری (المتوفی 732ھ) کی تحقیق 326
- 5.3.2 حضرت امام غزالی (المتوفی 505ھ) کی تحقیق 331
- بعض احادیث کی سندی اور محقق 333
- 5.4 حدیث حضرت ابو ہریرہ کی تحقیق 333
- 5.4.1 علامہ ابن عساکر و ابن عساکر بن جوزی کی تحقیق 335
- 5.4.2 امام ابن عساکر کی تحقیق 336
- 5.4.3 امام بدر الدین ابن عساکر کی تحقیق 337
- 5.4.4 علامہ ابن عساکر و علامہ ابن عساکر بن جوزی کی تحقیق 340
- 5.4.5 حضرت مولانا ابن عساکر بن جوزی کی تحقیق 342
- 5.5 حدیث ابن عباس 343
- 5.6 حدیث ابن عباس کی تحقیق 351
- 5.7 حدیث ابن عباس کی تحقیق 355
- 5.8 حدیث ابن عباس کی تحقیق 356
- 5.9 حدیث ابن عباس کی تحقیق 357
- 5.10 حدیث ابن عباس کی تحقیق 359
- 5.11 حدیث ابن عباس کی تحقیق 361
- 5.12 حدیث ابن عباس کی تحقیق 364
- 5.13 حدیث ابن عباس کی تحقیق 365
- 5.14 حدیث ابن عباس کی تحقیق 367
- 5.15 حدیث ابن عباس کی تحقیق 371
- 5.16 حدیث ابن عباس کی تحقیق 373
- 5.17 حدیث ابن عباس کی تحقیق 374
- 5.18 حدیث ابن عباس کی تحقیق 378

382	حضرت امام غزالی (اترئی ۵۰۵ھ) کی تحقیق	6.3
383	حضرت امام رازی (اترئی ۶۰۶ھ) کی تحقیق	6.4
383	علامہ جلال الدین بن سنان (اترئی ۷۰۷ھ) کی تحقیق	6.5
386	حافظ ابن حجر عسقلانی (اترئی ۸۰۸ھ) کی تحقیق	6.6
386	علامہ محمد زکریا بن منیر (اترئی ۹۰۹ھ) کی تحقیق	6.7
392	اس حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں	6.8
393	کم ظہور و کم عقل لوگوں کو نصرت	6.9
396	حدیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	6.10
398	اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات "بلا کیف" ہے	باب 7
398	حضرت محمد صالح بن عیسیٰ (اترئی ۱۰۱۰ھ) کی تحقیق	7.1
399	حافظ ابن عیسیٰ (اترئی ۱۱۱۱ھ) کی تحقیق	7.2
400	اشکال غیر متقدمین نے کیف ثابت کر کے مہول قرار دیا ہے؟	7.3
401	الاسماء غیر مجهول والکیف غیر معلول	7.4
403	اسویٰ کما وصف بہ نفسه ولا یقال کیف و کیف عنہ مرفوع	7.5
404	سالت عن غیر مجهول و نکلت فی غیر معلول	7.6
405	ثبوت لفظ الاسماء عن غیر مجهول عن غیر مالک	7.7
406	الاسماء معلوم والکیف مجهول کا معنی مراد	7.8
407	الکیف للمجهول (کیف کا لفظ مجہول کے لیے ہے)	7.9
410	اللہ تعالیٰ سے کیفیت چھپا ہے	7.10
418	مقام محمود کی تفسیر اور حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا عقیدہ	باب 8
418	مقام محمود کی تفسیر	8.1
419	حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	8.2
425	مقام محمود کے بارے میں حافظ ابن کثیر کی تفسیر	8.3
426	مشہور مفسر و نقوی ابو حیان اندلسی کی تحقیق	8.4
429	علامہ جلال الدین بن سنان کی تحقیق	8.5

429	علامہ حسن الدین زبیدی کی تحقیق	8.6
430	علامہ سراج الدین البانی غیر متقدمین کی تحقیق	8.7
432	علامہ سید احمد رضا بجنوری کی تحقیق	8.8
434	بعض شبہات کے جوابات	باب 9
434	سوال 1 کا جواب استواء کی تفسیر "استیلاء" (غالب ہونا، قدرت یافتہ ہونا، قابض ہونا) سے کرنا اہل لغت کے ہاں مشہور و معروف ہے	9.1
436	سوال 2 کا جواب استواء کی تفسیر استیلاء سے کرنا مخالف کا متقاضی نہیں ہے	9.2
445	سوال 3 کا جواب استیلاء جو مقابلہ و صف اور کمر سے ہوا اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے جدا ہے ساتھ تعالیٰ تو قوی اور قادر ہیں	9.3
449	سوال 4 کا جواب لفظ استواء بشرط الخ و فعل شاعر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار کیا ہے	9.4
450	سوال 5 کا جواب اگر "مستوی" "محسوس" کے معنی میں ہوتا تو یہ بھی ساتھ ساتھ مستوی میں سے ایک میں ضرور آکر ہوتا	9.5
455	سوال 6 کا جواب ابن کثیر کی تفسیر میں ہے کہ اس کا معنی "مستوی" ہے	9.6
459	سوال 7 کا جواب استواء کا معنی استیلاء یعنی قمر کے ساتھ درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صلت کا ہر "توحید" بیان کیا ہے	9.7
461	سوال 8 کا جواب عربی اصطلاحات کی بحالی میں قلم ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ عالم کے امور کی تدبیر کرتے ہیں	9.8
467	سوال 10 کا جواب ایسا کہنا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ عرش پر مستوی ہیں	9.9
476	سوال 11 کا جواب ایسا کہنا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی حقوق سے جدا ہیں	9.10
477	سوال 12 کا جواب اشاعر و ماتریدہ کی روایات اصول شریعت کے موافق ہیں	9.11

تقریظات

حضرت مولانا سجاد الحجابی دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین۔ والصلاة والسلام علی سیدنا محمد وآلہ
و أصحابہ اجمعین۔ وبعد!

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ علم التوحید والصفات قدر و منزلت کے اعتبار سے تمام
علوم و فنون پر فوقیت رکھتا ہے۔ یہ علم اس قائل ہے کہ زندگی کے نقیصہ لحاظ کو اس پر صرف کیا جائے
کیونکہ یہی تمام علوم کی اساس و بنیاد اور سعادت فی الدارين کا دار اور منبع ہے۔ اسی وجہ سے اس
علم کو "علم الاصول" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم الشان کتاب میں اس علم کی قدر و منزلت کو کچھ اس طرح سراہا

”لَا عِلْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرُ لِمَن يَكُن“ (محمد: ۱۹)

آیت کریمہ کی ابتداء میں علیٰ سبیل الامتیاز "اصلم" کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے اور اس کے
بعد دو انتہائی اہم حکم ذکر کئے گئے ہیں۔ پہلے حکم (جو کہ معرفت التوحید ہے) کا تعلق علم الحقہ نہ
(علم الاصول) سے ہے، اور دوسرے حکم (جو کہ الاستغفار ہے) کا تعلق علم القروع سے ہے۔ علم
الحقہ نہ کے علم کو مقدم کرنے میں اس کی قدر و منزلت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ تقدیم اسباب
الترجیح میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات کریمہ میں اپنے بندوں کو معرفت توحید کی طرف
متوجہ فرمایا ہے۔ یہ علم اصول الدین کی شرافت و عظمت کی قہقہہ و بیل ہے۔

اصول الدین (علم کلام) کی نظر میں بندہ سب سے پہلے معرفت اللہ کا یا النظر فی

معرفۃ اللہ و بعد النظر فی معرفۃ اللہ کا مکلف ہے۔ اسی وجہ سے اصول الدین (علم
کلام) میں دو فکر و مہارت ہیں: ایک توحید یاری تعالیٰ، دوسرا صفات یاری تعالیٰ، جو کہ اس کے
نام (علم التوحید والصفات) سے بھی ظاہر ہے۔ بالخصوص بحث صفات، علم الکلام کی اشرف
والعلمیہ مہارت میں سے ہے۔ یہی سلف صالحین نے مسئلہ کی نزاکت اور یاریگی کے قوش نظر اس
فیہ لکھ کر اس پر بحث و تحقیق سے منع فرمایا ہے۔ ہاں اعتراض السلت والجماعت (جو کہ امت
اس کے لیے اعلیٰ درجہ کی حیثیت رکھتے ہیں) نے امت مسلمہ کو کج روی اور ضلالت سے
بچانے کے لیے اس میں بلا ضرورت کلام کیا ہے۔ اور اس پر ان کی نصوص شاہد ہیں۔ علامہ جلال
الدین سیوطی صرح العلوۃ العظمیٰ میں فرماتے ہیں:

لذل علیہ الصلاة والسلام: سبحانک ما عرفناک حتی معرفتک،
و نعظمک و اقدس الاء اللہ تعالیٰ ولا نفکروا فی ذلک، فانکم لن تقدروا
لقد

اللہ اسم آپ کی ہاں کرتے ہیں، ہم نے آپ کے ثبوتی شان معرفت
کامیابی کی، اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور و فکر، اور اہل اہل میں نہیں، کیونکہ تمہیں
اس کے ثبوتی شان میں غور و فکر کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

اعتراف کر دینا کہ ہم اللہ کو نہیں جانتے ہیں۔

مفسر عن درک الإعراب ادراک

اعتراف علی دینی اللہ تعالیٰ جس نے اس قول کو اپنے شعر میں کچھ یوں مویا ہے:

مفسر عن درک الإعراب ادراک۔ والبحث فی سر ذات اللہ تعالیٰ اشرارک
علم کلام کی اس علامہ شان اور عظمت مقام کے قوش نظر حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
نے اس کو اعلیٰ درجہ کی مہارت قرار دیا اور اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قائل فرماتے ہیں کہ اس علم میں امام
اعظم رحمہ اللہ کی اہمیت بالی کاوش و محنت کسی پر محنتی نہیں۔ تصانیف ہی کو نے لیجئے۔ تصنیف کے
کام کے بعد آپ کی اہمیت کہ اس قدر عظمت میں کہ قرن ثانی کے کسی فرد کی اتنی تصانیف ہمارے
انہوں تک نہیں ملکیں، یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی ہیں۔ چنانچہ آپ کی درج ذیل کتابیں

آج بھی اسلامی کتب خانے کی زینت ہیں:

- 1 الفقه الاکبر
- 2 الفقه الاوسط
- 3 العالم والمتعلم
- 4 الرسالة الى عثمان التتبی
- 5 الوصية

علامہ کرام نے ان کتابوں اور رسائل کی مختلف اعتبارات سے خدمت کی ہے۔ کسی نے ان کی شروح لکھیں، تو کسی نے حواشی لکھے۔ کسی نے ان کو فقہ میں تبدیل کیا تو کسی نے عام فہم اور سہل بنانے کے حوالے سے کام کیا ہے۔ بہر حال علم الکلام میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصانیف ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت الامام کے بعد بھی علماء محدثین نے اس میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور عقیدہ اسلاف کی حفاظت اور نشر و اشاعت میں انتہائی قابل قدر کوششیں کیں۔ الہیہ تصنیف و تالیف کے حوالے سے کوئی قابل ذکر کام ہم تک نہیں پہنچا۔ لیکن ان حضرات کے بعد اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام میں چند ایسے علوم کے پیار اور یکتائے روزگار شخصیات پیدا کیں، جنہوں نے مسلمانوں کے عقائد اور اسلامی حدود کی دفاع کیلئے اپنی قیمتی ستارے زندگی اور بہترین صلاحیتیں صرف کیں۔ ان حضرات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر جہاد الحق وزہق الباطل کی عملی تفسیر امت مسلمہ کو دکھائی۔

اپنی پاکیزہ پیشوں میں سرفہرست حضرت امام ابو الحسن اشعری اور حضرت ابو منصور الماتریدی کی ذوات مقدسہ ہیں، جنہوں نے اعتدال اور توازن کو قہام کر عقیدہ کی حفاظت میں عجزی کر دیا اور اکیلا۔ اس فن میں سینکڑوں کتابیں لکھیں اور اہل باطل کے ساتھ مناظرے اور مباحثے کئے۔ قابل غرائب یہ ہے کہ یہ سلسلہ ان کی وفات تک محدود نہ رہا بلکہ انہوں نے اپنی قابل دید کاوشوں سے تلامذہ اور تربیت یافتگان کی ایک ایسی جماعت تیار کی، جنہوں نے پوری دنیا میں پھیل کر اعلیٰ کلمۃ اللہ اور انتہائی حق کا عظیم فریضہ ادا کیا۔ ان دونوں شخصیات کی میاں روی، حق پرستی، اعتدال پسندی اور مقبولیت کی بناء پر جہاد ہیر کی رائے یہی ٹھہری کہ:

بہ اذا احق اهل السنة والجماعة يروا بهم الاطاعرة والماتریدیہ اور ان اشعریت اور ماتریدیہ کی نسبت اتنی مشرف و مکرم ہوئی کہ بعد والے حضرات ان کو کمالی کرام اور اہل السنۃ والجماعت کی علامت سمجھتے ہیں۔ امام ابو الحسن اشعری و امام الماتریدی کی یہ علامات اور رفعت شان ان کی اس علم التوحید و الصفات کی خدمت کی عید ہے۔ یہ ان کی ایک امر عجیب ہے کہ ان دونوں حضرات نے باوجود اس کے کہ ہم عصری میں ان کی کلمہ کی کلمہ کی قطع کی ہیں لیکن دونوں حضرات کی آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات نہ ہوئی۔ اور یہ ان کی عجیب اتفاق ہے کہ ان دونوں حضرات نے صراط مستقیم سے سرمو لہذا ان کی اور تادم آخر اس پر ثابت قدم رہے۔ ہاں ان کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف ہے لیکن ان کی نوعیت یا تو اختلاف نقلی کی ہے یا اگر اختلاف مطوی بھی ہے تو وہ مشابہت کے ساتھ ہے۔ اطراف اللہ سے باقاعدہ تصریح کی ہے کہ عقائد اہل السنۃ والجماعت کا دائرہ انتہائی وسیع ہے۔ حضرت امام ابو الحسن اشعری فرماتے ہیں:

او لا یحضر علیک ما اخرجنا ان مدار جمیع اهل السنة والجماعة بدو و یحضر کلام لفظی احدهما الشیخ الإمام ابو منصور الماتریدی و الشیخ الإمام ابو الحسن اشعری و کل من تبعهما، او احدهما اهل السنة و سلم من الزوہد و الفساد غیر عقیدتہ

اچھی بات ہے کہ کہ وہاں اہل السنۃ والجماعت کے تمام تر عقائد کا مدار ان دونوں کے کلام کے گرد گھومتا ہے۔ اس میں سے ایک امام ابو منصور الماتریدی اور دوسرے شیخ امام ابو الحسن اشعری ہیں۔ لیکن ہر وہ شخص جس نے دونوں کی یا ایک کی اتباع کی، وہ عقیدہ میں سلف اور زلفی سے محفوظ رہا۔

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

المراد بالسنۃ ما علیہا اماما اهل السنة والجماعة: الشیخ ابو الحسن الماتریدی و ابو منصور الماتریدی۔

اور ان کی مجلس دینی قاری تھے، علامہ زبیدی، اور علامہ طاش کبری زادہ سے اپنی

انہوں میں تصریحات مکتوب میں فی الواقعہ جب روضہ عقائد کے حوالے سے یہ بات تھی
 اور جس میں دلائل کے درمیان جو اختلاف ہے وہ فراموش میں ہے و سبب میں نہیں۔ چنانچہ
 قاضی نقشبۃ صاحب تاج کلی قاکلہ اس پر شاہد ہے۔ انہوں نے یہ لکھا ہے۔ معینہ لعم و معینہ
 النعم میں تصریح فرمائی ہے کہ

وهؤلاء الحنفية والشافعية والمالكية والصلابة الحنابلة قول الله الحمد
 في العقائد يذ واحدة، كأنهم على رأي أهل السنة والجماعة، يدعون
 الله تعالى بطريق شيخ السنة أبي الحسن الأشعري - رحمه الله - هؤلاء
 معجيد عنهما إلا زعماع من الحنفية والشافعية لحنوا باهل الاعتدال،
 وزعماع من الحنابلة لحنوا باهل التجسيم

اس میں یہ بات اور یہ (اللہ کا شکر ہے) عقائد میں متفق ہیں اور یہ تمام کے تمام اہل
 امت جماعتوں کے ہیں۔ جس کے شرع پر یہ عقائد ہیں۔ اس بات کے
 متعلق متفقہ رہتے ہیں اور اس سے ذرا برابر بھی روگردانی نہیں کرتے۔ ہوا۔
 اور شاہد میں یہ مکتوب ہے۔ وہ حوالہ کے ساتھ چاہے اور حوالے کتاب۔
 چنانچہ اہل اہل تجسیم سے چاہے

نہایت یہ ہیں۔ انصاف سے یہ بات ہے۔ اس بات جماعت سے متفقہ تین
 جماعتوں میں متفقہ ہے۔ یہ بات بھی پہلے سے مسطور ہے۔ اور ان کی امت
 ان کے دلائل میں چاہے ان کے پاس کتاب کی و کتاب کے ساتھ۔ اس بات سے
 مراد یہ ہے کہ یہ بات

تین ہزار ہا ہے اور اس سے تا امروز چراغ معجزی سے شراد ہوگی
 اس کی قاعدہ کی ہے جس پر اسے اس میں ملتا ہے۔ حق پرانیت ہے۔ اس میں
 نہیں ہے۔ اور اس میں اصل و اصل میں بھی یہی تاہم وہ مشن میں مسطور
 ہے۔ اس کے پیش میں مشن میں مسطور ہے۔ اور اس میں مسطور ہے۔ اس
 میں سے ہے۔ اس کے بعد ان کے بعد اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد

جماعت میں مکرہ بھی یا نیک جہد وہ ہے اس میں کامیاب۔ اس سے ہر مرد و مراد
 کے ساتھ یہ غلط ہے۔ وہی الباطل کا مصلحت ہے جو ہے تو نہیں ہدف ہوتے۔

لیکن یہ اشوس اگر آج چہرہ ہو اس میں ایک شرفہ لکھتے ہیں ان کا یہ ہے کہ
 ہر مرد و مراد کا ہے اس میں لکھا ہے۔ اور عقائد فاسدہ جیسے الباطل لجنہ و
 لبسک۔ جنوں ۲۰۱۔ جس میں شرفہ شرفہ میں محمد کے تعلق کو انکار کیا ہے حالانکہ
 مسطور ہے اس عقائد سے سال میں تا کہ اس مسئلہ کے جس میں تھوڑی سی اضافہ ہے
 بعد سے بدلتی دکھائیوں میں گئے کا کافی مدیہ ہے۔ اس کے خلاف صاحب سے
 جماعت کتابت میں کلام اور اس میں غور و غوض کرنے سے منع فرمایا ہے۔ امیر المومنین حضرت
 د. حق بنی اللہ کے زمانے میں ایک شخص مصنف بن حسن مدینہ منورہ آ کر لوگوں سے مسئلہ
 کو لے کر آیا۔ اس میں مسطور ہے کہ کیا تھا۔ جب حضرت عرفان حق بنی اللہ مدینہ
 میں آئے انہوں نے مصنف بن حسن کو فوراً بلایا۔ داران سے وہی سوالات دہرائے کہ وہ لوگوں
 سے یا کرتا تھا۔ جب حضرت مدینہ مدینہ سے اس کی باتوں کو ان لوگوں سے یاد رکھا
 اس میں مسطور ہے کہ میں جاتا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز مدینہ سے اس کو سنا اور خود شریف
 سے چا کر کہہ کر چہ مضبوط کہیا۔ اس میں مسطور ہے کہ اس سے یاد رکھا
 کہ اس کا سر لہجہ ان ہو گیا۔ اور وہ مسلسل چیتے گا

کف عکسی، یا امیر المومنین، واللہ لقد عرج عنی وأسی کل باطل
 میرے یعنی امیر المومنین ایس کیجئے۔ میرے سر سے ہر باطل عقیدہ نکل چکا
 اور جیسا کہ امام دارالکفر سے حضرت مالک بن انس الاسدی کے پاس اہل بدعت میں
 سے ایک شخص آیا اور اس سے پوچھا

الرحمن علی العرش استوی، کیف استوی لا
 اس میں مالک نے اسے جواب دیا کہ اس کا جیسے پیتے کے شرابوں کا
 وہ حضرت امام مالک بن انس سے اس میں مسطور ہے کہ بہت عقیدہ تھے۔ اور اس
 دے میں جماعت پانچ فرما تے تھے۔ ہر جہد ہوا

الرحمن علی العرش استوی کما وصف نفسه ولا ینال کعبه و کعب
عنه مرفوع
"خبر فرمایا" اس پر مبنی کو نکل دیا۔

اس حدیث کی تفسیر میں شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح
ہے۔ اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

ظاہر کلام یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ
مذہب ہیں۔ ان میں اختلاف ہے۔ اور اس کی مثال یوں کہیں۔
اس میں اہل کفر سے عباد کو روک دیا۔ اس سے کیا جاتا تھا۔
اس سے عباد کو روک دیا۔ اس سے کیا جاتا تھا۔
اس سے عباد کو روک دیا۔ اس سے کیا جاتا تھا۔

اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔
اس حدیث میں "کعب" کا تعلق ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

ابصاح المثل فی صفات الزوت الحلیل صفاتہ فی الخلی
اہل السنۃ و جماعت
النسبۃ فی الزوت علی اہل النسبۃ فی قولہ تعالیٰ الرحمن علی العرش
استوی "ستو علی العرش"
أحسن البیان فی نسبہ اللہ علی الجہۃ والمکان اللہ تعالیٰ معہ
اور مکان کے ہوجوہ میں
النسبۃ فی الزوت علی عفافہ اہل التحسین والنسبۃ
اور میر تقی میر کے ہجڑ
روشن تھائی امد و رحم "الحقائق الجلیۃ فی الزوت علی اہل تیمۃ قیما
اور وہ فی النور المحمود" مستحق الامنان اہل

استوا علی العرش ہوتے ہوئے استوا علی العرش وہوں اور استوا علی العرش میں لیا ہے۔ انہوں نے تشبیہ
 کا عقیدہ کیا ہے کہ تزیین و تزیین کا عقیدہ وہاں پر کیا ہے۔ انہوں نے اس عقیدہ کی
 مخالفت کی جس پر جناب رسول اللہ ﷺ، سجادہ اہل بیت اور خلفہ صالحین تھے۔ انہوں نے
 امتحانِ موت سے اس عقیدہ کو رد کیا ہے۔ استوا علی العرش سے منکر وہ ہیں جن کی مخالفت کی اس
 عقیدہ کو امام ائمہ میں چھین رہے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آیت قرآنی ان کی اصل

الْوَحْشُ عَلَى الْمَرْعِ الْمُسَوَّى (سورۃ طہ ۵)

ترجمہ وہ وحشی رحمت والا عرش پر استوا فرمائے گئے ہے۔

جہاں تک اس کا یہ دعویٰ باطل ہے۔ یہ سید اہل حقانی ہے۔ اعلیٰ طاقت ہے۔

حضرت مولانا سید احمد رضا بک نورانی فرماتے ہیں

پندرہ قبل ایک قرینی سنی کے ہاتھ علی سماں پہ ہاتھ ایسا عریض ہے۔ جو کسی
 بار میرے مقدس چکا ہے اور یہاں جب آتا ہے تو پانی سستی کے لوگوں سے کہتا ہے۔ تمہاری
 حاجت نہیں ہو تھی کہ تم کو نام کے چھپے سورت کا ٹکڑا پڑھتے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہم نے
 یہ سورت تو ہی دیکھا ہے کہ غیر مقلد نام کے چھپے مقدس کی نماز ہو جاتی ہے۔ خدا یونہی
 اس سے بھی ناراض نہ ہو گا۔ لیکن اس کا یہ کہہ کر تمہاری عمارت کے خلاف ہے۔

وہ غیر مقلد صاحبِ کھت سے کہے گئے۔ آپ بتائیں۔ اس لوگوں کی سست ہماری عمار
 یا کجی سے یا نہیں؟ میں نے کہا۔ ہمارا مسند تو پھر سوچنے کا۔ آپ یہ بتائیں کہ جس کی عمار
 آپ جتنے جتنے وہ کہاں ہے؟ اور اس کے بارے میں آپ کا عقیدہ کیا ہے؟

جیسے کہ کہہ کر عرش پر بیٹھتے ہیں اور میں اور تمام کائنات اس کے اور ہمارے
 میں عامل ہے اور وہ ہیں سے وہ ہم سب کو دیتا ہے۔ اس کا جو سب جگہ میں ہے اور ہونا بھی
 میں پائیے۔ یا میں مقدس ذات ہر جگہ اور غیظہ انہی تہوں پر بھی ہو سکتی ہے؟

میں نے کہا کہ یہی مخالف آپ کے بڑوں کو بھی ہوا ہے۔ مخالف کا عقیدہ تو اتنا تھا کہ اللہ
 میں کا جو مخلوق سے پاس اور جدا ہے۔ اہل روزانہ و صفات کے۔ یہ لوگ یہ کچھ گئے کہ مخلوق سے

میں بہت ہی لپٹا رہا ہے۔ جو لوگ میں وہ سست میں والوں سے اللہ تعالیٰ کے
 میں اور وہ کالوں سے میں دیر پا ہے عرش پر بیٹھتے ہیں اور میں سے بیٹھ رہا ہے وہ خدا
 میں ہاں میں سستا ہے۔

مقلد صاحبین کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک جگہ یا مکاں میں خدا اکبر ہے۔
 ہاں پر بیٹھتے ہیں اور وہ خدا صمد، صمد، صمد ہے۔ قرآن مجید، احادیث، صحیحین میں یہی
 بتائی ہے کہ وہ خدا جس سے بھی مراد ہے۔ عرش پر بیٹھا ہے۔ میں تو اس کے لیے خدا
 جس سے بھی مراد ہے۔ جس کی شان

ليس كم منه شيء وهو السميع العليم (شوری ۱)

کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے۔ اور اس سے جو مراد سنا ہے۔ جو بیٹھتا ہے۔
 یہ خلاف ہے۔ کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدا، خدا، خدا ہے۔ اس جو عرشِ عظیم
 میں سے بعد ہمارے یا کے عمارت پر ہمارے دیمہ سے بھی مراد ہو سکتا ہے۔ یہی ہے عرش
 اس کا نقل نہیں کر سکتا اور کہاؤں کی طرح چل چل کر آتا ہے۔

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں

حق تعالیٰ کے پاس علی العرش کے دو حصے ہیں۔ ایک علی العرش اور ایک علی العرش
 ہے (فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۲۶)

استوا علی العرش سے استوا علی العرش، یعنی صمد، صمد، صمد ہے۔ میں استوا علی العرش یا
 میں علی العرش کے معانی صحیح طور سے مقبول نہیں ہوئے ہیں۔

میں نے اس توہم کے ساتھ است و صفات کی مزید تشریح اور میرے مقدسوں کے
 مقام کی بھی غلطی کیا کی۔ پھر یہ بھی کہا کہ جس کی غیر مقدس قدر ہو گا کہتا ہے۔
 یہ لوگوں کے عقائد سے اقلیت ہے۔ تو ان کا نام اس کو یہ کہہ کر معافی تھی کہ یہ لوگ استوا
 علی العرش سے ہیں۔ میں مقام میں صمد کی مخالفت ہوتی ہے اس طرح میں ہوا کہیں

و اما من دل یوجب العلم فهو مکابر للحس

(المصنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج ۱ ص ۱۳۱/۱۳۲ المؤلف: أبو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف النووی (المتوفی ۶۷۶ھ) الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت الطبعة: الثانية، ۱۳۹۲ھ)

حضرات صحیحہ علیہ السلام اور اس کے بعد محدثین و فقہاء کرام اور اصحاب اصول و جمہور مسندوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خبر واحد صحیح شرعی دلائل میں سے ایک دلیل ہے جس سے عمل واجب ہوتا ہے۔ یہ علم کا فائدہ دیتی ہے، علم (یعنی) کا فائدہ نہیں دیتی (لہذا اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا)۔ جس سے یہ کہ اس سے علم (و عقیدہ) واجب ہوتا ہے، وہ ظاہر حقیقت کا ناقض و منکر ہے۔

خامس یہ ہے کہ عقیدہ کتاب اللہ سے ماخوذ ہونا لازم ہے، یہ امر حدیث متواتر ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کی صراحت کے ساتھ تعلیم دی ہو رہا تاکہ کید قربانی بھول اور ساری عمر اس کی تبلیغ فرماتے رہے ہوں۔

پھر آپ ﷺ کے اصحاب کرام و ائمہ و ارباب کے بعد حضرات تابعین، تبع تابعین اور امر مجتہدین یعنی جمہور امت کا اس پر اتفاق و جماع ہو۔

0.3۔ صفات باری تعالیٰ کی اقسام

۱۔ اللہ تعالیٰ کی صفات جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔ وہ اقسام کی ہیں ایک وہ جن کے معنی واضح اور ظاہر ہیں، جیسے علم، قدرت، ارادہ، کلام وغیرہ۔ اسکی صفات کو صفات محکمات اور واضحات کہتے ہیں۔ اس بارہ میں اہل حق کا اتفاق ہے کہ اس صفات کے مفہوم پر عقلی و فہمی ضروری ہے۔ اس قسم کی صفات میں کسی قسم کی تاویل جائز نہیں۔

۲۔ دوسری قسم وہ ہے جس کے معنی میں خدا اور ایمان ہے۔ محض مدلول عقلی اور معنی ظنی سے کوئی علم قطعی اور یقینی حاصل نہیں ہوتا۔ رائے اور قیاس کی وہ مجال نہیں۔ کشف و درہم کی وہاں تک رسائی نہیں جیسے وجہ (مد)، یہ (ہاتھ)، نفس (عین) (کلمہ)

یانی چند، اندام (پاؤں)، صدق (انگلیاں) عرش پر مستقر ہونا وغیرہ۔ اس قسم کی صفات و صفات متشابہات کہتے ہیں۔

۳۔ سلف کے مال و معاشات متشابہات۔ ان امور میں دوہرہ سبب ہیں (۲) تاویل

0.4۔ قرآن کریم میں لفظ تاویل کا مطلب و مفہوم

قرآن مجید میں لفظ تاویل کی جہد مختلف معنوں کے ساتھ سات سورتوں میں آیا ہو ہے۔

سورت آل عمران

هو الذي امر ان يكتب الكتاب منه آيات محكمة فمن أم الكتاب و آخر متشابهاً فان الدين في قلوبهم وبع فنبهون ما تشابه منه بعد الله وانفقاء نأويله وما يغلبه نأويله إلا الله والو سخون هو لعدم يسلولون أمابه كمن من عدونا وما يدنكوا إلا أولوا يالاب (آل عمران ۷۵)

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر کتاب نازل کی ہے جس کی کچھ آیتیں تو محکم ہیں جس پر کتاب کی اصل بنی دے اور کچھ دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔ اسب جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس متشابہات جن کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اور ان آیتوں کی تاویلات تلاش کریں، حالانکہ ان آیتوں کا صریح مطلب اللہ فرماتا ہے کہ کوئی نہیں عاصا و جس لوگوں کا علم پختہ ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ ”ہم اس (مطلب) پر ایمان لاتے ہیں (جو اللہ کو معلوم ہے)۔ سب کچھ اللہ پروردگار ہی بخیرت سے ہے، سمیت حق و باطل حاصل کرتے ہیں جو شغل واسے ہیں۔

ما یبہد مفسرہ (جد میں)۔

ایسا ہی حق، مگر طریق نے مکی بیان کیا ہے

(المصنہاج خلاصہ تفسیر ج ۱ ص ۱۳۱/۱۳۲ المؤلف: علامہ ابن عربیہ)

اس آیت میں تاویل سے تعبیر مراد ہے جو خوب کا آل، انجام اور خارجی صداقت

6 سورۃ بنی اسرائیل

وَوَفَّوْا نَكِيلًا إِذَا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْمَقْضَىٰ الْمُنْتَظَمُ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَخْسَرُ تَأْوِيلًا (بنی اسرائیل: ۳۵)

اور جب کسی کو کوئی چیز مکتوب سے ناپ کر دو تو پورا دینا اور تو گننے سے بچنا۔

استعمال کرو۔ یہی طریقہ درست ہے اور اس کا عام نام ہے۔

اس آیت میں تاویل سے نال اور انجیم کا مراد ہونا ظاہر ہے۔

حضرت امام ابن کثیر فرماتے ہیں

وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا أَي مَالًا وَمَعْنَى حَرْكِهِ قَدْ سَعِدَ عَمْرٍو فَتَأْوِيلُ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَخْسَرُ تَأْوِيلًا أَي حَيْرَانًا عَاطِيَةً

(تفسیر القرآن العظیم، ج ۳ ص ۷۳، المؤلف: ابو الفداء اسماعیل بن عمیر بن بکیر القرطبی البصری، ثم الممشقی (المتوفى ۳۸۰ھ) والمحقق: عباس بن محمد سلامة، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع الطبعة الثانية ۱۴۲۳ھ)

7 سورۃ کہف

اس سورۃ میں یہ لفظ دو جگہوں میں آیا ہے

قَالَ هَٰذَا فِرَاقِي يَٰبَنِي إِسْرَٰءِيلَ ۚ وَمَا كُنْتُ بِمُتَّبِعٍ ۚ لَّمْ تَسْمَعُوا لِيَ صَبْرًا (الکہف: ۷۸)

میں نے کہا: "بچے! میرے اور آپ کے درمیان ہدائی کا وقت آگیا۔ اب میں آپ کو، توں کا مقصد تھا۔ بتاؤں جس پر آپ سے صبر نہیں ہوسکا۔"

حضرت امام قرطبی فرماتے ہیں

تَأْوِيلُ الشَّيْءِ مَا لَهُ أَي: قَالَ لَهُ أَي: أَخْبَرَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا لَعَلَّ (الجامع لأحكام القرآن قرطبی ج ۱ ص ۳۳ طبع دار الشعب، القاهرة)

ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْمَعْ عَلَيْهِ صَبْرًا (الکہف: ۸۲)

یہی مقدمان باتوں کا جن پر آپ سے صبر نہیں ہوسکا۔

حضرت امام قرطبی فرماتے ہیں

"ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْمَعْ عَلَيْهِ صَبْرًا" يَقُولُ هَٰذَا الَّذِي ذَكَرْتُ

لَكَ مِنَ الْأَسْبَابِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا فَعَلْتُ الْأَفْعَالِ الَّتِي اسْتَكْرَهْتُهَا نَفْسِي،

تَأْوِيلُ يَقُولُ مَا تَحْتَمِلُ إِلَيْهِ وَتَرْجِعُ الْأَفْعَالِ الَّتِي لَمْ تَسْمَعْ عَلَى تَرْكِ

مَسَائِلِكَ إِيَّاهِ عَنِهَا، وَالْكَارِكُ لَهَا صَبْرًا

(جامع البيان في تأويل القرآن ج ۱ ص ۹۱، المؤلف: محمد بن جرير بن

يزيد بن كلير بن غالب الأعمى، أبو جعفر الطبري (المتوفى ۳۲۰ھ) والمحقق

أحمد محمد شاكر، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ)

حضرت امام قرطبی فرماتے ہیں

ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ أَي: تفسیر

(الجامع لأحكام القرآن ج ۱ ص ۳۳ طبع دار الشعب، القاهرة)

اس آیت میں تاویل سے صداقت، خارجی حقیقت اور حکمت کے معنی مراد ہیں۔

0.5 - حدیث میں لفظ تاویل کا مطلب و مفہوم

1 حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

سَمِعْتُ الْفَقِيهَ فِي الدِّينِ وَعِلْمَهُ التَّأْوِيلِ

اے اللہ! اس کو دین کی سمجھنے اور تاویل کا علم عطا فرما۔

تھا۔ کہ یہی تاویل سے حقیقت اور پوشیدہ حکمت کا انکشاف کرنا، نال اور

عام نام ہے۔

ترجمہ

حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ عَدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عن عثمان بن حنیف، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس، ان شون لله صبی لله عبید وسم، وصح یدہ علی کتفی۔ او علی صیکی شک سعید۔ ثم قال: "اللهم فقهہ فی الدین، وعلمہ لتاریخ"

مستند الاصل احمد بن حنبل، رقم ۳۳۹۷۹، المؤلف: ابو عبد الله محمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد سبائی (الموتی ۲۴۱ھ) المحقق: شعيب الأرنؤوط، عادل مرشد، وآخرون، إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى ۱۴۲۲ھ المال الشيعي تحري: الأرنؤوط معلق على الحديث. استاده على شرط مسلم

حدثنا علي بن حمزة، العدل، ثنا هشام بن علي السدوسي، ثنا سليمان بن حرب، و أبو سلمة قال: سمعت ابا حنيفة بن سلمة، عن عبد الله بن عثمان بن حنيفة، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس، رضى الله عنهما قال: كان رسول الله صبی لله عبید وسم فی بیت من بیت فمر محمد له وصو، فقال له مینونة: رجع لك عبد الله بن العباس وصو، فقال: "اللهم فقهہ فی الدین وعلمہ لتاریخ"

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

المستدرک علی الصحیحین رقم ۲۲۸۱ المؤلف: ابو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن يعقوب بن العنكبري الضبي لثبتهما في التمهيد المعروف بابن أبي عمير (الموتی ۲۴۱ھ)، محقق مصطفى عبد القادر عطا، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: ۱۴۰۵ھ قال الذهبي هذا الحديث صحيح، ج ۳ ص ۶۵

حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حدثنا مسدد، قال: حدثني يحيى، عن شبيب، قال: حدثني منصور بن الحنظله، عن مسلم بن خواف، عن أبي الضحى، عن مشرق، عن عائشة رضي الله عنها، أنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم

يكثر ان يقول في ركوعه وسجوده: سبحانك اللهم ربنا وبحمدك، اللهم اغفر لي" يتأول القرآن (بخاری رقم ۳۲۹۸، ۸۱) حضرت عائشہ سے مروی ہے، حضور اکرم ﷺ رکوع اور سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم غفر لی۔ گو آپ ﷺ ایسی دعا کثرتاً پڑھتے تھے کہ اس سے فتنہ بخند و تک و استغفرہ (اذا كان يؤم) (الصح ۳) کی تاویل کا کرتے۔

یہی اس آیت کا معنی صدق یاں فرماتے کہ آیت قرآنی میں تسبیح و تحمید اور استغفار و توبہ کا یہ ہے کہ رکوع میں اس طرح تسبیح اور استغفار پڑھی جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ حدیث میں تاویل سے کلام کا کلام سے پھر نامزدگی بلکہ اس کے خارجی صدق کا تفسیر مراد ہے

0.6۔ قرآن وحدیث میں لفظ تقویٰ کا مطلب ومفہوم

لفظ تقویٰ قرآن پاک میں صرف ایک ہی جگہ آیا ہے

فستبدكم من مآ أقول بكم وأقوض أمری بى الله إنك الله بصير بالعباد (المومن ۳۳)

عرض تم غریق میری یہ باتیں یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں، اور میں ہ معارف اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ سارے بندوں کو حق دیکھے گا ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں

"وأقوض أمری بى الله، أى وأتوكّل على الله وأستعينه، وأقامتكم وأبعدكم"

(تفسیر القرآن العظیم ج ۵ ص ۳۷ المؤلف: ابو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري لم المحدثي (المتوفى ۷۴۴ھ) المحقق: سامي بن محمد سلامة، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع الطبعة: الثانية ۱۴۳۰ھ)

حافظ ابن جریر طبری فرماتے ہیں

، فَبُولَهُ وَفُؤَصَ مَرَىٰ إِلَىٰ يَدَيْهِ وَيَقُولُ وَاسِعٌ أَمْرِي لِي بِهِ، وَاحْفَظْهُ
إِلَيْهِ وَيَقُولُ كُلِّ عَلَيْهِ فَبُولَهُ الْكَافِي مِنْ تَوَكُّلِ عَلَيْهِ
وَيَسُحُو الدُّنْيَا لَيْتَ لِي ذَنْبُكَ قَالَ أَهْلُ الْبَابِ

جامع البیان فی تارخ القرآن، ج ۲ ص ۳۹۳ المؤلف: محمد بن جریر بن
عبد بن کثیر بن عابد لامی ابو جعفر الطبری ۱ شوال ۲۵۵ھ المتوفی
محمد بن محمد بن طاهر مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ

یہ حدیث میں توبہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَنَّ يَحْيَى بْنَ الْقَزَّافِي حَدَّثَنَا عَنْ
أَبِيهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ
أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ لَنْ يَكُونَ عَبْدٌ لِي إِلَّا بِمَنْعِ اللَّهِ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ عَبْدٌ لِي
وَلَمْ يَكُنْ مَسْأَلًا فَلَا يَأْتِيَنِي بِعَدْوٍ لِي بِهِ إِلَّا بِمَنْعِ اللَّهِ فَإِنْ كَانَ
مَعْنَى عَبْدِ عَبْدِ اللَّهِ وَدَّ قَالَ سُرَّحِمِي الرَّحِيمُ قَالَ إِنَّهُ
يَعْنِي أَيْ عَبْدِي وَادَّ قَالَ مَا لَيْكَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَبْدِي
عَمِي وَفِي مَرَّةٍ فُؤَصَ بِي عَبْدِي - يَدَّ قَالَ أَيْكَ يَوْمَئِذٍ قَالَ
بَيْنِي قَالَ هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَالْعَدْوُ مَسْأَلٌ فَلَا يَأْتِيَنِي
بِعَدْوٍ إِلَّا بِمَنْعِ اللَّهِ فَإِنْ كَانَ عَبْدٌ لِي وَلَمْ يَكُنْ مَسْأَلًا
فَلَا يَأْتِيَنِي بِعَدْوٍ لِي بِهِ إِلَّا بِمَنْعِ اللَّهِ

(مسلم رقم ۳۹۵ ص ۳۸)

حضرت ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں
کہ اگر آپ کو کسی نے بتایا کہ میں نے ایک عورت کو اپنے پاس لے لیا ہے اور اس سے
بچہ پیدا ہوا ہے تو اسے چھوڑ دے۔ اگر اس سے بچہ نہ ہو تو اسے ایک نصف حصہ
بھرتے ہوئے دے۔ اگر اس سے بچہ نہ ہو تو اسے ایک نصف حصہ بھرتے ہوئے دے۔ اگر اس سے
بچہ نہ ہو تو اسے ایک نصف حصہ بھرتے ہوئے دے۔ اگر اس سے بچہ نہ ہو تو اسے ایک نصف حصہ

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳

فرمایا: جب تم سزا پانے کا ارادہ کرو تو پہلے سو کرو۔ جس طرح سزا کے لیے صبر کرتے ہو پھر سزا دینی کو صبر پر لیت جاؤ اور یہ حق کی بارگاہ میں عرض کرو۔ اللہ میں ہے اپنی سستی کو بالکل تیرے سپرد کر دیا اور اپنے سب امور تیرے سپرد کر دیئے اور تجھ کو وہاں پشت پناہ بنا دیا۔ تیرے چاروں سے ڈرتے ہو گئے۔ تیرے رحم، رحمت، طلب، امید کرتے ہوئے۔ تیرے سوالوں کا۔ پناہ اور بچاؤ کی جگہ نہیں۔ میں ایمان لایا تیری مقدس کتاب پر جو تو نے تار و فرما لی۔ تیرے لیے پاک ہے جس کو تو چاہے۔

آپ ﷺ نے یہ باتیں کہیں، ان کے بعد حضرت زکریاؑ کا رب بھی سے اکتا فرمایا: "رات کو سوئے سے پہلے یہ دعا کہہ کر عری یوں ہو یعنی اس دعا کے بعد کوئی بات نہ آئے۔ اور اس دعا اور اللہ تعالیٰ کے عظم سے اسی حال میں تم کو موت ملے گی تو تمہاری موت بڑی مبارک اور دین فطرت پر ہوگی۔"

حضرت زکریاؑ کا رب یہ کہتے ہیں کہ میں تصور فرماؤں کہ اللہ کے سامنے میں کیا کرتا ہوں۔ ان کے ہاتھوں میں قرآن میں وینک الہی رسلت ان کے ہاتھوں اور رسولک الہی ازست" کہا (جو بالکل اس کے ہم معنی تھا۔ صرف ایک لفظ کا فرق تھا)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں: "وینک الہی ازست" کہہ۔

0.7: صفات تشابہات میں مذہب اول، تفویض

صفات کی علامتوں کی تفسیر دیتا ہوں، لیکن اس کے ساتھ ہی اس معانی کی بھی کہ جو صدیوں کی شاخوں کے نتیجے میں یہ عقائد بھی رکھنا کراں کے نتیجے میں وہاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حق میں۔

حضرت امام مرقیؒ نے بیان فرماتے ہیں

عبداللہ اسماعیل بن اسحاق الفاضل اثابا شیعان بن حزب، عن حماد بن رید عن یزید بن حارم، عن شیمان بن یسار، عن صبیح بن عسل قدم السدیہ فجعل یسأل عن منشاءه نضران، وعن أشب، فبلغ

ذلک عمر رضى الله عنه فبعث لیه عمر فاحصره ولقد أعذله عمر حین من عرا حین النخل فبعث، حصر قال له عمر من أنت؟ قال أنا عبد الله، صبیح فقال عمر رضى الله عنه وأنا عبد الله عمر، ثم قام ابیه فحصر بامه عمر حین فنبذہ فثم تبع صریبه حین سال دمه عسی وحیہ فقال حبک یا امیر المومنین فعد۔ وثلثه ذهب ما کنت أجد فی رأسی

مجامع الاحکام لفرس = تفسیر الفسطی ص ۱۵۰، المؤلف ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری المروزی حمصی تدبیر الفسطی بمطبعی اسلامہ تحقیق محمد البودوی والبرہم اطفیش الناشر دار الکتب المعصرۃ القاقرۃ الطبعة الثانیة، ۱۳۸۳ھ

حضرت سلیمان بن یحییٰ بیان فرماتے ہیں

حضرت صبیح بن مسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو رجحانات میں سے ایک سے سو رہا۔ تو صبیح نے فرمایا کہ میں نے ان کے تشابہات اور دوسری چیزوں کے بارے میں سوال وجواب کر کے شروع کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری بات سنی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی کہ میں نے ان کے تشابہات کر دیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ کھار کی حالت میں ہوئی ایک شخص نے کہا کہ یہ صبیح بن مسلم کا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تو میں نے اس سے کہا میں اللہ کا بندہ، صبیح ابو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں اللہ کا بندہ ہوں" پھر عرض کیا: تو میں سے مراد مارنا شروع کیا تو اس کو وحشی کر دیا۔ پھر اس کو کہتے رہے یہاں تک کہ اس نے میرے سے بے لگا۔ تو وہ کہنے لگا: یہ میرا لہو نہیں کافی ہے۔ بعد میں قسم اور شکوک و شبہات اور کہتے ہیں کہ میں اپنے راس میں پاتا تھا۔

صفات، ان تعالیٰ نے تعالیٰ کی تعظیم سے سوت رہے کے وہ اسباب میں ان معانی کے مجموعہ میں سے کسی ایک میں واقفیت کے لیے دلیل قطعی وہ نہیں

ہے۔ ہمارا اختلاف ان سے صرف لغوی ہے کہ انھوں نے جو حقیقت نہیں ہے، اس کو حقیقت کا نام دے دیا ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

6 سلف کی طرف عقیدہ توحید کی بہت دو وجوہ سے ثابت ہیں

1 سلب صحتیں سے اقوال خود اس پر دلائل مست کرتے ہیں۔

2 قرآن اولیٰ سے بعد والے اہل علم نے ان سے یہی بات کہی ہے۔ انھوں نے ان کی طرف توحید کی سمت کر لی ہے۔

7 جو بعض سرگرم سے ظاہر پر اجرو کا قول معقول ہے اس سے وہ عقلی طور پر ثابت ہیں کہ حق کے الفاظ سے ظاہر ہو۔

8 صحت مشابہات یعنی یہ: "ساق" و "ید" میں اہل اسباب و قدرت معنی کی توحید میں سہ ہیں۔ یہی سہ صحت کے حوالہ معنی و امر میں اور حقیقی معنی میں معلوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مبدء ہر شے ہے۔

یہ مقلد ہیں انھیں بہت کی توحید ہے۔ میں اسی دو سبب ہیں۔ میں معنی و معلوم میں خدا "یہ بات کہہ سکتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی ہیئت نہیں معلوم نہیں۔ یہی فرق ہے۔

9 اہل سنت و جماعت ان صحت و حق تعالیٰ کے لیے ثابت تسلیم کرتے ہیں۔ جس طرح یہ صحت و مشابہات کتاب اسبقہ محمدیہ ہے۔ وہی ہیں اس کو یہ ہیں و چرا تسلیم کرتے ہیں۔ معقولہ کی طرح اسے تاویل میں سونے کا قدر یہ معتبر کی طرح ان صحت و مشابہات کا اٹکا رہا۔ یہ جو کتاب سنت سے ثابت ہیں اور مشابہہ ہر قسم کی طرح یہ ہیں کہ کہ معاد اللہ یہ اللہ تعالیٰ سے اس قدر دور ہیں۔ اس طرح نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے تاکہ مجاہد کی طرح آیات سے یہ اور شریعت کا انکار لازم آئے۔

10 سلف صالحین کے نزدیک یہ باری تعالیٰ کے دلائل میں سے یہ آیات بھی ہیں

لَیْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ. وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوریٰ: ۱۱)

کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے۔ اور وہی سب بات ستر سب بات خود چلتا ہے۔

ہیں نعم لہ سمیع (مرم ۶۵)

یا تمہارے علم میں کوئی اور ہے جو اس جیسی صحت رکھتا ہو؟

فَرُّهُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. اللَّهُ الْقَيُّومُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (سورۃ اخلاص: ۳۲)

بہرہ و ثابت یہ ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ سب اس کے تحت ہیں۔ وہ کسی کا متساوی نہیں۔ شمس کی کوئی اولاد ہے، اور شمس کسی کی اولاد ہے۔

اس میں نے جو ان کوئی بھی نہیں

وَلَا تَجْعَلُوْا لَهُ مِثْلًا (سورہ ۲۲)

میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرو۔

بعد ازاں کی صحت و مشابہات کے متعلق یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ اصولی قرآن میں اللہ تعالیٰ کی صحت و مشابہات کی صحت کے بیان کرنے کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں۔ اس اکثر وہ میں جس کا حقوق کی صحت پر بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو "حی" "سمیع" "بصیر" "مستکرم" کہا گیا ہے اور انسان پر بھی یہ الفاظ اطلاقی کیے گئے ہیں، تو ان دونوں مواقع میں استعمال کی حیثیت بالکل جداگانہ ہے۔

اسی مخلوق کو "سمیع" "بصیر" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پاس دیکھنے کی آنکھ اور سننے والے کان موجود ہیں۔ اب اس میں دو چیزیں ہو گئیں: ایک وہ اگر جسے "آنکھ" کہتے ہیں اور وہ دیکھنے کا سبب و راہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسری کا نتیجہ اور غرض عاید (دیکھنا) جس کا حاصل علم جو رویت دوسری سے حاصل ہوا۔ مخلوق کو جب "بصیر" کہا تو مراد اس کا یہ ہے کہ اس میں سمیع ہو۔ اس کوئی کی کیفیت ہم نے معلوم کر لی ہے۔ لیکن یہ کہ اللہ تعالیٰ کی صحت و مشابہات کا کیا تو یقیناً وہ مساوی اور کیا ہے۔ مساویہ ہوا۔ اس باتیں جو مخلوق کے خواص میں سے ہیں اور جن سے اللہ تعالیٰ قطعاً سزا ہیں۔

مذہب یہ عقائد نہیں ہو گئے۔ (بہار و نیل) کا مذہب اس کی بات اللہ میں موجود ہے۔ اس کا نتیجہ بھی وہ علم جو رویت دوسری سے حاصل ہو سکتا ہے، اس کو بدرجہ کمال حاصل ہے۔ آگے یہ کہ وہ مہد کیا ہے؟ اور دیکھنے کی کیا کیفیت ہے؟ تو جو اس بات

کے کہ اس کا دیکھنا حقوق و طرح میں ہے، ہم دیکھ سکتے ہیں؟

میں کہتا ہوں: "وَقُلُوبُهُمْ بَصِيرٌ" (الشوریٰ ۱۱)

کوئی چیز اس کے دل میں ہے، اور وہی ہے جو ہر بات سنا سب کچھ دیکھ ہے۔

یہ صرف سنا دیکھنے بلکہ اس کی تمام صفات کو اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ صفت بہ ضرورت اصل مبادیات کے ثابت ہے مگر اس کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی اور نہ شرٹ ۳۲۱ نے اس کا تکلف بنایا ہے کہ آدمی اس طرح کی مادہ کے عقل خالق میں غور و خوض کر کے پریشان ہو۔

0.9۔ شیخ ابن تیمیہؒ کا عقیدہ تفویض

حضرت شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

۱۔ فمن سبهم في الصفات الصالح في الاعتقاد بآياتهم بصفات الله تعالى وأسماؤه التي وصف بها نفسه وسمى بها نفسه في كتابه وسننه أو على سب غير زيادة عليه ولا نقص منها ولا تجوز به ولا ينسب به ولا تأويل به بما يخالف ظاهره، ولا تشبيه له بصفات المخلوقين ولا مساواة للمحدثين بن آدم وما كانا من حيث وجود علمها إلى قائلها، ومعدا إلى المتكلم بها

۲۔ وقيل بعضهم - ويروي عن الشافعي - أن سب جاء عن الله وجاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن غيره وسبهم على مراد رسول الله

۳۔ وعلموا أن المتكلم بها صادق لا شك في صدقه وصدقوه، ولم يعتبروا حقيقة صفاته فسكنوا عما لم يعصوه وأخذوا ذلك لأجر عن الآراء ورضى بعضهم بعضها بحسن التأمل ووقوف حيث وقف ونسبوا وحذروا من تشبههم بهم ونقدوا عن طريقتهم ويثواب سبهم ومذهبهم وروحهم بحسن الله تعالى من اقتدى بهم في بيان ما ينوه. وحلوك الطريق الذي سلكوه

و بدلیل علی مذهبہم مذکور باد انہم بقول آیت القرآن لعظیم و حبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نص فصدق بها مؤمن بہ فاسی بہ غیر مرتب بہہ ولا شک فی صدق قائلہا ولم یفسروا ما تعلق بالصفات منہ ولا یؤلوہ ولا شہوہ بصفات مخبر فی ادلہ فعدوا سب من دیک لمن عہم ولم یجروا ان یکنم بالکتیۃ ادلا بحور التو طر علی کتمان ما یحتاج لی نقلہ ومعرفتہ لحریران دلک فی لہجہ محری التو طر علی نقل بکذب وفضیلا یحز

بل یسب من مبالغتیہ فی السکوب عنہ انہم کانوا اذ ارادوا من یسب عن امثاله باسواءی کف قدرۃ بالقول لعید ودارہ باسب وارب وقدرۃ بالاعراض الذان علی شدة انکراہی لمناکہ وبدوک لبس یسب عمر رمی اللہ عنہ ان صلیا یسب عن امثاله اعدہ عراحمی لئلا فیما عمر یخطب قام فسالہ عن "و نذریات درو" فالجواب وقر وما بعدہا فسر عن عمر فان التو وحدتک مخبر فابصرت ایدی فی عباک بالشیب ثم امر بہ فطرب صرت سدید وبعث بہ لئلا یبصرہ وامرهم ان لا یجلموہ فکان بہا کلمعیر لا حرب لا یاتنی محنت الا لانی عزمہ امیر یومنین فترقوا عنہ حتی تاب وحلف بادلہ ما بقی یحذلک ما کان فی سبہ شیئا لدن عمر فی مجلسہ فاما خرجت لحریران اتی فقبل لہ ہذا وقتک فہاں لا یعتنی مؤعظہ بعد الضلح

ولک سب مالک بن انس رحمہ اللہ یعنی فہم یہ یا ابن عبد اللہ! "امر حسن علی العرش استوی کیف استوی؟ فاطرق مالک وعلاہ الرخصاء یعنی القوی و سطر القروہ ما یجی منہ فیہ فرفع رأسہ سی سائل و قال "لا سراء غیر محمول وانکف غیر مقبول و لہما بہ واحب و یسبون عنہ یذعہ وانحسبک وحق سوء" وامر

یہ سچا ہے۔ غلط نہیں ہے۔ یہ یا تو اس سے دور ہے یا اس سے قریب
 ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ سچا ہے۔ غلط نہیں ہے۔ یہ یا تو اس سے دور ہے یا اس سے قریب
 نہیں ہے۔ اس کی ضرورت حاصل رہا ہے اور اس کے چھوٹے ہیں یہ
 دوسرے کی موافقت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ جھوٹ بات کے نقل کرنے میں
 یہ سچا ہے۔ غلط نہیں ہے۔ یہ یا تو اس سے دور ہے یا اس سے قریب
 ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ سچا ہے۔ غلط نہیں ہے۔ یہ یا تو اس سے دور ہے یا اس سے قریب

[illegible]

۱۔ حضرت علیؓ نے حجۃ الوداع کی تیاری کی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔
۲۔ حضرت علیؓ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔
۳۔ حضرت علیؓ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔
۴۔ حضرت علیؓ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔
۵۔ حضرت علیؓ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔
۶۔ حضرت علیؓ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔
۷۔ حضرت علیؓ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔
۸۔ حضرت علیؓ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔
۹۔ حضرت علیؓ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔
۱۰۔ حضرت علیؓ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔

والله اعلم بالصواب فان الحكماء قد اختلفوا في بيانها
فمن قال بانها ذات ١٢

میں نے کہا کہ میں اس سے ملنے کے لیے تیار ہوں۔

کے ہوتے تھے، تو یہ جتنے عارضی اور ابھری ہوئی محسوس میں آتا تو کب یہ
جیتا میرا لواتین کا علم۔ تو لوگ اور اصرار منتشر ہو جاتے۔ یہاں تک کہ اس نے
میرے درالغہ تعالیٰ سے تعلق ختم کر لیا۔ میں نے اسے جو کچھ پٹے پڑا تھا اب وہ جی
تک رہی۔ تو یہ اصرار کب بند ہوا۔ اب وہی کتب میں ایک کاغذ پر یہ لکھا ہے
دارت کا پتھر دوا تو وہ دیا۔ پانچ۔ تو اس سے پہلے کیا اسے یہ اوستہ کیا
تھے تو اس وقت صلیبی۔ یہ کہیں۔ مجھے یہ کہانی کی نصیحت ہے۔ طبعی ہے۔

[illegible]

یہ شخصیت کے متعلق تاریخ و اشعار و احادیث میں تو اس سے بہت کچھ ملتا ہے جو حضرت امام باقرؑ کے حوالے میں نہیں ملایا جا سکتا۔ یہ شخصیت امام باقرؑ کے مخالفین کے ہوتے ہوئے حلیہ و مذاہب کے بارے میں حضرت امام باقرؑ سے جواب تمام مسائل کے بارے میں حوالے دے کر میں شوق و رغبت سے گفتگو کرتا ہوں۔

۱۔ ایسا ہی ہو گا کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھ کر حیرت منہاں کرے گا۔

حرام ہے کہ وہ قلع یعنی گہرائی تک پہنچیں، قلوب پر حرام ہے کہ ذات ہادی تعالیٰ وہ
 اور میں ہاں گمراہ جو صفات سے بارے میں نہ قالی۔ آپ نبی کریم ﷺ
 ان ہاں مرکب سے مایا بنو۔

۴ حضرت امام حسن بھری سے یہ بات ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا: مطلب نے اس
 پر مدد ہوس کے بارے میں کلام کرنا شروع کر دیا جن کے بارے میں ان سے پہلے
 بھی کلام نہیں کیا گیا ہے اور نہ اس کے بعد بھی ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے ابوسعید
 وہ یہ ہے؟ تو حضرت نے اس بصری سے فرمایا: محمد و قریب اب اللہ تعالیٰ کی بات ہے
 لیے سے جس سے یہاں وہاں حساب پڑتا ہے۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے بنایا نہیں کیا
 ہے اس سے وہ قطع نہ ہوتا۔

۵ حضرت جھوٹا فرماتے ہیں، "اللہ تعالیٰ کی معرفت میں سے یہ بھی ہے، جس چیز کو اللہ
 تعالیٰ نے بیان نہیں کیا ہے، اس کے بارے میں سکوت کرنا"

۸ حضرت ابو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہے کہ انھوں نے حضرت کے
 احسان کو بیان فرمایا، اور بتائی چیزوں کو کہہ کر فرمایا۔ پھر فرمایا: "وہ صاحب جس کو قرآن
 حدیث سے بیان فرمایا ہے مثلاً

وَقَالُوا لَيْسَ لَهُ الْوَلْدَةُ وَلَهُ الْعِلَادَةُ وَلَهُ الْوَلَدَةُ وَلَهُ الْعِلَادَةُ (۶۴)

۱۰ اور یہودی کہتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں"۔ ہاتھ تو خود ان کے
 بندھے ہوئے ہیں۔ اور جو بات انہوں نے کہی ہے اس کی جگہ سے ان پر عنت الگ
 پڑی ہے اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے ہاتھ پوری طرح نشی و نسو وہ جس طرح چاہتا
 ہے حرق کرتا ہے۔

۱۱ وَمَا قَسَمُوا لَكُمْ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ حَيْثُ مَكَّابُ قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
 (الزمر ۶۷)

۱۲ اور جو لوگ شرک کے مرتکب ہوئے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت

۱۳ اور قدر و منزلت کو بچانے ہی نہیں۔ چنانچہ یہ وہی لوگ ہیں کہ انہوں نے اللہ
 تعالیٰ کی عظمت میں رتبہ سے لڑا۔ لڑنے والوں کی عنت کا حق تھا (اور حق عظمت اور کرنا
 لڑنا تو دیدار سے ہی ممکن نہیں۔ حالانکہ اس کی شان یہ ہے کہ اس میں اس کی بھی
 میں سو فی صحت ہے۔ اور تمام آسمان لیے ہوئے ہوں گے اس کے دائیں
 ہاتھ میں۔ پس پاکی ہے اس پر اور دگاری اور برتر ہے وہ ذات ان کے ہر شرک سے جو
 وہ کرتے ہیں۔

۱۴ ان جیسی دوسری صفات جو قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں۔ تو ان کے بیان میں
 مروجہ باتیں ہیں۔ یہ ہیں اور۔ یہ کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ ہم اسی حد پہ
 آپ کو روک لیتے ہیں جس تک قرآن و سنت سے بیان فرمایا ہے۔ اور ہم یہ بھی کہتے
 ہیں

۱۵ مَا خَلَقَ غُلَامًا غَيْرَ مِسْكِينٍ (سورہ طہ: ۱۵)
 وہ بچہ جس سے اس پر استواء فرماتے ہوئے ہے۔
 جس میں سے اس سے بچہ ہوں وہ قیود و حدود بھی ہے

۱۶ اب بعد اس کے بعد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس سے ظاہر
 اس سے بتائی ہے۔ اس لیے کہ ذات جس کو نام ذات کے
 اس سے بتائی ہے۔ وہ ذات کہ خود ذات نام سے کیفیت کا
 اس سے قانون طرہ سے بتا دیا ہے۔ اس لیے کہ اس پر سارے ہی
 اس سے بتا دیا ہے۔

۱۷ حضرت امام احمد بن حنبلہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے "انہوں نے فرمایا: تم
 بہت شرمناک ہے۔ یہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیرے لیے مخالفت
 سے جس وقت سنت دوسری ہے بنا دیا ہے کہ اس پر چلا جائے اور کسی کا پے آپ کو
 پہنچا دیا جائے اس دوسرے کو بے پناہ سے حقیقتاً جانے سے کہ اس کی مخالفت
 جس شخص سے اس میں حقائق و حیرانی میں گرجا ہے۔ بعد تو اس پر راسی وہ
 اس پر سلف میں لے پئے آپ کو راسی کر لیا۔ اس لیے کہ عالم کے ساتھ ہی کسی

۱۔ اکی کرے وہ دیکھتا ہے کہ شمشیریں کسے

۴. محاسبهٔ $\frac{d}{dt} \left(\frac{1}{r} \right)$ با استفاده از $\frac{dr}{dt} = -\frac{1}{r^2} \frac{dr}{dt}$

۱۔ حدیث میں حمیدہ ثمالی ناموہر ہے، اس ہی حقیقت پر، اس نے ربیع اس میں
 حمیدہ ثمالیہ کے ساتھ لکھی یہ کفر حد لا خلاصہ سے ہم یکنے
 شیعہ، والا حدیث وہیں کہلے سے،

جہ سے ہر ایک کے لیے وہی حکم ہو گا۔

۳ حمدیسی علی قان لہذا بدعراج قان ہی مذہبہ علی علی علی
عاسی الیہ ہندہ نہ کہہ حد (۲۰۰) قان ہی کہہ
خیء قسحان لہذا بدعراج قان

المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الأسدي، أبو جعفر
الطبري (المتوفى ٢٤٠هـ) تحقيق الدكتور عبد الله بن عبد المحسن
الضكري، بالتعاون مع مركز البحوث والدراسات الإسلامية بدار جعفر
الدكتور عبد السيد حسن بمساعدة الناشر دار جعفر للطباعة والنشر
والطباعة والإعلان: الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ

$$\begin{aligned}
 & \text{...} \\
 & \text{...} \\
 & \text{...}
 \end{aligned}$$

و"احد" يدل، أن خبر ثان، يدل على مجاميع صفات الجلال، كما دل
الله على جميع صفات الكمال، إذ الواحد الحقيقي ما يكون سرد
الصفات على انحاء التركيب والتعدد، وما يستلزم أحدهما كالحسب
والشعير والمشاركة في المحيطية وخواصها، كوجوب الوجود
والقوة الذاتية، وبحكمة التامة مقتضية دلالة

أنوار التنزيل وأسرار التأويل، ج ٥، ٣٤٤ المؤلف: ناصر الدين أبو محمد
عبد الله بن عمر بن محمد الشافعي البجلي (المتوفى ٢٨٥هـ)
لمحقق: محمد عبد الرحمن المرعشي، الناشر: دار إحياء التراث العربي
بيروت (الطبعة الأولى: ١٩٨٨هـ)

احمد : تمام موت جلاں سے کرنا ہے ۔ یہ سب مہیا
 ہوا پر امت کے کرے اور تحقیق موت جو کہ ہے ۔
 قتل کے مدد کے ۔ یہ طرح وہاں سے ہوا ہے ۔
 مسرت طبع و اس کی قیقت و جو میں ہے ۔
 قدرت و عظمت کے مدد کے ۔

[illegible]

وہ بھی کہ کھو اچھا لکھنؤ والا ہے ایسی بھی ایسی ہے نظر میں
 —————
 —————

هو خير حمد لأحمد سدي لا عظمه ولا يبر ولا مدد ولا سه ولا
عذب ولا سطو هذا بقدر غنى حمد في البابك لا على الله عز
وجل، لأنه الكامل في جميع صفاته وأفعاله

تفسير القرآن العظيم ج ٨ ص ٥٢٧ رقم الآية ١٠١ القراء اسماعيل بن عمر

اس چیز کو چار ہونا مان لیا جائے تو وہ بھی ایک ایسی شے کی محتاج اوجہ ہے کہ اس میں تین تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ جو یہ محتاج ہوگا وہ لیس ہو سکتا ہے۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مش نہیں ہے۔

نقلی دلیل "تفخلفہ اللہ لوجودہ" کی نقلی دلیل بھی آیت سے لیس کہ منہلہ شے۔ یہ قرآن مجید کے دلائل میں سے سب سے زیادہ واضح دلیل ہے۔ اس لیے کہ اس آیت سے "توہیلی" کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے اس آیت میں "نشی" و یاقینی میں بیان کیا ہے۔ مگر وہ جب یاقینی میں ہوتا اس میں تمام چیزیں شامل ہوجاتی ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہے آپ سے اجراء، اسامہ و عمار سب کی عمریں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی بھی ان میں متماثلتوں ہوں، فرشتوں وغیرہ کے مشابہتیں ہیں۔ کسی طرح متماثلت میں سے چاہے وہ جہاد ہو یا عظیمیہ ان سے بھی مشابہتیں ہیں۔ لہذا تعالیٰ سے کسی قسم سے تواریث سے خارج میں سے کسی بھی قید میں کہان، بلکہ حادثات و احوالات تمام اقسام میں سے اس کی نقلی بیان کردی ہے۔ اس میں تمام مخلوقات سے مشابہت کی نقلی بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تخریر مکان، جہت، اکیث اور کیفیت سب سے ہی ہے۔ کینت تو انہی میں کہ مقدار کو کہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جہاد اور جسم میں جو ہی مقدار مساحت اور حد سے لحاظ سے قابل شائبہ ہوں۔ لہذا تعالیٰ ہی کسی قسم کی مقدار اور مساحت کے لحاظ سے محدود نہیں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ عرض کے اوپر پائی، اس سمیت موجود ہیں، جیسا کہ مشابہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عرض سے ہی متماثل ہوں گے۔ بخلاف یعنی گہرے واسطے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ بخلاف (یعنی غیر ہوں چیز) سے بڑا ہوگا۔ یہ پھونکنا اس کے مساوی۔ اس جیسی چیزیں تو ان جسم کے لحاظ سے ہوتی ہیں جو مقدار مساحت اور حدود کو قبول کر سکتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے اور جو محال پر منتج ہو وہ بھی محال ہوتا ہے۔ اس سے ان تینوں کا اور باطل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرض سے اپنی ذات نے ساتھ ساتھ گہرے ہونے میں۔ جس میں سے ہر جا کہ اللہ تعالیٰ سے ہے حد ہے تو بے اللہ

ان کی مخلوق سے ساتھ مشابہت میں ہوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت کے معنی سے۔ اگر اللہ تعالیٰ حد و مقدار والے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سب سے محتاج ہوں گے جس نے اس حد اور مقدار کو بنایا ہے جیسا کہ تمام اجرام اس ذات کے محتاج ہیں جس سے اس کی حد و مقدار کو بنایا ہے۔ اس لیے کہ کوئی بھی جسم اپنے آپ و مقدار و حدود والے نہیں بنا سکتا۔ لہذا باقی جہاد میں طرح اگر اللہ تعالیٰ بھی حد و مقدار والے ہوتے تو وہ بھی اس سب سے محتاج ہوتے جس نے اس کو حد اور مقدار والا بنایا ہے۔ اس لیے کہ وہ اسے مکمل یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خود ہی کو حد و مقدار دینا پڑے۔ جس کی دوسرے کا محتاج ہونا تو الٰہ ہونے میں سکتا۔ کیونکہ الٰہ کے لیے۔ میرا ہی شرط ہے کہ وہ چہرے مستحق ہو اور وہ کسی محتاج نہ ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں مہدیت علی محمد و برکت کی ہے جو اہل علم کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

(معانی الفہم = التفسیر الکبیر ج ۲ ص ۵۸۶ تا ۵۸۸ المصنف ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسن النجفی الرازی الملقب بشیخ الدین الرازی خطیب الرازی (الوفی ۱۰۶۶ھ)، المصنف: دار احیاء التراث العربی، بیروت الطبعة الثالثة ۱۴۰۲ھ)

یا اَیُّہا النَّاسُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاللّٰهُ خَرُّ الْعِیْشِ الْخَبِیْثِ۔ (الفاطر ۱۵)

اے لوگو تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، ہر طرف کا بے ستون مستحق۔

واللہ اعلمیٰ وأنتم الفقراء (سورہ محمد ۲۸)

اور اللہ بے نیاز ہے اور تم ہو محتاج ہو۔

اس آیت میں اس کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غنی (بے نیاز) ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ جسم ہوتے تو پھر اس آیت میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ جسم ہوتے تو غنی ہوتے۔ اس لیے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب اپنے

قول کریں گے تو اللہ تعالیٰ کو جنت کا محتاج ماننا پڑے گا اور یہ تو لفظ "القبوم" (چوری) کا نکات سمجھانے ہوئے ہے۔ اس کے مفہوم اور مدلول کے مطابق ہے، جس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ مہلت خود قائم ہیں اور اس کو کسی دوسرے کی عینیت، نکل نہیں ہے، جب کہ دوسری تمام مخلوقات اسی کے سپارے قائم ہیں۔

آیت 5 هل نعبد له سمياً (مریم ۶۵)

ترجمہ کیا تمہارے علم میں کوئی اور ہے جو اس جیسی معادات رکھتا ہو؟

استدلال "سمیاً" کا معنی ہے "مخلوق"۔ پس اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مثال، شبیہ اور ظہیر نہیں ہے۔ لہذا جس نے بھی معادت بشری جیسے قہر، (جیٹنا، قیام) (کھڑا ہونا)، جلوس (بیٹھنا) اور منتظر (منتظر ہونا، قریب لگانا) کو اللہ تعالیٰ سے ہے ثابت کرنا یا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی ساریوں کے ساتھ تشبیہ ثابت کر دی۔ اور جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر حکومت پذیر ہیں یا اس کو بھڑایا ہے، تو اس سے اللہ تعالیٰ کی فرشتوں، جو "سہلوں میں حکومت کیے ہوئے ہیں، اس کے ساتھ مشابہت بیان کر دی ہے۔ اور یہ اعتقاد کفر ہے، (العیاذ باللہ تعالیٰ) کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے فرماں "لو سمعتم له سمیاً" (مریم ۶۵) کی مخالفت کر دی ہے۔

حضرت امام ابن کثیر روایت کرتے ہیں

قال عیسیٰ بن ابی طلحہ، غی ابن عباس، هل تعلم للرب مثلاً أو شیهة وکذلك قال منہاجہ، وسعید بن خنیف، وفائدة، وابن خرنج وغیرہم

(تفسیر القرآن العظیم، ج ۵ ص ۲۵۰ المؤلف: ابو الدیاء اسماعیل بن عمر بن کلثوم القرطبی البصری، لم المصطفیٰ (القول ۳۷۷)، المصنف: سلس بن محمد سلامہ، الناشر: دار طبعہ للنشر والتوزیع، الطبعة الثانیة ۱۳۸۰ھ)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کیا تو اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مثال اور شبیہ جانتا ہے؟ اسی طرح حضرت مجاہد، حضرت سعید بن جبیر، حضرت قتادہ، حضرت ابن

جبر و غیرہ بھی فرماتے ہیں۔

6 هو الله الخالق بديء المصور له الأسماء المسمى، يُسبح له ما في السموات والأرض، وهو العزيز الحكيم (نوح ۲۲)

ترجمہ وہ اللہ ہی ہے جو پیدا کرنے والا ہے، وجود میں لانے والا ہے، صورت بنانے والا ہے، اسی کے سب سے اچھے نام ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں، وہ سب اس کی تسبیح کرتی ہیں، اور وہی ہے جو مقدار کا بھی، سب سے حکمت کا بھی مالک

تدالاس اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے اپنی صفت خالقیت کو بیان فرمایا ہے لغت میں خالق کا معنی مقرر ہے، یعنی سرچے کو مقدر، مخصوص سے بنانے والا۔ "اللہ تعالیٰ قسم ہیں تو وہ بھی متناہی ہوں گے، اور اگر وہ متناہی ہیں تو وہ یہ ممکن مقدار کے ساتھ متناہی ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ماحول سے کی صفت کے ساتھ متعصب بیان فرمایا ہے۔ تو اس سے یہ بات، رسمی طور پر ثابت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام مقدمات و مقدر مخصوصہ کے ساتھ مقدر فرماتے والے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ بھی اپنی ذات میں مقدر مخصوص کے ساتھ ہیں، تو اس سے یہ بات، نرم ہونی کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی ذات کو مقدر کرنے والے ہیں۔ اور یہ بات محال ہے۔

یہ اگر اللہ تعالیٰ قسم ہوں، تو وہ بھی متناہی ہوں گے، اور جو بھی متناہی ہوگا، تو وہ یہ حد سے محیط ہوگا، یا پھر کچھ مختلف حدود سے محیط ہوگا۔ اور جو بھی ایسا ہوگا، تو وہ منہجکل ہوگا۔ اور جو بھی منہجکل ہوگا، تو اس کے لیے صورت بھی ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ قسم ہوں، تو اس کے لیے صورت بھی ہوگی، پھر جب اللہ تعالیٰ سے اپنی صفت "مصور" بیان فرمائی ہے، تو اس سے یہ بات، نرم ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے بھی "مصور" (صورت بنانے والے) ہیں۔ اور یہ محال ہے۔ لہذا اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ صورت اور جسمیت سے منزه ہیں تاکہ یہ محال، نرم نہ ہے۔

آیت 7 هو الأول والآخر والظاهر والباطن، وهو بكل شيء عليم (الحج ۳)

ترجمہ اسی اول بھی ہے، اور آخر بھی، ظاہر بھی، باطن بھی، اور وہ ہر چیز کو پوری

مکان

الاسماء والصفات المسمیة ۲۴ ص ۲۸۹ المؤلف محمد بن محمد بن علی بن مہدی بن سنان النسر وحیدی الخراسانی ابو مکر البیهقی المعروف (۳۵۸) حقیقہ وخرج احمد بن حنبل وحنبل بن عیسیٰ عہد اللہ بن محمد الحاشدی قدّم له فضيلة الشيخ مقل بن هادي الوادعي الناشر مكتبة السرائي، جدة المملكة العربية السعودية. الطبعة الثانية ۱۳۳۲ھ

بہار سے جس اصحاب نے اس حدیث سے اتفاق کیا ہے اس کا یہ تہا کی ہے۔ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان است الظاهر فليس فوقك شيء وانت الباطن فليس دونك شيء جب اتفاق ہے کہ کوئی چیز نہیں ہے وہ اس کے نیچے بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس میں بھی نہیں ہیں۔

حضرت مولانا اشرف عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں (۵)
(وانت الظاهر فليس فوقك شيء بمعنى ليس شيء اظهر منك لدلالة آيات الباهرة عليك
وفان في فتح الرزود فلا ظهور لشيء ولا وجود الا من آثار ظهورك ووجودك) (وانت الباطن أي باعتبار الذات فليس دونك شيء) أي ليس شيء اقل منك

و دون یعنی بمعنی غیر وال معنی لیس عزیزک ہی لہذا شیء اقل منک
منک و قد یعنی بمعنی قریب فال معنی لیس شیء فی الباطن قریب منک

(صون المحمود شرح متن أبي داود، ومعها حاشية أبي القيم، تہذیب سنن
ابی داود وایضاح عللہ ومشکلاتہ، ج ۱۳ ص ۳۶۷، المؤلف محمد اشرف
بن امیر بن علی بن حیدر، ابو عبد الرحمن، شرف الحق، المصنفی،
المعظم آبادی (القول ۱۳۲۹ھ) الناشر دار الكتب العلمية، بيروت

الطبعة الثانية ۱۳۱۵ھ

حدیث کے الفاظ "انت لظاهر وليس فوقك شيء" کا مطلب ہے میں
تو ظاہر ہوں اور اس کے نیچے کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ تیری ذات کی درست کو یہاں
کہ اسے وہی میثاریات اور شایاں میں۔

حق اور نور میں ہے اس کی چیز کا وجود اور ظہور نہیں ہے مگر شے کے ظہور اور وجود سے
تاریک ہے۔ "وانت الباطن" یعنی درخت و است۔ "فليس دونك شيء" یعنی
تیری ذات کے لحاظ سے تجھ سے کیا کوئی چیز نہیں ہے۔ یہاں لفظ "دون" بمعنی
نیچے کے ہے۔ تو اب مکی یہ ہوگا کہ میں پوشیدہ ہوں گے کاظ سے تیرا ذات
سے زیادہ کوئی پوشیدہ نہیں ہے۔ اور مکی "دون" قریب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا
ہے۔ تو مکی ہوگا تیری ذات کے ساتھ قریب ہونے میں کوئی چیز نہیں ہے۔

واخرج أبو الشيخ في الأعظمة عن أبي عمرو و أبو سعيد عن أبي
صبيبة قال قال لابي اسئلك عن كل شيء حتى
يعلموا هد الله كان قبل كل شيء، محمد كان قبل الله، فان قالوا
لكنم ذلك فقولوا هو الأول قبل كل شيء، ولاحق فليس بعده
شيء، وهو الظاهر هو كل شيء، وهو الباطن دون كل شيء، وهو
بكل شيء عديم

(فتح القدیر، ج ۲ ص ۲۸۹ المؤلف محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ
الشوکانی الیمنی (القول ۱۳۱۵ھ) الناشر دار ابن کثیر، دار الکتب
نظیب، دمشق، بیروت، الطبعة الأولى ۱۳۳۲ھ)

حضرت مولانا اشرف عظیم آبادی نے اپنی کتاب الأعظمة میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابو
اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا ہے: "لو کہ ہر چیز کے بارے میں سوال کریں گے، یہاں تک کہ وہ یہ بھی
کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہیں جو ہر چیز سے پہلے سے موجود ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے
پیشوں تھا؟ پھر ان کو کہ تم نے "یہاں تک کہ تو کہہ دو اللہ ہی سب سے پہلے سے

مراجعتها

(المحيط في التفسير ج ١ ص ٥٥ المؤلف ابو حنن محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حبان الكوفي الاندلسي (المتوفى ٣٥٠هـ) المحقق صديق محمد جميل الناشر دار الفکر بیروت الطبعة ٢٠٠٢ م) ترجمہ اور اعلیٰ درجے کی صفات صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ جسکی مدد ہی کے لیے یہ اوصاف ہیں جو حدیث (نما ہو جانے) اور توالد (اولاد کے ملنے) سے پاک ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا وصف ہے جس میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔ کیسے اس کا اعتقاد صحت پر ہے۔ اگر اس کی غیر بالکل یقین پائی جاتی ہے۔ درحقیقت جیکر کا بیان ہو۔ اور شیادوں کے مناسب بتوں پر مکتا ہے۔

ت 11 فلا نصربو لله الامثال (اعل ص ٢)

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں نہ بنائیں۔ گھر ١۔

استدلال یہ تھا کہ یہ غیر درمیشی نہ ہوا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ سے لے کر ہر شے کی مثالیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مثال ہے کہ ہر وقت اس کے مشابہت میں ہے اور اس کی سعادت بھی کسی سے مشابہت میں نہیں رہتی۔

حدیث میں جو کوئی فرماتے ہیں

فوقہ دعای فلا نصربو لله الامثال ای لا شیهوہ یحیفہ لانہ لا یشیہ حیثاً ولا یشیہ شیء۔ فللمحیی لا تصبوا له شریک

(راد المسیر فی علم التفسیر ج ٢ ص ٥٤٢ المؤلف جمال الدین ابو القحح عبد الرحمن بن علی بن محمد الحوری (المتوفی ٥٩٠ھ) المحقق عبد الرزاق المہدی الناشر دار الکتاب العربی بیروت الطبعة: الاولى ١٣٢٢ھ)

ترجمہ اللہ تعالیٰ سے یہ مثالیں نہ گزریں۔ گزریں اللہ تعالیٰ کی قوت سے سب سے زیادہ۔ گزریں کیونکہ وہ کسی بھی شے کے مشابہت میں ہے اور نہ ہی کوئی شے اس کے مشابہت میں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنانا۔

حدیث میں کثیر فرماتے ہیں

فلا نصربو له لامل" ای لا یجعلوا له امثالا و مثالا (تفسیر القرآن لمطہم ج ٢ ص ٥٨٨ المؤلف ابو القداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرطبی البصری ثم البعثی (المتوفی ٤٠٥ھ) المحقق ساسی بن محمد سلامة الناشر دار عیة للنشر والتوزیع الطبعة: الثانية ١٣٢٠ھ)

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے نہ (شریک) نہ شریک اور نہ مثلاً نہ مثال

ترجمہ امام قرطبی فرماتے ہیں

فلا نصربوا لله الامثال" ای الامثال لسی ترجب الاشیاء و نقص ی لا نصربوا لله مثلاً یفصی وصف و یشیہ بالخلق و لعل الاشی و صفه بما لا یشیہ له ولا مطیر، حق و تعالی عما یقولون لئلا یلغون و یحسبون علو کبر

ت 12 لا تصبوا له شریک (المؤلف ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الحوزی شمس الدین القرطبی (المتوفی ٤٦٥ھ) تحقیق احمد البردوسی وابراہیم اظہار الناشر دار المکتب المصریة القاهرة الطبعة: الثانية ١٣٨٩ھ)

ترجمہ ایسی مثالیں نہ بنائیں اور نہ ہی اس کی مثالیں بنائیں۔ جسکی مدد ہی کے لیے یہ اوصاف ہیں جو حدیث (نما ہو جانے) اور توالد (اولاد کے ملنے) سے پاک ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا وصف ہے جس میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔ کیسے اس کا اعتقاد صحت پر ہے۔ اگر اس کی غیر بالکل یقین پائی جاتی ہے۔ درحقیقت جیکر کا بیان ہو۔ اور شیادوں کے مناسب بتوں پر مکتا ہے۔

ت 12 وانما یجد قوم من یومسی من عبیدہ من خنیہم عجلان عجلان عجلان (اعراب ص ٢)

ترجمہ صرف ان کی قوم کے لیے اس کے لیے کے بعد اپنے پیروں سے ایک

تھڑا ہوا (پگڑا یا تھا) یہ سبہاں جسم جس سے غلری ہو رہی تھی جس کا
 کیا انھوں نے اتنا نہیں ہیں یہ کہ وہ اس سے مات کتاب اور نہ میں وہ
 رہتا تھا کہ نہ کہ سے سبہاں لایا اور خود ہی اس کے لیے عام میں
 رہے۔

آیت 13 فَاُخْرِجْهُمْ عَجَلًا حِمْدًا لَهُمْ لَدُنَّ هَٰذَا إِلَهُكُمْ وَاللَّهُ عَٰلِمُ

لِلسَّيِّئَاتِ ۝۸۸

اور ان کو اس سے نکال دیا تھڑا ہوا کہ یہ سبہاں جس میں سے نکلتی تھی۔
 لوگ کہتے تھے یہ تو ہے وہ اس کے لیے لایا گیا ہے کہ اس کے لیے اس کے لیے

اشدلال

۱۔ سبہاں میں اس کے لیے لایا گیا ہے کہ اس کے لیے

بعض جمل ذکرہ عنہم تہو سنو م لا یضل بسنتہ من العقی
 وذلك ان لرب حمل حلاۃ الدی بہ فیک مسموۃ و الارض
 وعدہ دیک لا یخویر ان یگوں حسد نہ خوا

تفسیر الطبری جامع میں اس سے اس کے لیے لایا گیا ہے کہ
 اس کے لیے اس کے لیے لایا گیا ہے کہ اس کے لیے لایا گیا ہے کہ
 الطبری (التوئی ۱۳۱) تحقیق الدکتور عبد اللہ بن عبد
 البکر کی، بالخصوص مع مرکز البحوث والدراسات الاسلامیہ بدار حجر
 الدکتور عبد البکر حسن بحامۃ السمر در حجر للطباعہ والنشر
 و الترویج، الاعانت طبعہ لاہور ۱۳۲۲ھ

ترجمہ
 یہاں اس قوم کی برائی کے لیے اس کے لیے لایا گیا ہے کہ اس کے لیے
 سے کہ اس کے لیے اس کے لیے لایا گیا ہے کہ اس کے لیے لایا گیا ہے کہ
 سے کہ اس کے لیے اس کے لیے لایا گیا ہے کہ اس کے لیے لایا گیا ہے کہ

سبہاں میں اس کے لیے لایا گیا ہے کہ اس کے لیے لایا گیا ہے کہ
 سے وہ اس کے لیے لایا گیا ہے کہ اس کے لیے لایا گیا ہے کہ
 لاجسد، محروکہ جسم الإنسان والجن والملائکہ، و برعمر،
 کما لجسد، کما کتاب، وعقل بنی اسرائیل، والذم الیہن، کما لجسد
 و بحسد و لجسد

بالتعموم المحيط من ۲۷۳ الحرف مجید الدین ابو ظاہر محمد بن
 یعقوب القزوری آبادی (التوئی ۸۱) تحقیق مکتب تحقیق التراث فی
 مؤسسة الرسالة بدار حجر السمر در حجر للطباعہ والنشر، بیروت، لبنان الطبعة الثانیہ ۱۳۲۶ھ

ح ۴۰۰ یورید و جسم، جسد و کذا، الجسمان و الجسمان
 وقال الأعمش الجسم والجسمان الجسم والجسمان الشخص
 و مختار الصحاح، ص ۵۸ السورقہ بن الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی
 بکر بن عبد القادر الجلی الرازی (التوئی ۲۶۶) المصحف، ص ۱۰۵
 السبع محمد ناصر مکتبہ بقرۃ بدر المدینۃ بیروت صیدا
 طبعة الجامعہ ۱۳۲۰ھ

14 کئی شے، ہدیک لا وجہ الفصل ۸۸

۱۔ اس کے لیے لایا گیا ہے کہ اس کے لیے لایا گیا ہے کہ
 اشدلال اس آیت سے یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لایا گیا ہے کہ
 ہو جائے گا، اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں یہ بات مان لیں کہ وہ پچھلے عرش
 کے پیدا ہونے سے پہلے کسی جہت میں نہیں تھا بلکہ (عرش کے پیدا ہونے کے
 بعد وہ کسی جہت میں ہو گیا، پھر (عرش کے فنا ہونے کے بعد) وہ کسی جہت میں نہیں
 ہوگا تو اس کے بعد اس کی اس میں تھے اور اس کی اس میں تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ
 کی ذات کے بارے میں صحیح ہے

۲۔ آیت سے یہ بات کھلتی ہے کہ عرش ہمہ جہت میں تھا اور اس کے لیے

نُكِّلْ شَيْءًا لَكَ إِلَّا وَجْهًا كَيْ تَقْصُصَ كَيْدَاقِ دُودٍ وَحَدَّامِ
 بوجانے کا اور عرش غفریب اس اس نُكِّلْ شَيْءًا هَسَا لَكَ إِلَّا وَجْهًا
 (العصر ۸۸) کے مطابق خدا اور پاک ہو جانے کا۔

اس پر اللہ تعالیٰ کو عرش سے پہلے جس چیز سے اُٹھایا تھا، جہت کے کسی کے نہ ہے
 وہ سو جود تھی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف جہت کی نسبت کا قوس اختیار کریں تو وہ عرش کی
 طرف سے وجود کے تے کے بعد حقل ہوگی۔ اور پھر وہ عرش کے تاجا جاے کے
 بعد وہاں داس کی طرف لوٹ جائے گی عرش کی طرف حقل ہوگا اور پھر اس سے وہ
 ہو جائے تو تعمیرات کا آجانا ہے۔ تعمیرات جو حوادث کی صلت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اس سے
 سرور اور پاک ہے۔

آیت 15 وَلَهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيُّ تَوَلَّوْا لَهُمْ وَجْهَ اللَّهِ إِنَّ لَهُ وَاسِعَ عِلْمٍ
 (بقرہ ۱۵)

ترجمہ اور مشرق اور مغرب سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔ لہذا جس طرف بھی لوگ کروئے
 وہیں اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔ چنگ اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا، بوالہم رکھنے والا ہے۔

استدلال مشہور مصر اور لغوی ابو حیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن
 حیان ائیر الدین الاندلسی (القول ۴۵۷) فرماتے ہیں

وَمِنْ قَوْلِهِ فَأَيُّ تَوَلَّوْا لَهُمْ وَجْهَ اللَّهِ "وَذَ عَلَى مِنْ يَتَوَلَّوْا أَنَّهُ فِي حَيْثُ
 وَجْهٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَحْزِرْ فِي اسْتِقْبَالِ حَمِيهِ الْمَحَبَّاتِ دَلَّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ فِي
 حِمَاةٍ وَلَا حَيْثُ، وَلَوْ كَانَ فِي حَيْثُ لَكَانَ اسْتِقْبَالُهُ وَالتَّوَلَّوْا إِلَيْهِ أَحَقُّ مِنْ
 حَمِيهِ لِأَنَّ مَا كَبَلَتْ لِحَيْثُ لَمْ يَخْضَعْ مَكَانًا عِلْمًا أَنَّهُ لَا فِي حِمَاةٍ وَلَا
 حَيْثُ، بَلْ حَمِيهِ الْجِهَادُ فِي مَلِكِهِ وَتَحْتَ مَلِكِهِ، فَأَيُّ حِمَاةٍ تَوَلَّوْا إِلَيْهِ
 فِيهَا عَلَى وَجْهِ الْحَضْوَعِ كَمَا مُعْظَمُ لَهْ مُتَمَلِّسٍ لِأَمْرِهِ

(البحر المحیط فی التفسیر ص ۵۸) المؤلف أبو حیان محمد بن
 یوسف بن علی بن یوسف بن حیان ائیر الدین الاندلسی (القول ۴۵۷)
 المحقق صدیقی محمد حمیل الناشر دار المکر بیروت ۱۴۲۰ھ

فَيَسْأَلُونَكَ عَنْهُ وَجْهَ اللَّهِ تِلْكَ اسْمُ فَيْضٍ كَارِهُ يَكُونُ بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَيْسَ حَرِّ
 اور بہت میں میں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام جہات میں استقبال (منہ کرنے)
 کی عادت اور تخیل روایہ ہے۔ یہ چیز اس امت پر درست کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی
 خاص جہت اور رخ میں نہیں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی خاص جہت اور جہت میں ہوتے تو
 اس کی طرف استقبال ہو تو کرنا یا وہ راقی تھا۔ نسبت تمام جگہوں کے یکس جب
 اللہ تعالیٰ نے کسی خاص مکان اور جگہ کو مختص نہیں کیا تو ہمیں۔ بات معلوم ہوئی کہ اللہ
 تعالیٰ کسی جہت اور رخ میں نہیں ہیں بلکہ تمام جہات اس کی ملکیت اور ہی کی سلطنت
 میں ہیں۔ لہذا اس کی جہت میں بھی حشور اور خصوص سے ہم فوجہ کریں گے تو ہم اس
 کی عظیم کرنے والے اور اس کے علم کو بحالانے والے ہوں گے۔

آیت 16 قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ. قُلْ لِلَّهِ (الانعام ۱۳)

(اس سے) پوچھو کہ "سماووں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کی ملکیت ہے؟"
 (پھر اگر وہ جواب نہ دیں تو خود ہی) کہہ دو کہ "اللہ ہی کی ملکیت ہے"

تعداد اس آیت سے یہ عقائد سرور ہاں کہ سکاں اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب اللہ ہی کی
 ملکیت ہے۔ فرمایا یا ربی تعالیٰ سے

إِنْ كُلِّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا لِيُخْصِعَ عَبْدًا (مریم ۹۳)
 سماووں اور زمین میں جسے لوگ ہیں، زمین میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو خدا کے جس
 کے تصور بندہ ہی کر دے

یہ آیت اس بارے میں اس ہے کہ آسمان اور زمین میں کئی بھی مخلوق ہے سب کی سب
 اللہ تعالیٰ کے نظام و ربوت میں ہیں۔ فرمایا ربی تعالیٰ ہے

وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي لُبِّهِ وَالنَّهَارُ وَهُوَ الشَّمْسُ الْعَلِيمُ (الاعراف ۱۳)
 تہ وہ میں صلی کلمات آسمانی ہیں، سب اسی کے قبضے میں ہیں۔ اور وہ
 بات مستند ہر جہر کو جانتا ہے۔

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ زمانہ اور جو کچھ اس میں ہے، وہ سب کا سب اللہ
 تعالیٰ کی ملکیت ہے۔

حوائش تھی، لاش میں نے اونٹنی کو چھوڑ دیا ہوتا۔

استدلال یہ حدیث کی بات پر دلالت کرتی ہے کہ اول میں کوئی مکان نہیں تھا۔ پس اللہ تعالیٰ مکان کے پیدا کرے سے پہلے بھی موجود تھا، وہ مکان کے پیدا کرے کے بعد بھی کسی مکان اور جنت کے بغیر ہی ہے۔

اس حدیث کا تعلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اول سے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے پر بھی موجود تھی وہ پانی، سدا، سدا میں وہ نہاں نہ کر کے، عرش و راساں بہ جن نہ رشتے نہ ماں نہ ماما، کچھ بھی نہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ مکان سے پہلے مکان کے وجود ہی ساتھ اور اللہ تعالیٰ نے ہی مکان کو پیدا کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تعلق اندر سے موصوف نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ تفریق مخلوق کی حالت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ مشبہ بہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے موجود ہیں جب کہ کون مکان بھی نہیں تھا۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مکان کو پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ مکان اور جنت سے موصوف ہو گیا۔ انشاء اللہ بعد اس پر کہ اللہ تعالیٰ تمام جہاں میں تعمیر و تہہ و بناء کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے تعمیر سے محفوظ اور برتر ہے۔

حدیث 2 صحیح مسلم و غیر میں یہ حدیث ہے

أَنَّهُمْ أَتَتْ الْأَوَّلَ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَتَتْ الْآخِرَ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَتَتْ الظَّاهِرَ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَتَتْ الْبَاطِنَ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ (مسلم رقم ۱۲۷۱۳) ترجمہ (مترجم)

— خدا تعالیٰ اسی سے پہلے ہے کچھ سے پہلے ہوں پر نہیں ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ سب سے آخر میں ہوگا۔ تیرے بعد میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ ہر چیز کے اوپر تو ہے۔ تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ہے۔ نہ تو ہے ہی ہر چیز کو نیچے سے بھی گیرا ہوا ہے۔ تم سے نیچے کوئی چیز نہیں ہے۔

استدلال حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَأَسَدُنْ بَعْضُ صَحَابِنَا لَمْ يَلْقَ الْمَكَانَ عَنْهُ يَقُولُ: سَيُّ حَسَنِي اللَّهُ عِيبَهُ وَصَلَّمَ. أَيْ الظَّاهِرَ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَتَتْ الْبَاطِنَ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، وَأَتَتْ سَمِ يَكُنْ فَوْقَهُ شَيْءٌ وَلَا دُونَهُ شَيْءٌ، لَمْ يَكُنْ فِي مَكَانٍ

(الْأَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ لِلْبَيْهَقِيِّ، ج ۲ ص ۲۸۹) المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخضر وجردي الخرماني، أبو بكر البهقي (الاصطلاح ۳۵۸). حقيقه وشرح احاديثه وعلق عليه عبد الله بن محمد الحاشدي. قدم له طبعة الشيخ عقیل بن هادی نوادعی. الناشر: مكتبة السوادی، حیدرآباد، المملكة العربية السعودية. الطبعة الثانية ۱۳۴۲ھ

اسے بعض صحابہ نے اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کے یہی مکان یا استدلال کیا ہے۔ لیکن یہ صاحب رسالہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان: أَتَتْ الْظَّاهِرَ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَتَتْ الْبَاطِنَ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، جب اللہ تعالیٰ سے اوپر ہونے پر نہیں ہے۔ اور اس سے نیچے بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس سے محروم ہو کر نہ توئی کسی مکان میں بھی نہیں ہیں۔

حدیث "وَأَتَتْكُمْ دِينُكُمْ بِحَسْبِ الْإِلَهِ" اسے بعض مہبط علی اللہ، الترمذی فی تفسیر سورة الحديد میں جامعہ میں حدیث الحسن بن ابی ہریرۃ یہ مرفوعاً، وقال: إنه غريب، قال: ولم يسمع الحسن من أبي هريرة

صاحب رسالہ رحمۃ اللہ علیہ سے راوی کہہ کر۔ سو حکم دلیہ محل لی لارض السفلی مہبط علی اللہ (ترمذی باب من سورة الحديد رقم ۳۴۹۸)۔ حدیث ضعیف ہے۔ مشہور غیر مقلد علامہ ابوالہادی نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ماہ ۱۵۱۱ میں ترمذی کے شاگرد حاکم بخاری اس حدیث کو اپنی کتاب "المستدرک" میں نقل کر کے فرماتے ہیں۔

۳۲۹) ناشر دار الفلاک الجديدة، بيروت الطبعة الثانية، ۱۹۷۱ء

سنت علیؑ سے کہتا ہے کہ میں اللہ ﷻ نے اپنی قدرت عظمت کے انہی سے رزق کو پیدا کیا اور اس کو اپنی ذات کے لیے مکاں نہیں بنا اور یہ بھی فرمایا اللہ جبار کی ذات ہی تھی اور کوئی مکاں نہیں تھا اور وہ آج بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا جی اللہ ﷻ مکاں کے بغیر ہی موجود ہے۔

مکہ سے امام ابو نعیم علیؑ نے "حلیۃ الاولیاء" میں فرمایا ہے:

حدثنا یحییٰ بن یحییٰ عن احمد بن محمد بن حنبل، ثنا لقمان بن الیاس بن محمد بن یحییٰ، ثنا عبد الرحمن بن یحییٰ عن محمد بن یحییٰ عن اسحاق بن اسلم بن محمد بن سعد، قال کتب ما کتوفی فی دار الایمان، دار علی بن ابی طالب، ودار حسن بن علی بن عبد اللہ بن فہر، یا صہب، یومئذ من انبیاء زعموا دخلا من الیہود، قال علی بن علی بن یحییٰ

فدعوا وعلو، میں یہ کہتا ہوں کہ اب علیؑ اصحاب تک ہدیٰ فی سماء کتب ہو؟ وکیف کار؟ ومنی کار؟ وعلیؑ ائی شیء رھو؟ فاستوی علیؑ حادسا وقل معشر الیہود: سمعوا منی ولاتبوا ان لاتسانوا حدا غیرہ۔ نہ دینی عز ووجل ہو الازل لم یذمف ولا صاخ معف ولا حال وھما، ولا شیخ یفصی ولا مخجوب فبحوی ولا کار بعد ان لم یکن فیقال حدث

من حی ان یکنیف التکلیف بالاشیاء کیف کان، بل لم یزل ولا یزول لا اختلاف الارماں ولا لفسب شان بعد شان وکیف یوصف بالاشیاء وکیف یسمی بالالسن الفصاح، من لم یکن فی الابیاء فیما مائن ولم یمن عنھا فیما کان ہل ہو بلا کیفہ

وہو افران من حی الورد، وبعذ فی الشیء من کثن معید، لا یخفی علیہ من عبادہ شیء من الخفی ولا کزور لفظیہ، ولا اردلاف لرفوہ، ولا ابساط خطورہ، فی علیؑ لیل داہج ولا اذلاح لا یغشی علیہ

بصر المر، ولا ابساط الشمس ذات النور، بضوئھا فی الکروز، لا اقبال لیل مقب، ولا اذیار نھار مذہر، لا وهو محیط بما یرید من کتبہ، فھو عالم بکل مکان، وکل حیوان وکل کل بہیہ ومذہ، لامد لی بحلق مصروب، ولحدابی غیرہ فسوت

سم بحلق الاشیاء من اھوں ولئیة، ولا باوانی کانت قیہ مدینہ من حمس ما خلق فاقام خلقہ، وصور ما صور فاحس صورته یوحد فی عمومہ لمیس بشیء منہ صناع، ولا لہ بطعة شیء من خلقہ استماع حادہ لمداعی سریعة، وللملائکة فی السموات والارضین بہ مطاہر عذمہ بالاموات دیانہ میں کعصہ بالاشیاء لمعنی، وعلمہ بما فی سموات البسی کعلمہ بع فی الارض المظفی، وعلمہ بکل شیء لا حترہ بالاصوٹ ولا تشعلہ لثفات، مہمیع بالاصوات لمخشفہ بلا حہ لہ مدیلة مدیر بصور عالمہ بالامور، حی قیوم منجاة

سم موسیٰ بکلیما بلا حورج ولا ادواء، ولا شعة ولا بھوات صحابہ وتعالیٰ عن تکلیف لصفات من رعم ن لھا محدودہ، فقد حیث الخالق المعبود

ومن ذکر ان الامم کس بہ محیط، برمنہ، لحویرہ والتخلیط من ہو المحيط بکل مکان لول کتب صادق انھا لمتکلف لوصف برخص بخلاف التریل والیرھان، فص فی حریں ومیکانیل واسرائیل؟ ہنہا اتفجر عن صفة مخلوق مثلك، ونصف الحق سمعہود؟ وکب تبارک صفة رب الہیة والادوات، فکیف من لہ ماخذہ سنة ولا یوم، لہ ما فی الارضین والسموات وما بینھما، وهو رب العرش لعظیم؟

فدا حدیث غریب من حدیث النعمان کدا رواہ ابن اسحاق عن مرسلہ حمیہ لاریاء وطھاب لاصفہ لرحمة علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ،

۳۔ السلف، ابو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن اسحاق بن موسیٰ
بن مہران الاحمسی (الترغی ۳۳۰ھ) المشاور، المساند، بجوار، محافظ
مصر، ۳۹۲ھ، مناقبات الکونری میں ۲۶۲، ۲۶۳ طبع وحیدی کتب خانہ پشاور

حضرت نعمان بن سعد فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں دارالامارت (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے گھر میں تھا جب کہ ہمارے پاس حضرت نوف بن عبد اللہ آ کر کہنے لگے "اے امیر المؤمنین! ہمارے پر بیور میں سے چائیں لوگ کھڑے ہیں۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے کوہیہ! میں سے پاس سے کھائے۔"

پھر جب یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے بیٹھ گئے، تو وہ کہنے لگے "اے امیر! ہمارے بچے اپنے رب کی صفات بیان کیجئے جو آسمانوں میں ہے۔ وہ کیسا ہے؟ وہ کیسا تھا؟ اور کب سے ہے؟ اور کس چیز پر ہے؟"

حضرت علی رضی اللہ عنہ انہو کو سیدھے بیٹھ گئے، اور فرمایا "اے یہود! تم کو وہ انجھ سے سنو اور یہ بات دل میں بھی نہ لادو کہ تم میرے سوا کسی دوسرے سے پوچھو۔ بے شک یہ رب سب سے پہلے ہے، کوئی اس سے پہلے نہیں تھا۔ نہ وہ کسی سے مخلوق (مخلقت) کیے ہوئے ہے اور نہ وہ کسی خیال میں اترنے والا ہے (یعنی ہر وہم و گمان سے بالاتر ہے)۔ اور نہ ہی اسکی ذات ہے جو دور ہو۔ اور نہ ہی ایسا پردے میں ہے کہ اسے سمجھنا چاہئے۔ اور نہ ہی ایسا بعد میں ہے کہ پہلے ہوئی نہ تو اسے حادث کہہ جاسکے۔

بلکہ وہ اس سے بڑا ہے کہ اشیاء کی ہیئت میں نہ رہے۔ نہ کوئی اس کی ہیئت بیان کر سکے۔ بلکہ وہ اس کے بدلے اور ایک حالت کے بعد دوسری حالت آنے پر۔ اسے لڑاؤں تھا، نہ ہوگا (ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا)۔ جو اشیاء میں سے ہوئی نہ۔ اسے اشکام سے کیسے بیاں کیا جاسکتا ہے!۔ صحت بھری زبانوں سے کیسے اس کے وصف بیاں کیے جاسکتے ہیں!۔ جو اشیاء میں سے ہوئی نہ تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ الگ ہے درآئی کہ وہ ان سے الگ نہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ہونے والا (موجود) ہے، مگر اس کا ہونا بلا کیف ہے۔

وہ شرمگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور کسی جیسا ہونے میں ہر دور سے دور تر ہے۔ ایک لمحے کے لیے بھی اس کے بندے اپنی سنیوں کی حیثیت میں اس سے پوشیدہ نہیں، اور نہ ہی اسے ایک لفظ کے لیے بھی ٹھوکر کھانی ہے۔ نہ اسے اپنے (اصلی) کی ہڈی کے لحاظ سے زیادہ قریب ہے۔ اسے کسی شب نامیک کے وعدہ لکے سے کشائش قدم ہے، اور نہ رات کو چلنے سے۔ نہ ہی ماویاں اسے اپنی روشنی سے ڈھانپ سکتا ہے۔ اور نہ ہی روشنی والے سورج کی کشائش، فراقی اور شوا، جب کہ وہ دونوں (سورج اور چاند) بلند ہیں پر ہوں، نہ آنے والی رات کی آمد۔ یہ بھی کو پھٹ جائے دے دس کا پھٹا، مگر یہ کہ وہ اپنے رادے کے مطابق اپنی نگویں (تخلیق) کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ وہ ہر مکان و زمان سے آگاہ ہے۔ ہر نہایت وحدت سے واقف ہے۔ ہر مخلوق کی آخری حد مقرر ہے۔ اس کے سوا کسی دوسرے سے حد کو نسبت دی جاسکتی ہے۔

اس سے اصول اولیہ سے مخلوق پر نہیں فرمائی اور اس سے پہلے اوہل دہنا سے تھے ابتداء ہی)۔ بلکہ اس سے جو کچھ تخلیق فرمانا چاہا، تخلیق فرمادیا۔ پھر اس کی تخلیق کو قائم فرمادیا۔ اس نے صورت گری جیسی چاہی، اسکی ہی صورت گری فرمادی اور بہترین صورت گری فرمائی۔ اپنی ہندی میں بکھا دیا ہے۔ کسی چیز کو اس سے روک نہیں۔ نہ سے کسی چیز کی فرمان برداری سے قانہ ہے۔ دعا، نکلے والوں کی دعا اس کو جلد قبولیت بخشتی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں سارے فرشتے اس کے حکم بردار ہیں۔

اس کا حکم فاشد و خردوں کے لیے بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ چلتے پھرتے زندگیوں کے لیے ہے۔ اور اس کا حکم خند آسمانوں کے ہارے میں بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ پست زمین کے لیے ہے۔ وہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔ نہ اسے آواز میں تعجب کرتی ہیں اور نہ بائیں سے غافل کرتی ہیں۔ مجمع اعضاء کے بطریق و مختلف آوازوں کی سماعت فرماتا ہے۔ تدبیر کندہ ہے، مگر یہ ہے، حمد، خاملات سے آگاہ و باخبر ہے، مردہ ہے قائم بہدات اور قائم رکھنے والا ہے۔ اس کی ذات (بر عیب و نقص، ہر کوئی ای و شرک سے) پاک ہے۔

سزول داتہ بحركة وانتقال من مكان إلى مكان والاستواء جنوس
علي العرش وحلول فيه فسلك رضى الله عنه طريقة بينهما فقال
"المزول صفة من صفاته والاستواء"

7 وكذلك قال المفسرون كلام الله مخلوق مخترع مبتدع وقال
الحشوية والمجسمات الحزوف المقطعة والأجسام التي يتكبد
غلبها والآله ان التي يتكبد بها وما بين المفسرين كتب قديمة أولية
فسلك رضى الله عنه طريقة بينهما فقال "القرآن كلام الله قديم
غير مغير ولا مخلوق ولا حادث ولا مبتدع قال الحزوف
المقطعة والأجسام والألوان والأصوات والمحدودات وكل غاي
الغاي من المكينات مخلوق مبتدع مخترع"

(تیس کتب المفسری لما نسب إلى الإمام أبي الحسن الأشعري، ص
۱۵۰ المؤلف: لبقه الدين، أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله
المعروف بابن عساكر (المتوفى ۴۸۵هـ) الناشر دار الكتاب العربي
بيروت الطبعة الثالثة ۱۴۰۳ھ)

حضرت امام ابن عساکر (ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبہ اللہ
المعروف بابن عساکر، المتوفى ۴۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے شایہ القسم نے
اس امر سے یقین ہو گیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس کو قاسمی (والہی بن عبد الملک کی
طرف سے یہ جرح بھی ہے کہ انھوں نے حضرت امام ابو الحسن اشعری کا ذکر نہیں کیا
فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو تارہ رکھے اور ان کی روح کو پائیزہ دے

1 حضرت امام ابو الحسن اشعری نے معتزلہ جیسے بدو راہبوں کی کتب کا مطالعہ کیا کہ ان
لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات سے صفات کو سطل اور باطل قرار دیا اور یوں کہا: اللہ
تعالیٰ کے بے علم، قدرت، سنانہ، یکتا، حیات (زندگی)، قادر اور ادب ہیں۔

۵۱ حشویہ: مجسمہ اور عکبہ محدثہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا علم ویسا ہی ہے جیسا
دوسروں کا، اس کی قدرت بھی ویسی ہی ہے جیسی قدرت دوسروں کی ہوتی ہے۔ اس

نے کہاں (مخلوق نے) کاہن جیسے ہیں اس کی تکلیف (مخلوق کی) آنکھوں جیسی
ہی۔

حضرت امام ابو الحسن اشعری سے ان دو انتہاؤں کے درمیان والا راستہ اختیار کیا، تو
دعا: "یہ اللہ تعالیٰ کے بے علم ہے لیکن (مخلوق کے) علوم جیسا کہیں، اس کی
قدرت ہے لیکن (مخلوق جیسی) قدرت نہیں، اس کا سنانہ ہے لیکن (مخلوق جیسا) سنانہ
کس۔ اس کا دیکھنا ہے لیکن (مخلوق جیسا) دیکھنا نہیں۔"

اسی طرح جیم برہمان نے کہا: انسان کی چیز کے پیدا کرے اور اس سے کس پر
قدرت نہیں ہے۔

معتزلہ کہتے ہیں: انسان پیدا کرنے اور کسب دونوں پر قادر ہے۔
حضرت امام ابو الحسن اشعری سے ان دو انتہاؤں کے درمیان والا راستہ اختیار کیا، اور
فرمایا: "انسان پیدا کرنے پر تو قادر نہیں ہے، لیکن کسب پر قادر ہے۔"

حضرت امام ابو الحسن اشعری سے ان دونوں سے حادث (پیدا کرے) کی تسلی مراد کی اور
انسان سے کسب کی قدرت کا اثبات کیا۔

اسی طرح حشویہ در مشہد کہتے ہیں: (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کہ ایک نور حد کے
اندر دیکھا جائے گا جیسا کہ ساری سرایات رو پکھنے والی چیزوں کو بڑھا جائے گا۔

حضرت امام ابو الحسن اشعری سے ان دو انتہاؤں کے درمیان والا راستہ اختیار کیا، تو
فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو بغیر صفت حد اور کیف کے دیکھا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں
یاد ہے میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ذات بغیر کسی حد اور کیف کے موجود ہے۔ اسی طرح
ہم بھی اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی حد اور کیف کے دیکھیں گے۔"

اسی طرح بخاریہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہر مکان میں بغیر حلول اور حیات
کے موجود ہیں۔

حشویہ: او جیمہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ عرش میں حلول کیے ہوئے ہیں۔
عرش اللہ تعالیٰ کا مکان ہے، اور وہ اس پر بیٹھا ہوا ہے۔

حضرت امام ابو اسحق اشعریؒ نے ان دو انتہاؤں کے درمیان والا راستہ اختیار کیا اور فرمایا "لقد قالوا لا وجود لشيء ما عدا الله من وقت كون مكان شيء ثم يخرجه الله تعالى من غرضه ويري ما يريد ان يوحى به الى كل من كان في ذلك من وقت ان يخرجه الله تعالى من مكانه الى مكان آخر من غير ان يخلق له شيء من قبله".

مستزاد کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ یہ ہاتھ قدرت اور نعمت کے معنی میں ہے اس کا چہرہ ہے جو وجود کے معنی میں ہے۔

مشورہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں (قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا غلط خیال ہے کہ اس سے مراد ایسی عام ہاتھ جیسی (جسے ہم سمجھتے اور جانتے ہیں)۔ اس کا چہرہ بھی وہی ہے جو چہرے کا مفہیم ہے، یعنی اس کی صورت بھی ہے۔

حضرت امام ابو اسحق اشعریؒ نے ان دو انتہاؤں کے درمیان والا راستہ اختیار کیا اور فرمایا "لقد قالوا لا وجود لشيء ما عدا الله من وقت كون مكان شيء ثم يخرجه الله تعالى من غرضه ويري ما يريد ان يوحى به الى كل من كان في ذلك من وقت ان يخرجه الله تعالى من مكانه الى مكان آخر من غير ان يخلق له شيء من قبله".

حضرت امام ابو اسحق اشعریؒ نے ان دو انتہاؤں کے درمیان والا راستہ اختیار کیا اور فرمایا "لقد قالوا لا وجود لشيء ما عدا الله من وقت كون مكان شيء ثم يخرجه الله تعالى من غرضه ويري ما يريد ان يوحى به الى كل من كان في ذلك من وقت ان يخرجه الله تعالى من مكانه الى مكان آخر من غير ان يخلق له شيء من قبله".

حضرت امام ابو اسحق اشعریؒ نے ان دو انتہاؤں کے درمیان والا راستہ اختیار کیا اور فرمایا "لقد قالوا لا وجود لشيء ما عدا الله من وقت كون مكان شيء ثم يخرجه الله تعالى من غرضه ويري ما يريد ان يوحى به الى كل من كان في ذلك من وقت ان يخرجه الله تعالى من مكانه الى مكان آخر من غير ان يخلق له شيء من قبله".

حضرت امام ابو اسحق اشعریؒ نے ان دو انتہاؤں کے درمیان والا راستہ اختیار کیا اور فرمایا "لقد قالوا لا وجود لشيء ما عدا الله من وقت كون مكان شيء ثم يخرجه الله تعالى من غرضه ويري ما يريد ان يوحى به الى كل من كان في ذلك من وقت ان يخرجه الله تعالى من مكانه الى مكان آخر من غير ان يخلق له شيء من قبله".

۱.۴۲۔ حضرت امام غزالیؒ کی تحقیق

یہاں کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو انتہاؤں کے درمیان والا راستہ اختیار کیا اور فرمایا "لقد قالوا لا وجود لشيء ما عدا الله من وقت كون مكان شيء ثم يخرجه الله تعالى من غرضه ويري ما يريد ان يوحى به الى كل من كان في ذلك من وقت ان يخرجه الله تعالى من مكانه الى مكان آخر من غير ان يخلق له شيء من قبله".

جبل الوریث لزموا عسی، کس شیء شہید ہذا لا یحائل لربہ قرب
الاحسام اکمالاً لا تماثل داتہ دات الاحسام واثہ لا یحل فی شیء ولا
یحل فیہ شیء، تعالیٰ عن یرحوبہ مکان کما تقدس عن ان یحدہ
زمان بل کما فی ن خلق الزمان و امکان و هو ان علی ما علیہ کار
و ائہ بانس عن خلقہ بصفانہ لیس فی ذالہ سواہ ولا فی سوا ذالہ و ائہ
مقدس عن لظہیر و الانقار لا تحدہ بحوادث لا تعتریہ العوارض
بل لا یرا فی معرب سلاہ سرحد عن ابروار و فی جہات کما
مستغیب عن رتابة الاسکمان و ائہ فی ذالہ معبود لوجود بالعبود
مرئی لذات بالابصار معہ و لطفاً لا یرا فی ذوالانقار و ابتعاد
بہ لعمم بالنظر اسی وجہ الکریم

(تقریر علی المجلد ۵۳۵۵ المجلد ۵۳۵۵) ابو حامد محمد بن محمد دغری
طوسی (میل ۵۳۵) محقق موسیٰ محمد عسی الشیر عام الکتاب
بین طبعہ الدار ۱۳۵۵ھ)

ترجمہ
اللہ تعالیٰ جسم نہیں ہے جس کی کوئی مخصوص شکل و صورت ہو۔ وہ بیا جو پر بھی نہیں ہے
جو محدود و مقصور ہو، وہ مقدراری بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم کے مرتب نہیں ہے۔
وہ تقدیری اور حتمی تقسیم کو نہیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو جو ہے اور نہ ہی جو ہر کی
مطلوب اس کے یہ ہے۔ وہ عرش ہے اور نہ ہی عرش کی اصطلاح اس کے
یہ ہے جو ہے، بلکہ اس کی جوہ کے ساتھ ملائی نہیں رکھتا اور نہ کوئی وجود اس کے
ساتھ ملائی ہے۔ اس کی ذات "لیس کشفہ شیء (شوری ۱۰)" کوئی
چیز کے مثل نہیں ہے۔ کوئی بھی چیز اس کے مثل نہیں ہے۔ وہ مقدر ہے
تا جا سکتا ہے۔ طرف اس کا احاطہ کر سکتی ہیں۔ جہت دست اس کو گھیر نہیں سکتیں۔
آسمان وہ میں اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات عرش پر مستوی ہے جیسا کہ
اس کا مان ہے و جس معنی کا اس۔ رارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عرش پر استواء
مناست (چھوٹے) مستقر رہنکس، حلوں، اور نقال حرکت سے سرور اور

ہے۔ عرش اللہ تعالیٰ کی ذات کو اٹھاتے ہوئے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ عرش و رعاس میں
عرش کو اپنی قدرت سے اٹھائے ہوئے ہے۔ سب اس کے قبضہ و قدرت سے
موجود و مقہور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات عرش، آسمان، بلکہ ہر جہے جہاں تک کہ تحت
اثر کی سے بھی بہت بلند و بالا ہے۔ عرش اور آسمان کے قریب ہونے سے اس کی
قربت میں اضافہ نہیں ہوتا ہے۔ اس اور تحت الا کی سے دور ہونا اس سے دوری کا
سبب نہیں بنتی بلکہ وہ عرش اور آسمان سے بہت بلند درجات والا ہے جیسا کہ زمین اور
تحت اثر کی سے بھی بہت بلند درجات والا ہے اس کے باوجود وہ موجودات سے
بہت قریب ہی ہے۔ اور وہ آسمان سے اس کی شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور وہ
ہر جہے جہاں موجود نظر بھی ہے۔ اس کی قربت احسام کی قربت کی طرح نہیں ہے جیسا
اس کی ذات احسام کی طرح نہیں ہے۔ وہ نہ کسی چیز میں حلول کرتا ہے اور نہ کوئی
چیز اس میں حلول کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کوئی مکان اس کا احاطہ
کر سکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات حد و دیوار سے پاک ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات
دوران و مکان کی پیدائش سے پہلے ہے، وہ آج بھی اسی طرح سے جیسا کہ وہ پہلے بھی
وہ اپنی معات کے لحاظ سے مخلوق سے جدا و باس ہے۔ اس کی ذات کے مثل کوئی
نہیں ہے۔ مثلیت میں اس کی ذات جیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ اخیر اور نقال سے پاک
ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے یہ حوادث نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اس کو عوارض لاحق
ہو سکتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی عظمت و شان کے ساتھ ہمیشہ سے معصم
ہے۔ وہ زمان سے منہ اور برکی ہے۔ وہ مشائے کمال کے حادث سے تکمیل سے مستغنی
ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات عقل معلوم موجود ہے، وہ اپنے فضل و تحت سے قابل رؤیت
ہے۔ وہ دار قر (حسنت) میں نیک لوگوں کے ساتھ لطف و کرم کرے والا ہے اور
اقر میں ہے کہ تھے ہوئے جہنم کے لیے جہنم کا دروازہ بھی کر سکتا ہے۔

1.4.3: حضرت امام قاضی ابوبکر باقلانی کی تحقیق

لعمری ذلک انہ تعالیٰ مقدس عن الاختصاص بالجهات، والاکتفاء

مَصْعَدَاتِ الْمَجْدَلَاتِ وَكَذَلِكَ لَا يُوصَفُ بِالْأَنْحُوسِ، وَلَا يُنْقَالُ
وَلَا الْقِيَامُ، وَلَا الْقُعُودُ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَسِّرْ كَمَنْهَ شَيْءٍ، وَهُوَ السَّمِيعُ
الْبَصِيرُ (الشوری، ۱) مَوْلَاهُ تَعَالَى وَمُذِیْقُ لَذَّ كُفْرٍ أَحْذَرُ غَاسٍ،
وَلَا يَهْدِيهِ لِنَصَابِ بَدَلٍ عَنِ الْحَبُوثِ وَاللَّهِ يَتَّقِدِسُ عَنِ ذَلِكَ فَمَنْ
قَبْلَ لَيْسَ فَدَقِّلْ لِرُحْمَنِ عَنِ الْعَرْشِ مَسْنُوعِ (سورۃ ط ۵) قَفَا
بَلَى، فَمَنْ قَبْلَ ذَلِكَ وَحَسْرَ بَطْلَقِ ذَلِكَ وَاعْتَالَهُ عَنِ مَا حَادَّ فِي
سُكُوتِ السَّعَةِ لَكِنْ نَهَى عَنْهُ أَمَارَةُ الْحَبُوثِ، وَنَقُولُ: سَوَاءٌ لَا
يَنْبَغِي سِرٌّ نَخْبِئُ، وَلَا نَقُولُ، لَمْ يَعْزِزْ لَهُ قُوَّةٌ، وَلَا مَكَانٌ لَمْ يَلْهُ
تَعَالَى كَلَّا وَلَا مَكَانٌ فَلَمَّا خَلَقَ الْمَكَانَ لَمْ يَتَغَيَّرْ عَمَّا كَانَ

وَلَا نَصَافَ لِمَا بَجَبَ عَقْدَاهُ وَلَا يَجُورُ الْعَهْدُ، ص ۶۵، ۶۶ الموعود
ابو بکر الافلاکی محمد بن الطیب (متوفی ۳۰۳ھ) طبع عالم الکتاب
بیروت، الطبعة و علم الکلام ص ۱۳ طبع ایچ ایم میری (۲۰۰۱)

وہ عقائد جن پر ایمان لانا ضروری ہے، ان میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جہات کے ساتھ
تعلق ہوتے اور مخلوقات کی دعائے کے ساتھ متعلق ہوتے۔ پاک اور مزا ہے۔
کی طرح اللہ تعالیٰ کو حرکت و انتقال اور قیوم و قہود کے ساتھ بھی متعلق نہیں کیا جاسکتا،
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قیوم ہے

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوری، ۱۱)

کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے اور وہ سب کو سنا سنا، سب کو دیکھتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

قُلْ خُذُوا حِذْرَكُمْ إِلَهُكُمْ إِلَهًُا وَاحِدًا، اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ كُفْرًا أَحْذَرُ
(سورۃ ط ۱۳)

کہہ دو بات یہ ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اس کے
مخالف ہیں، وہ کسی کا عتاج نہیں۔ اس کی کوئی اولاد ہے، اور شدہ کسی کی اولاد ہے۔
اور اس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں۔

ہاں ہے۔ یہ صفات حادث اور حقوق ہوتے ہیں۔ راست کرتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس
سے بہت بلند اور برتر ہے

یہ کہہ کر کے کیا تقدیر کا یہ فرمان نہیں ہے؟

مَرْحَمٌ عَلَى الْعَرْشِ الْمُسْتَوْبِحِ (سورۃ ط ۵)

وہ رحمت والا عرش پر مستور ہوتا ہے جو مانے ہوئے ہے

نہ نہیں ہے ہاں اللہ تعالیٰ سے ایسا ہی فرمایا ہے۔ ہم اس جھکی بات، عادت،
مطلق مانے میں نہیں ہم تقدیر سے بدوٹ، اور مخلوق صفت کی لگی کرتے ہیں
اور ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا استوا مخلوق سے اسو، اسے سمجھ کر نہ مٹا سکتے ہیں۔
نہ یہ بھی کہتے عرش اللہ تعالیٰ کا ہے قرآن سے اور عرش اس کا مکان نہیں ہے
نہ ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو موجود تھے جہاں کی وقت کاں نہیں تھا۔
جب اللہ تعالیٰ نے مکان کو پیدا کیا، تو کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

1.4.4: حضرت امام بیہقی کی تحقیق

حضرت امام بیہقی (متوفی ۵۵۵ھ) فرماتے ہیں

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْخَلَسِ بْنِ بَشَرٍ، بِإِسْنَادِهِ، أَنَّ أَبَا أَنْحُسَ عَنِ
مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْجَمْعِيِّ، أَنَّ عَمْرُو بْنَ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ لِعَمْرُو بْنِ
سَعِيدٍ، عَنْ عَدْنَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ، نَهْدِيُّ، عَنْ أَبِي
مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ كُنَّا مَعَ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، كُنَّا أَشْرَفَ عَسَى، وَادَّهَبَ، وَنَحْنُ وَرَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا لِقَالَ
نَسِئُ صَلَاتِي لَكَ عَيْنِي، سَمِعْتُ يَا نَبِيَّ، رَحِمَهُ اللَّهُ، عَنِ الْخَلَسِ بْنِ
بَشَرٍ، عَنْ عَدْنَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ، نَهْدِيُّ، عَنْ أَبِي
مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ كُنَّا مَعَ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، كُنَّا أَشْرَفَ عَسَى، وَادَّهَبَ، وَنَحْنُ وَرَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا لِقَالَ

نَسِئُ صَلَاتِي لَكَ عَيْنِي، سَمِعْتُ يَا نَبِيَّ، رَحِمَهُ اللَّهُ، عَنِ الْخَلَسِ بْنِ
بَشَرٍ، عَنْ عَدْنَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ، نَهْدِيُّ، عَنْ أَبِي
مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ كُنَّا مَعَ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، كُنَّا أَشْرَفَ عَسَى، وَادَّهَبَ، وَنَحْنُ وَرَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا لِقَالَ

1.4.5: حضرت امام ابن العربی کی تحقیق

فان الإمام القاضي أبو بكر بن العربي رحمه الله تعالى والذي يجب ان يعتقد في ذلك ان الله كان ولا شيء معه، ثم خلق المخلوقات من العرش الى العرش فلم يصب بها ولا حدث له جهة منها، ولا كان له مكان فيها لانه لا يحول، ولا يزول، قدوس، لا يصير ولا يستصير اعارة الأسماء بشرح صحيح الترمذي ج ٢ ص ٢٢٥ المؤلف: القاضي محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربي المصنف: الاشبالى المالكي (اتوا ٥٣٣) الناصر دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

ایہ باتیں رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا اور ہر شے کو فنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا اور ہر شے کو فنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا اور ہر شے کو فنا کیا۔

1.4.6: حضرت علامہ شہاب الدین ابن چہل کی تحقیق

يجب تذكر عقيدة أهل السنة فنقول: عبيد "أن الله قديم، أولي، لا يشبه شئاً ولا يشبهه شئ، ليس له جهة ولا مكان ولا يجري عليه زل ولا زل ولا يعلو ولا يعلو ولا حيث، يُرى لا عن مقابلة، ولا على مقابلة كان ولا مكان، كقول المكان، وقبر الرمان. وهو الآن على ما عليه كان"

(الحقائق المجيدة لسي الرشد على ابن تيمية فيمّا اورده في السورة المصنوعة ص ٣٦ المؤلف: علامہ شہاب الدین ابن چہل علی (اتوا ٥٣٥)

المحقق: د. طه الدسوقي جيتي الناشر: مطبعة القجر الجديدة، مصر ١٩٩٠، طبعت ناشرة، بكري ص ١٣٠، المؤلف: ج. الدين عبد الوهاب بن تقي الدين السبكي (اتوا ٥٣٥) المؤلف: د. محمود محمد باحوي د. عبد الفتاح محمد باحوي الناشر: مطبعة الطباعة والنشر والورع، الطبعة: الثانية ١٣٨٥

ایم اہل سنت و الجماعت اس بارے میں کہیں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا اور ہر شے کو فنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا اور ہر شے کو فنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا اور ہر شے کو فنا کیا۔

1.4.7: شیخ ابن تیمیہ کا متفقہ عقیدہ

كان ابن تيمية رحمه الله في أحد كتبه في فضيلة الله تعالى معاً في السورة موجودة وورثك ان بعض لوگوں نے ان کی طرف عقیدہ جسمی کی ہے اور بعض لوگ ان سے اس عقیدہ کی نفی کرتے ہیں، خود حافظ ابن تیمیہ نے عبادت میں ہر شے کو پیدا کیا اور ہر شے کو فنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا اور ہر شے کو فنا کیا۔

1.4.7.1: شیخ ابن تیمیہ کا اپنے سابقہ عقائد سے رجوع

کے بارے میں حافظ ابن حجر کی شہادت

ولم يرل ابن تيمية في لحيته ابي ن شفع ليه مبد مير ل فقص
ف خرج لى ربيع الاول في ثلث وعشرين مة و حضر لى الفقه
ووقع ليكتب مع بعض الفقهاء فكتب عليه محضر بان لى لى
الشعرى ثم ا حمد خطه بده لى لى لى لى لى لى لى لى لى
بدا لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى
سحرف ولا صوت و لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى
عنى ظاهره ولا اعلم لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى
شرو لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى
به باب مبد لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى
لاول مبد لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى
رمى الحال و الفرج عنه و سكن القاهرة

(المحرر الكاسية لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى
الفصل لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى
للى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى
المعارف الحماتية حيدرآباد الهند الطبعة الثانية ١٣٩٢ هـ)

حافظ ابن تیمیہ کیل کے شوں میں شہید ہے یہاں تک مٹا (حسام الدین مہا
بن عیسیٰ بن مہنا لیس آل فضل التولی ٣٥٥ھ) امیر آل فضل نے ان کے
ہرے میں شفاعت کی تو ان کو تیس (٢٣) ریح و کوئل سے دیا گیا ان و
قلہ میں دیا گیا تو ان بعض فقہاء سے ان کا کٹ دیا گیا ہو تو ان یک محض نام
تیار کیا گیا جس کا صوبوں یہ تھا

میں اشعری ہوں۔

پھر ان کے احمد سے لکھی ہوئی یہ تحریر پائی گئی۔

میں اس کا عقائد لکھتا ہوں قرآن مجید کا میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم
ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی ذات کی قدری اور انی صفات میں سے ہے۔ قرآن
مجید مخلوق نہیں ہے۔ یہ حرف بھی نہیں ہے اور نہ صورت۔

اور جس چیز کا میں عقائد لکھتا ہوں اس بارے میں جو اللہ تعالیٰ کا مال ہے

ألترخصن علی العروى الشریح (سورت طہ ٥٠)

وہ بڑی رحمت والا عرش پر استواء فرماتے ہوئے ہے۔

اس آیت میں شواہد اپنے ظاہر پر نہیں ہے۔ میں اس کی مراد کی گئے اور حقیقت کو نکال
جاتا ہوں۔ لکھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے وہی بھی نہیں جانتا۔

نزول ہادی تعالیٰ کے بارے میں عقلی قویں سے جو استواء کے بارے میں ہے۔

اس عبارت کو احمد ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔

پھر تمام لوگ اس پر گواہ بنے کہ ابن تیمیہ نے اس کے معانی عقائد سے قہر کر دی ہے۔

ابن تیمیہ اس کا معنی عقیدہ سے یہ قرار دیا (تاریخ الخلفاء ٢٥٠ ریح) و لکھتا ہے کہ

میں نے اس تحریر پر دیکھا کہ اس کے ایک جم میرے کو اسی دن ہے۔ تو اس سے تمام

قبو کو ہٹا لیا گیا اور وہ قہرہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔

1.4.7.2: شیخ ابن تیمیہ کا اپنے سابقہ عقائد سے رجوع

کے بارے میں علامہ نویری کی شہادت

علامہ نویری کی فرستہ ہیں

واما لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى

مسم لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى

للى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى لى

ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے جس کی حدود، اعضاء اور اجزاء ہیں۔۔۔
 چنانچہ اس الفاظ کا استعمال نہیں کرتے مگر یہ لوگ ان معانی کا اطلاق ضرور کرتے ہیں
 جس کے لئے کہ بہت سے لوگ اس نکل محمد کو عمید رکھے ہو۔ میں دیکھتا ہوں
 ہی یہ کوئی بھی کرتے ہیں کہ یہ ایک مفسر مسلمان کے طریقہ کا احاطہ کیے ہوئے ہیں

2

آیات استواء علی العرش کی تفسیر

2.1۔ صفت استواء علی العرش

حضرت امام محمد باقر فرماتے ہیں۔

وَيَتَقَالَى عَنِ الْحُلُودِ وَالْمَعَادَاتِ وَالْأَرْكَانِ وَالْأَعْضَاءِ وَالْأَدْوَابِ، لَا
 بِعَرِيَةِ بَحْبَابِ الْمَكَّةِ كَمَا يُرَى الْمُتَعَدِّغَاتِ

یہ دعویٰ حدود و معاد، اركان و آلات سے بلند مرتبہ ہے۔
 (نور، حب، قہر، عطف، حکم، یار) اس کا احاطہ کسی رکن، حبیبہ تمام مخلوقات
 کا احاطہ کرتی ہیں۔

وہ عرش و لکڑی جس میں کہیں میں اللہ تعالیٰ ہی کہہ
 عرش اور کرسی ہر حق میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں اس کا بیان
 فرمایا ہے۔

وَهُوَ هُوَ وَجْهٌ مَسْبُوحٌ عَنِ الْعَرْشِ وَمَا دُونَهُ

اور جو اس کے اللہ تعالیٰ عرش اور ما دون عرش سے مستغنی ہے۔

مَحِيطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ وَمَا هُوَ قَدْ نَحَجَرَ عَنْهُ إِلَّا حَاطَةً عِلْقَهُ

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا ہر جانب سے احاطہ کرنے والا ہے، اور اس کی مخلوق اس کا احاطہ
 کرنے سے عاجز ہے۔

وَلَا تَخُوضُ فِي اللَّهِ وَلَا تُنَادِي فِي دِينِ اللَّهِ تَعَالَى

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ہم غرض نہیں کرتے (کیونکہ عقل انسانی اللہ تعالیٰ کی

ابت وکنے سے ۱۱۶۸۶ء (جسے ۱۱۶۸۶ء اور ۱۱۶۸۷ء میں محکمہ بھی نہیں
(بیان اعتقاد اهل السنة والجماعة علی منہج الفقہاء المسلمین ابن حنبلہ
یوسف ومحمد بن الحسن المعروف عقیدۃ الطوائف ص ۱۳۱ طبع مکتبہ دار
کرامیہ مصر ص ۱۳۸، ۱۳۹ طبع دار نشر و اشاعت مدرسہ حضرت العلوم گورابوالہ)
نہایت پرستی کی تعینات میں پرستی میں کہ تمام عبادت (پہنچا ہوا) ہے
تو عبادت میں سے عبادت کے بدلے سے نکل کر جو عبادت میں آئے ہیں ان کے بعد
تو عبادت میں سے عبادت کی عبادت اور یہ مستقر ہے قائم ہو جیسا کہ
ان سے تدریس سب سے عبادت کی عبادت اور عبادت میں ہی تدریس
تدریس اور عبادت میں عبادت کی عبادت علیٰ لغویں سے بعد بدلتی اور
سے عبادت میں سے عبادت کی عبادت میں۔

مستوی عرش پر آدم میں سات عبادت کی عبادت میں ہی
ان کی عبادت میں سے عبادت کی عبادت تدریس اور عبادت میں ہی تدریس
دار عبادت میں سے عبادت کی عبادت دار عبادت میں ہی تدریس
تدریس اور عبادت میں سے عبادت کی عبادت دار عبادت میں ہی تدریس

2.2۔ آیات استواء علی العرش

آیت 1 إِنَّ رُكْنَكُمْ اللَّهُ أَلَدَىٰ عِلْقِ السَّمَاوَاتِ وَذَٰلِكَ هِيَ سِتْرُهُمْ سُبْحَانَ
عَلَىٰ عَرْشِ عِزِّهِ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ
وَلَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ
سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ

سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ
سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ
سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ
سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ

بڑی برکت والا ہے اللہ جو تمام عبادتوں کا پروردگار ہے
بدلتی اور عبادت میں سے عبادت کی عبادت اور عبادت میں ہی تدریس
دار عبادت میں سے عبادت کی عبادت دار عبادت میں ہی تدریس
تدریس اور عبادت میں سے عبادت کی عبادت دار عبادت میں ہی تدریس

حرم اہل اسلام کا دعویٰ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی
ہدایت ہے اور نہ اس کے لیے مکان، سمت اور جہت ہے۔ اس کی ہستی، سمت، جہت،
مکان، زمان کے قیود اور حدود سے پاک اور منزہ ہے۔ اس کی ہستی کسی زمان، مکان
کی ہستی پر موقوف نہیں بلکہ مکان اور زمان کی ہستی اس کی ایجاد اور تکوین پر موقوف
ہے کیونکہ جب مکان و زمان موجود نہ تھے وہ اس وقت بھی تھا اور اب جب کہ وہ
دار عبادت میں سے عبادت کی عبادت دار عبادت میں ہی تدریس
تدریس اور عبادت میں سے عبادت کی عبادت دار عبادت میں ہی تدریس
تدریس اور عبادت میں سے عبادت کی عبادت دار عبادت میں ہی تدریس

(معارف القرآن کا مضمون ص ۳۳ طبع مکتبہ حبان، ثابت، لاہور)
رُكْنَكُمْ اللَّهُ أَلَدَىٰ عِلْقِ السَّمَاوَاتِ وَذَٰلِكَ هِيَ سِتْرُهُمْ سُبْحَانَ
عَلَىٰ عَرْشِ عِزِّهِ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ
وَلَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ سُبْحَانَ

تہیات یہ ہے کہ تہا پروردگار اللہ سے جس سے سارے عالموں اور میں کو چھوٹی
میں پیدا کیا۔ پھر اس سے عرش پر اس طرح استواء فرمایا کہ وہ ہر چیز کا نظام رتا

نفس ہو نامت آراء اللہ ساجد و قابیحہ و غیرہ ویر حوزہ رحمہ
وہ کہ قیل ہل بسوی نہیں یعلنون و نہیں لا یعلنون انما یندکر
اولوا الا کتاب (الامر ۹)

بھائی یا یہ نفس اس کے برے ہو گئے تھے جو رات کی عمر میں اس غارت کرتا
ہے، مگر بد سے میں، مگر قیام میں، فقر سے رہتا ہے، اور اپنے پہرا گار کی حسرت
کا اُمیدوار ہے؟ کہو کہ: ”کیا وہ جو جانتے ہیں، اور جو نہیں جانتے، سب پر یہ ہیں؟“
(مگر) نصیحت تو، ہی لوگ قیوں کہ میں جو عقل والے ہیں

لا بسوی منکم نو نفس من قبل لعلی وفاس رجب عظم درجہ
من نہیں انتفو من بعد وفاندو، و کلا وعد لہ لحسی واللہ بما
تعملون حیر (حدیدہ ۱۰)

م میں سے جسوں سے (ماں کی) فتح سے پہلے خرچ کیا، اور ان کی (اور بعد انوں
کے) اہم برکتیں ہیں، وہ اور ہے میں اب لوگوں سے بڑھے سے میں جنہوں نے
(فتح) کے بعد خرچ کیا، اور ان کی (یوں اللہ ان کی) بھلائی کا عدد میں سب
ستے کر رکھا ہے، اور تم جو کچھ کرتے ہو، اللہ تو اس سے چوں طرف دیکھ رہا ہے۔

قہر اور قلعہ

قد استوی بشر علی العراق من غیر سيف و دم مہراق
بشر بن مروان عراق پر بغیر گوار چلائے در خون بہائے غالب ہو گیا۔

2.2.1.1: علامہ ابن العربی المالکی (المتوفی ۵۴۳ھ)

کی تحقیق

وللاستواء فی کلام العرب خمسة عشر معنی ما ہیں حقیقہ و مجاز
منہا ما يجوز علی اللہ فیکون معنی الآیۃ

وہیہا ما لا يجوز علی اللہ بحال، و هو اذا کان الاستواء بمعنی

الاستواء او الاستقرار او الاتصال او المجازاة فان طینا من ذلک لا
يجوز علی الیاری تعالی ولا یضرب لہ الامثال بہ فی المعطولات

واما ان لا یفسر کما قال مالک وغیرہ: ان الاستواء معلوم معنی
موردہ فی الطغۃ، والکعبۃ الی اور اللہ بما يجوز علیہ من معانی
الاستواء مجہولۃ لمن یقدر ان یعبہا؟ والسؤال عنہ بدعۃ لان
لا شغال بہ وقد یثیر طلب المشابہۃ ابتداء الفتنۃ

لتحصل لک من الکلام امام المسلمین مالک، ان الاستواء معلوم
وان ما يجوز علی اللہ غیر معین وما یستعمل عنہ ہو منزہ عنہ
وتعین المراد بما لا يجوز علیہ لا فائدۃ لک فیہ

اذ قد حصل لک التوحید والایمان بنفی التشبیہ والاحمال علی اللہ
سبحانہ وتعالی فلا یلزمک سواہ

(معارفۃ الاحودی بشرح صاحب الرمادی ج ۲ ص ۲۳۶، ۲۳۵ المؤلف
القاضی محمد بن عبد اللہ ابو بکر بن العربی المعافری الاشیللی المالکی
(المتوفی ۵۴۳ھ)، الناشر دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

استواء کے کلام عرب میں پندرہ معانی آتے ہیں، جو اس کے ثقیل اور مجازی معنی
ہیں۔

ان میں پندرہ معنی ہیں جس کا لفظ فی اللہ تعالیٰ کے لیے عام سے تورات، سنت، کاسمی
ان کے مطابق ہوگا۔

ان میں پندرہ معنی ہیں جن کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بھی عام میں جائز
ہے۔ یہ وہ معانی ہیں جس سے مستور ہو، یا استقرار یا التماس یا کواکب سے کسی میں
یا چاہے۔ کیونکہ ان معانی میں سے ہر معنی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے جائز نہیں ہے اور
اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے عقائد کائنات میں سے کسی طرح کی مشابہت جائز نہیں ہے۔

یہ بات کہ جس سے کسی کی قسم میں یا رہتی جائے جیسا کہ حضرت مامون نے فرمایا ہے۔
لہذا یہ استواء معلوم ہے، یعنی لغت میں اس کا معنی۔ اور یہ جیت وہی ہے جس کا

اللہ تعالیٰ سے اور اہم فرمایا ہے۔ ستو کے معانی میں سے چار سو س، اور تو مجھوں میں
میں یعنی نامعلوم ہیں اللہ ان میں سے کون سا کے نہیں کہ قدرت رکھتا ہے اور
سے ہا سے میں ہاں کہنا بدعت ہے۔ کیونکہ یہ جیسے مسائل میں مشغول ہو کر
نقہ بہات ہی طلب نہیں رہا ہے۔ وقتوں کی جستجو نہ کرنا ہے۔

4 جس اہل مستنہدین حضرت امام مالک کے علوم سے یہ بات معلوم ہوں کہ شواہد
معلوم ہے۔ جس معنی کا معنی اللہ تعالیٰ سے یہ بات معلوم نہیں ہے۔
جو معنی اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہیں ان سے اللہ تعالیٰ مرہ اور پاک ہے۔ معانی
اللہ تعالیٰ پر جس کا ظہور کرتا چاہے ہو کہ ہے اس میں تیرے لیے ہوں فائدہ دینا
ہے۔

5 جیسے تو یہ بیان کا حصہ کیونکہ کسی سے ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ ہے
یہ سو محال ہے کہ کسی سے ہے۔ جس کا ان کے پاس ہی یہ وہ امر ہے۔

2.2.2۔ جلی کی حقیقت

میں پر اللہ تعالیٰ کو کوئی خاص عظیم لکھاں جلی سے جس نے یہ ہے اللہ تعالیٰ عالم
کے امور کی تدبیر کرتے ہیں۔

جلی کی حقیقت ہے کہ جلی کی شے کو جلی کہہ سکتے ہیں اور یہی معرفت کا
آپ کا کہہ دینا ہے۔ یہ بتا دینا کہ جس وقت جس شے پر جلی شعلہ شیشہ پر
پر جو جلی سے اس شے سے جب یہ حالت میں رہے جلی سے اس کا پانی یا جاتا
ہے اس سے جو اس شے سے نکلتا ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس سے اس سے اس سے اس سے
کا یہ مطلب کہ اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
شے سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
یہ بات ہے کہ میں اور حقیقت اللہ تعالیٰ کی جلی تھی۔ وہ جو خدا ہی پر رہا ہے
اس میں مخلوق یا اللہ تعالیٰ سے اس کو آپ کے علموں اور جلی معرفت کا یہ بات
لیا تھا۔ اس لیے حضرت سرور اللہ کی توجہ آگ کے ماورے کی طرف نہ رہی بلکہ ان کی

تو مراد اللہ تعالیٰ کی طرف میں اور اس میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے برادر مستقیم
ہے۔

6 جلی کے معنی جلی سے اس میں جسی بدعتی سے وہ ہے اس کی
طرف میں توجہ نہ کرنا ہے۔ جلی کے معنی جلی شیشہ معنی جلی سے تو
اس لیے جلی کے معنی جلی سے اس میں اس کا طلبہ چاہی کہ اس کا دیاں ہے اس کا
اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
یہ بات ہے کہ اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے

7 جلی سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے

8 جلی سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے

9 جلی سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے

2۔ ستو کی تفسیر و تاویل میں علامہ امت کے مسکن

اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے

2.3.1: فرقہ بختہ، مشہد اور کرامت

اس قسم کی بات اور حاکمیت اور اس میں بھی پرمکول ہے اور یہ کہتا ہے۔
سورہ اہل حق نے بھی تحت پر بھی کے ہیں اور جس طرح دیا کا بادشاہت پر بیعت ہے ان
طریقہ اللہ حق عرش پر بیعت ہے اس کے برویک استقامت کے معنی ممکن، استقامت، غم
میں ہے۔ عام بات کی قسم سے عام و طبعی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بات
(تحت) پر بیعت ثابت کرتے ہیں۔

2.3.2: اہل حق

- 1۔ اہل حق یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بات سے پاک اور سادہ دہن ہو کر عرش
تحت یا کسی جسم پر بیعت اور مستقر ہونے میں اس طرح کی بات نہ دینا جس سے کہ وہ اس پر
پاک ہے یا کسی چیز پر بیعت ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہ کر چاہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ کی قسم اور بیعت پر مستقر ہونا اس کا مقصد ہے۔ اس سے پاک ہو کر
وہ چیز کی قسم پر مستقر ہوتی ہے وہی تو اس سے بڑی ہوتی ہے یا چھوٹی ہوتی ہے
یا برابر ہوتی ہے۔ کسی ویشی اور مساوات کے ساتھ وہی شے موصوف ہو سکتی ہے کہ
مقداری ہو اور اللہ تعالیٰ کیست کیفیت اور مقدار سے پاک اور مقرر ہے۔
- 2۔ وہ باتیں ہیں جو اس میں وہ مقدار اور مقدار ہوتی ہیں اور اس میں
مخصوص ہوتی ہیں جو مقدار و مخصوص کے وہ مخلوق کا شائبہ۔
- 3۔ اہل حق یہ کہتے ہیں
وہو سے ہی لشکر و اب وہی الارض و اس میں
وہی اللہ تعالیٰ کا شائبہ ہیں۔

وہو معنی اس کا کہہ کر یہ کہہ کر
اور تم حساب میں ہو وہ وقتہ۔ اس کا کہہ کر

اس بات کو کہہ کر اس کی معنی کہیں کہہ کر۔ یہ کہتے ہیں کہ اس میں

۱۰۰ ہے اور تمام آسمانوں اور زمین میں موجود ہے تو یہ آیتیں استواء علی العرش کی
بات کی ساری ہوں گی۔ اس سے کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات آسمانوں اور زمین
میں ہر جگہ موجود ہے تو عرش کی خصوصیت باطل ہوئی۔
تو یہ کہہ کر کہتا ہے۔

حدیث قبہ میں حدیث بقرب من عندہ رحیم لاسکندر امینی میں
سہیل ہے اسی حدیث میں ہے، عن نبیہ، عن امیہ بن عبد اللہ بن مسعود
عن عبدہ وسلم قال یوں اللہ تبارک و تعالیٰ انی استواء للذی کل
بہ حیث یمضی لئلا لایزل اللہ تعالیٰ

۱۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات سے پاک اور سادہ دہن ہو کر عرش
تحت یا کسی جسم پر بیعت اور مستقر ہونے میں اس طرح کی بات نہ دینا جس سے کہ وہ اس پر
پاک ہے یا کسی چیز پر بیعت ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہ کر چاہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ کی قسم اور بیعت پر مستقر ہونا اس کا مقصد ہے۔ اس سے پاک ہو کر
وہ چیز کی قسم پر مستقر ہوتی ہے وہی تو اس سے بڑی ہوتی ہے یا چھوٹی ہوتی ہے
یا برابر ہوتی ہے۔ کسی ویشی اور مساوات کے ساتھ وہی شے موصوف ہو سکتی ہے کہ
مقداری ہو اور اللہ تعالیٰ کیست کیفیت اور مقدار سے پاک اور مقرر ہے۔

۱۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات سے پاک اور سادہ دہن ہو کر عرش
تحت یا کسی جسم پر بیعت اور مستقر ہونے میں اس طرح کی بات نہ دینا جس سے کہ وہ اس پر
پاک ہے یا کسی چیز پر بیعت ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہ کر چاہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ کی قسم اور بیعت پر مستقر ہونا اس کا مقصد ہے۔ اس سے پاک ہو کر
وہ چیز کی قسم پر مستقر ہوتی ہے وہی تو اس سے بڑی ہوتی ہے یا چھوٹی ہوتی ہے
یا برابر ہوتی ہے۔ کسی ویشی اور مساوات کے ساتھ وہی شے موصوف ہو سکتی ہے کہ
مقداری ہو اور اللہ تعالیٰ کیست کیفیت اور مقدار سے پاک اور مقرر ہے۔

۱۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات سے پاک اور سادہ دہن ہو کر عرش
تحت یا کسی جسم پر بیعت اور مستقر ہونے میں اس طرح کی بات نہ دینا جس سے کہ وہ اس پر
پاک ہے یا کسی چیز پر بیعت ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہ کر چاہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ کی قسم اور بیعت پر مستقر ہونا اس کا مقصد ہے۔ اس سے پاک ہو کر
وہ چیز کی قسم پر مستقر ہوتی ہے وہی تو اس سے بڑی ہوتی ہے یا چھوٹی ہوتی ہے
یا برابر ہوتی ہے۔ کسی ویشی اور مساوات کے ساتھ وہی شے موصوف ہو سکتی ہے کہ
مقداری ہو اور اللہ تعالیٰ کیست کیفیت اور مقدار سے پاک اور مقرر ہے۔

۱۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات سے پاک اور سادہ دہن ہو کر عرش
تحت یا کسی جسم پر بیعت اور مستقر ہونے میں اس طرح کی بات نہ دینا جس سے کہ وہ اس پر
پاک ہے یا کسی چیز پر بیعت ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہ کر چاہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ کی قسم اور بیعت پر مستقر ہونا اس کا مقصد ہے۔ اس سے پاک ہو کر
وہ چیز کی قسم پر مستقر ہوتی ہے وہی تو اس سے بڑی ہوتی ہے یا چھوٹی ہوتی ہے
یا برابر ہوتی ہے۔ کسی ویشی اور مساوات کے ساتھ وہی شے موصوف ہو سکتی ہے کہ
مقداری ہو اور اللہ تعالیٰ کیست کیفیت اور مقدار سے پاک اور مقرر ہے۔

۱۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات سے پاک اور سادہ دہن ہو کر عرش
تحت یا کسی جسم پر بیعت اور مستقر ہونے میں اس طرح کی بات نہ دینا جس سے کہ وہ اس پر
پاک ہے یا کسی چیز پر بیعت ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہ کر چاہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ کی قسم اور بیعت پر مستقر ہونا اس کا مقصد ہے۔ اس سے پاک ہو کر
وہ چیز کی قسم پر مستقر ہوتی ہے وہی تو اس سے بڑی ہوتی ہے یا چھوٹی ہوتی ہے
یا برابر ہوتی ہے۔ کسی ویشی اور مساوات کے ساتھ وہی شے موصوف ہو سکتی ہے کہ
مقداری ہو اور اللہ تعالیٰ کیست کیفیت اور مقدار سے پاک اور مقرر ہے۔

۱۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات سے پاک اور سادہ دہن ہو کر عرش
تحت یا کسی جسم پر بیعت اور مستقر ہونے میں اس طرح کی بات نہ دینا جس سے کہ وہ اس پر
پاک ہے یا کسی چیز پر بیعت ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہ کر چاہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ کی قسم اور بیعت پر مستقر ہونا اس کا مقصد ہے۔ اس سے پاک ہو کر
وہ چیز کی قسم پر مستقر ہوتی ہے وہی تو اس سے بڑی ہوتی ہے یا چھوٹی ہوتی ہے
یا برابر ہوتی ہے۔ کسی ویشی اور مساوات کے ساتھ وہی شے موصوف ہو سکتی ہے کہ
مقداری ہو اور اللہ تعالیٰ کیست کیفیت اور مقدار سے پاک اور مقرر ہے۔

ومعه رحمنا ذی یسید وحمداً بن سلمه وشریک واثو عوب
بحدود ولا یستہون ویروون ہندہ الاحادیث ولا یقولون کیف
نوداود وھو لہ لنا لال سیہی وعلی ہندہ مصی اکیہ

فتح باردی ۳ ص ۵۸ طبع دار السلام ری میں باب الاموال والصدقات
حضرت امام بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
واللہ تعالیٰ کے پاس سے پوچھا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
پوچھا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
پوچھا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

حضرت امام بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضرت ابو بکر بن العمار القصبی عن ابو محمد بن حیان عن النعمان
بن محمد عن اذری عن ابی زریرۃ عن ابی سعید عن ابی ہریرۃ
عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ

باب الاموال والصدقات ۳ ص ۵۸ طبع دار السلام ری میں باب الاموال والصدقات
حضرت امام بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

انہی عن ابی عبد اللہ الحافظ عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف
عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف
عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف عن ابی یوسف

باب الاموال والصدقات ۳ ص ۵۸ طبع دار السلام ری میں باب الاموال والصدقات

حضرت امام اور ابی امام، لکھنؤ میں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
میں بظاہر تشبیہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے میں پوچھا گیا کہ انہوں نے فرمایا کہ ان کو
میت کی حد نسبت تیسے ۱۶۹ روپوں میں بیان کرو

حضرت ابو عبد اللہ الحافظ قال سبعت ابی عبد اللہ محمد بن
ابی ہریرۃ عن حمض، سبعت ابی العباس لا ھو بنی، سبعت سعید بن
جعفر بن العباس، سبعت سعید بن عیینہ بقول کن ما وصف اللہ
لعاسی من مہدی فی کتابہ فھو ھذا وہو الشکوۃ عبدی

باب الاموال والصدقات ۳ ص ۵۸ طبع دار السلام ری میں باب الاموال والصدقات
حضرت علی بن عیینہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی جن صفات کو بیان فرماتے
ہیں ان سے سعادت کو پڑھائی گویا ان کا کھانا ہے اور ان پر خاموش ہو جاتا ہے

عن ابی عبد اللہ الرضا عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ
عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ
عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

باب الاموال والصدقات ۳ ص ۵۸ طبع دار السلام ری میں باب الاموال والصدقات
حضرت امام بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

خرج لیہی یسید حنیہ کہا قال الحافظ فی الفہم عن عبد اللہ بن
ابی قحطاب عن عبد مالک عن عبد الرحمن بن عبد اللہ عن ابی عبد اللہ
عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد اللہ

لروح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني من ١٣٥٥ المرد
شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني (الترغيب في ١٣٥٥) المصنف
على عبد الباقى عطية الناشر دار الكتب العلمية بيروت الطبعة الثالثة

2.5۔ استواء علی العرش کے بارے میں متکلمین کی تفسیر

۱۔ ان کتابت اور بیحدت تحریر القدر کے تبارک و تعالیٰ میں پھر کیا آیت
تو نہ آیت کی ہے نہ کسی حدیث کی نہیں ہے۔ خواہ اس آیت سے قیود شرعیوں
قوت و حاکمیت کے تحت رہے۔ اس آیت سے ملنے میں مثلاً استواء علی العرش سے علم و ارتفاع
مراویز یا استیلاء و قہر اور غلبہ کے معنی مراد لینا اور مثلاً وجود شخص سے ذات مراد لینا
یہ سب جمہور متکلمین کا ہے۔ انہیں فی العلم وہ لوگ ہیں جو کلمات و اہل قرآن کے کلمات
میں تامل کرتے ہیں اور انہیں محض الفاظ و عبارات سے تشابہات و توفیق نہیں اور عربی
فہم سے وہ ایسی حقیقت سمجھتے ہیں جو انہیں نہیں ملتی ہے۔ انہیں علم و فہم و درجہ نہیں
پہنچتا جس کی وجہ سے انہیں "حلف و حلف کا اللہ تعالیٰ کی تشریف و تقویٰ پر ایمان ہے اور سب
پر مطلق ہیں کہ استواء اور اول سے ظاہری اور حسی طور پر آتا ہے جو ہٹا اور بیحدت مراد نہیں ہے۔ وہ
کچھ کہتے ہیں کہ "وہ سب" معنی میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار کے حلف ہے۔ وہ کہتے ہیں
تشبہات سے یہ ہے۔ یہ قیود و حاکمیت و قوت و حاکمیت سے تشابہات سے
ہے۔ یہ محاورات عرب میں جو نہ تشریف استعمال ہے ان تشابہات کو محسوس کیا ہے۔

2.5 1۔ حضرت امام بیہقیؒ کی تحقیق

حضرت امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

۱
و أصحاب الحديث فيما ورد في الكتاب و السنة من آثار هدا و
يكنون اسد من الصحابة و التابعين في دريئة ثم يقيم على قسم
مهم من قبله و آمن به و لم يورثه و وكل عنه ابى الله و بنى الكبر
و التثنية عنه و منه من قبله و من به رحمة على و جده

صحابہ فی اللغة و لا یزالون لتوحید و قد ذکرنا حالتی الطریقین
فی کتاب الأسماء و الصفات فی المسائل الی تکلموا فیہا من هذا
باب

(الاعتقاد و الہدیۃ الی سبیل الرشاد علی صاحب المنہ و اصحاب
الحديث ص ۱۶۶ المؤلف أحمد بن الحسن بن علی بن موسى الخضر و جردی
المخراسانی ابو نکر البیہقی (توفی ۵۳۵ھ) المحقق احمد عبد الملك
الناشر دار الأفاق الجديدة بیروت الطبعة الأولى ۱۳۵۵ھ)

ان آیات و احادیث کو جو سب تشابہات کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور ان کے
بارے میں حضرات صحابہ کرام بیحدت اور تابعین عظام نے ان کی تفسیر کیا ہے
تھیں ان کے ہاں ہر طرح سے اس کا بیان ملتا ہے۔

میں حضرت ان کو حق اور صحیح جان کر ایمان لائے۔ ان کی کسی قسم کی تفسیر بیان
کے لیے ہے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سپرد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت
سے کیفیت اور تشبہات کی کامل طور پر ملتی کہتے ہیں۔

پھر حضرات وہ ہیں جو آیات و احادیث سناتے کہ ان پر ایمان لائے
میں اور ان کو ایسے معانی پر محسوس کرتے ہیں جس کا استعمال لغت عرب کے مطابق
درست اور صحیح ہو اور وہ توحید پوری کے بھی ممانعت نہ ہوں۔

اس سے بڑی کتاب "الاسماء والصفات" میں ان دونوں طریقوں کے مطابق ان آیات
و احادیث معانی کے معانی بیان کیے ہیں۔

۱
و الشيخ رحمه الله أما المتقدمون من أصحاب الإمام لم يستعملوا
تأويل هذا الحديث و ما تجوز في خبره و إنما فهم منه من أمثاله ما
سبق لأجله من الكلام فلهذا الله تعالى و عظم شأنه و أنا المتأخرون
سلكنا لأنهم تكلموا في تأويله بما بعده

۱۔ کتاب: ۲۷۰ صفحات، ج ۲ ص ۲۸، ضمیمہ ملتئمہ سوادہ فی تہذیب و ترقی
 ترجمہ: امام سے اصحاب میں سے حنفیہ میں اس حدیث کی تاویل میں مشغول نہیں ہوئے تھے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا کہ انہوں نے اس حدیث سے اس حدیث کی تائید کی ہے۔
 ۲۔ کتاب: ۲۷۰ صفحات، ج ۲ ص ۲۸، ضمیمہ ملتئمہ سوادہ فی تہذیب و ترقی
 ترجمہ: امام سے اصحاب میں سے حنفیہ میں اس حدیث کی تاویل میں مشغول نہیں ہوئے تھے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا کہ انہوں نے اس حدیث سے اس حدیث کی تائید کی ہے۔

2.5.2۔ حضرت امام بیضاویؒ کی تحقیق

۱۔ اسوٰی علی بن ابی طالبؑ، اسوٰی امیر، اسوٰی علی بن ابی طالبؑ
 الاستواء علی العرش صفة لله بلا كيف والمعبر ان له تعالى اسم
 علی العرش علی الوجه الذي عدّه سرّاً عن الاستبرار (مستخرج من
 التواضع والاعتدال، ج ۱ ص ۱۹، المستوفى ناصر الدين ابو سعد
 عبد الله بن عمر بن محمد النعماني البيضاوي (المتوفى ۱۰۵۵)
 المحقق، محمد عبد الرحمن المرعشي النجاشي، دار حباء العرب، بيروت
 الطبعة الاولى: ۱۴۱۸ھ)

۲۔ کتاب: ۲۷۰ صفحات، ج ۲ ص ۲۸، ضمیمہ ملتئمہ سوادہ فی تہذیب و ترقی
 ترجمہ: امام سے اصحاب میں سے حنفیہ میں اس حدیث کی تاویل میں مشغول نہیں ہوئے تھے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا کہ انہوں نے اس حدیث سے اس حدیث کی تائید کی ہے۔

2.5.3۔ تاویل اول

۱۔ کتاب: ۲۷۰ صفحات، ج ۲ ص ۲۸، ضمیمہ ملتئمہ سوادہ فی تہذیب و ترقی
 ترجمہ: امام سے اصحاب میں سے حنفیہ میں اس حدیث کی تاویل میں مشغول نہیں ہوئے تھے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا کہ انہوں نے اس حدیث سے اس حدیث کی تائید کی ہے۔

۱۔ کتاب: ۲۷۰ صفحات، ج ۲ ص ۲۸، ضمیمہ ملتئمہ سوادہ فی تہذیب و ترقی
 ترجمہ: امام سے اصحاب میں سے حنفیہ میں اس حدیث کی تاویل میں مشغول نہیں ہوئے تھے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا کہ انہوں نے اس حدیث سے اس حدیث کی تائید کی ہے۔

۲۔ کتاب: ۲۷۰ صفحات، ج ۲ ص ۲۸، ضمیمہ ملتئمہ سوادہ فی تہذیب و ترقی
 ترجمہ: امام سے اصحاب میں سے حنفیہ میں اس حدیث کی تاویل میں مشغول نہیں ہوئے تھے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا کہ انہوں نے اس حدیث سے اس حدیث کی تائید کی ہے۔

۳۔ کتاب: ۲۷۰ صفحات، ج ۲ ص ۲۸، ضمیمہ ملتئمہ سوادہ فی تہذیب و ترقی
 ترجمہ: امام سے اصحاب میں سے حنفیہ میں اس حدیث کی تاویل میں مشغول نہیں ہوئے تھے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا کہ انہوں نے اس حدیث سے اس حدیث کی تائید کی ہے۔

۴۔ کتاب: ۲۷۰ صفحات، ج ۲ ص ۲۸، ضمیمہ ملتئمہ سوادہ فی تہذیب و ترقی
 ترجمہ: امام سے اصحاب میں سے حنفیہ میں اس حدیث کی تاویل میں مشغول نہیں ہوئے تھے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا کہ انہوں نے اس حدیث سے اس حدیث کی تائید کی ہے۔

علمو المكان فقد بان معناه غير على ما يليق به مع لا يعلم المكان

(مشكل الحديث وبيان ص ۳۵۹ المؤلف محمد بن الحسن بن ... الانصاري الاصبهاني ابو بكر (المتوفى ۳۹۷) المحقق موسى محمد علي الناشر عالم الكتب بيروت الطبعة الثانية ۱۹۸۵)

وہ قول "علیٰ کرمیہ" کو لکھی ہے، ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہے۔
ہے الرحمن علی العرش استوی (سورت طہ ۵) کی رست والی
پر استواء فرمائے ہوئے ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کے معنی کو پہلے بیان کیا ہے۔ یہ
وہو پر منقسم ہے

دول علوم یعنی ہندی اور رست مراد ہے جو قدرت اور رست سے ہو۔

دوم اس کا ایسا معنی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرماں: "انک معسی عظیم (العظم ۳)"

ترجمہ اور چنانچہ اتم اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر ہو۔

اور جیسا کہ اہل عرب کا قول ہے: "زیر پر مال ہے۔"

اس سے مراد علوم مکان یعنی مکان کی بلندی نہیں ہے۔ جب کہ اس کا معنی ہاں
ہندی کے ساتھ مختص نہیں ہے تو یہ بات واضح ہوئی کہ اس کا معنی عروجی بلندی و مکان
ہے جو مکان کے بلند ہونے کی متعلق ہے۔

علامہ ہی فرماتے ہیں

وحسبى لأستاذ أبو بكر بن جرير عن بعضهم أن استوى بمعنى علا
ولا يراد بذلك العلو بالمسافة والتحيز والكون في المكان متصفا
فيه ولكن يراد معنى يصح نسبة إليه سبحانه

(روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج ۳ ص ۵۵)
المؤلف: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحمصي الألويسي (المتوفى
۷۱۵ھ) المحقق علي عبد الباقى عطية الناشر: دار الكتب العلمية

ترجمہ

دول

دوم

ترجمہ

۲

یروہ الطبع الثانية ۳۰۳۔

حضرت استاد ابو بکر بن جریر علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ "استوی" یہاں
"علا" یعنی بلند ہونے کے معنی میں ہے۔ یہاں اس سے مراد مسافت، تحیز، اور مکان
میں موجود ہونے کی بلندی نہیں ہے، بلکہ اس کا وہ معنی ہے جسے اس کی نسبت اللہ
تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔

حضرت امام محمد بن عثمان بن سعید بن ثابت بن مرثد بن عبد الرحمن (متوفی ۳۳۳ھ)
فرماتے ہیں

"انہ سبحانه فوق سماءہ، مستوی عرشہ، ومستوی علی جمیع
خلقہ، وبانی منہم بذاتہ، غیر ہائی بعلمہ، ہن علمہ محیط بہم، یعلم
سرہم وجہہم، وہم ما یکسبون، علی ما ورد بہ خبرہ المصدق،
وکتابہ الناطق، فقال تعالیٰ: "الرحمن علی العرش استوی"، واستواءہ
عز وجل، علوہ بغير کیفیت، ولا تحدید، ولا مجاورۃ ولا مجامعة"

(الرسالة السلفية لعلب اعلی السلفی الاعمال والاصول
الديانات ص ۲۸ المؤلف عثمان بن سعید بن عثمان بن عمر ابو عمرو
الطائی (المتوفى ۳۳۳ھ) المحقق: ابي انس حمصي بن محمد بن اسماعيل

الرشیدی، الناشر: دار البصر، الاسكندرية، مصر الطبعة الأولى ۱۹۸۲)
"اندر تعالیٰ" ہاں سے اتریں۔ عرش پر مستوی ہیں۔ تمام مخلوق پر قائم اور غالب
میں۔ مخلوق سے بلند، تہذیب سے جدا ہیں، اپنے علم سے جدا ہیں، بلکہ اللہ
تعالیٰ کا علم تمام مخلوق کا احاطہ کرتے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پیوستہ اور ہر قسم
حالات کو جاننے والا ہے۔ مخلوق کے تمام احوال کو جاننے والا ہے، جیسا کہ چنانچہ "ات
سبحون" سے "سبحان" سے ناظر ہے جو "سبحون" سے

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى (سورت طہ ۵)
وہ بڑی رست والی عرش پر استواء فرماتے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا استواء بخیر کسی کیفیت، بخیر حد بندی، بخیر قرب و بعد، اور بخیر چھوٹنے کے

ب منہ فی ربيع منہ بمرم فی علا فیل لفرق سہما ان لہ وصف
 منہ باسعدو بمرم منہ و تعالیٰ عبد یترکون (یونس ۱۸)
 فوصف لفسہ ببتعی و تعالیٰ من عذاب لذاب ولم یصف نفسہ
 لا لا یفاد ثم استخف من اسند من لاسواء صفہ ذات و
 صفہ فعل لفر لذل ہو بمعنی علا جعلہ صفہ ذات و ان اللہ تعالیٰ لہ
 برل مستویہ بمعنی اہم یوں غالب ومن قال انہ صفہ فعل قال
 اللہ تعالیٰ فعل فعلا معناه اسواء عسی عرشہ لا ان ذلک الفعل قائم
 بذاتہ تعالیٰ لا مستحالة فقام الحوادث بہ

(تشریح صحیح البخاری لابن بطالہ ج ۱ ص ۲۳۳ تا ۲۳۵ المصنف ابن
 مطہال ابو الحسن علی بن عصف بن عبد الملک (توفی ۴۲۹ھ)
 تحقیق ابو نعیم یسریں ابو نعیم دار الفکر مکتبۃ المرشد السعودیہ
 الرياض النور المحمود شرح الی ما کو ج ۲ ص ۵۵۱ طبع دہلی
 استواء علی عرش کے بارے میں تین مذاہب ہیں

- ۱ معتزلہ اس سے معنی استیلاء بالقہر والغلبہ کے بتلائے۔
- ۲ فرقہ حشر سے متفق اس کے معنی یہ ہیں۔

اہل السنۃ جس سے اہل العالیہ نے ارتقاع کے بجائے علو کے اور بعض نے اند
 اور قدرت سے، اور بعض نے تمام دفرامی کے معنی لیے ہیں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ معتزلہ اور مجسمہ دونوں کے اقوال غاصد و باطل ہیں۔ معتزلہ
 اس سے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی قابض و غالب اور مستولی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا توں ہم
 استسویٰ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ صف بعد میں حاصل ہو۔
 اس سے پہلے حاصل نہ تھا۔ اسی تاویل سے یہ بات لازم آتی ہے کہ پہلے سے غلبہ
 تھا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے قہر و غلبہ حاصل کر کے استیلاء حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات
 اس سے پاک و نور ہے۔

مجسمہ کا قول اس لیے باطل ہے کہ استقرار معنات جسم سے ہے اور اس سے طول
 و تکلیف لازم آتی ہے جو حق تعالیٰ کے لیے محال ہے۔

سب سے بہتر قول منہ بمعنی علو کا ہے اور یہی مذہب راجح و اہل حق و راست سب سے
 ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ہے کہ "العلی" و "ما یذہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
 "سبحانہ و تعالیٰ عفا بصرکون" (۱۶ ص ۱۶) اور یہ صفت ذات ہے
 معنی "از مفع" میں اس سے تاں نظر سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنے
 شہدائے کبار فرمایا۔

پھر اہل سنۃ میں سے اس سے معنی چنے میں اس سے معنی "ستوی"۔
 صفت ذات کی یہ ہے۔ اور اس سے صفت فعل تو اس سے اس کی مہارت سے
 اللہ تعالیٰ کے یہ عمل نہایت جس کی قسم استواری عرش سے ہے۔ یہ ہم ہمیں
 کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے، کیونکہ ذات ہاں حق سے ساتھ خود
 کا قیام محال ہے۔

2.5.4: تاویل دوم

قدرت یا قہر مراد کی دے میں رہا استواری عرش سے معنی یہ ہیں کہ تمام
 درجہ کے بید سے کے بعد اللہ تعالیٰ تمام کائنات کی تدبیر اور تصرف و تصرف
 متبذہ ہو جیسا کہ سورت ہوس میں ہے۔

ان رنکم لہ الدی خلق السموات و الارض فی ستة ايام ثم استوی
 عسی المعرس یندیر الاخر ما جین شیعیم الامن بعد ذلک دیکھ لہ ویکم
 لا عیدوہ افلا مدکرون (یونس ۱۳)

حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے سارے آسمانوں اور زمین کو چھ دن
 میں پیدا کیا۔ پھر اس نے عرش پر اس مرتبہ استواء فرمایا کہ وہ ہر جہ کا نظام کرتا
 ہے۔ کوئی اس کی اجازت سے بھی (اس کے سامنے) کسی کی سلامت کر سکتا ہے،
 نہیں۔ وہی اللہ سے تمہارا پروردگار "بندہ اس کی محبت کرو۔ کیا تم پھر بھی دھیان نہیں

بگہ نزد سے اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل مراد ہے جس کا ظہور اور صدور جو وقت شب اور
ہے مثلاً رول رحمت مراد سے یا نوزوں مانگہ وغیرہ مراد ہے۔

ما۔ ۲۰۱۱ مائے ہیں

و ظل البہل عن ابی الحسن الامیری، ان الله تعالى فعل في العرش
فعلا سماه استواء كما فعل في غيره فعلا سماه رزقا و عمة و غیرہ
من المعانی سبحانه، لان لم لتراخي وهو لما يكون في الافعال.

(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسیع المغانی ج ۳ ص ۵۵۰)
المؤلف: شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الالوسی (۱۰۱۰ھ)
۲۰۱۱ھ) مصحف علی عبد الحارث عطیہ الناشر دار الکتب بیروت
بیروت الطبعة الثالثة ۲۰۰۹ھ)

2.5.6: تاویل چہارم

عبارہ مل الست والرحمت میں بہت سے علماء نے استواء کی تفسیر احتیاء اور قہر
کی ہے۔

امام ذیل الست والرحمت حضرت امام ابو منصور مازیدی قرآن پاک کی آیت
العرش من علی العرش استوی۔ (سورہ طہ ۵) (روایت رحمت دار عرش
استواء فرماتے ہوئے ہے کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”او الاستیلاء علیہ وان لا سلطان لغيره ولا تدبیر لاحد فيه“۔

(تاویلات اہل السنۃ، ج ۱ ص ۸۵ المؤلف ابو منصور محمد بن محمد
المازیدی (۲۱۳ھ) طبع القاہرۃ، مصر)

اس آیت میں استواء اس معنی میں غلبہ پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی
غلبہ میں ہے۔ اس میں کسی کی تدبیر و حکم نہ ہے۔

حضرت ابو بصیر میں فرماتے ہیں

قوله تعالى "و نحن على العرش استوي" قال الحسن استوي بذاته

وتدبره وقد سئلی

احکام القرآن، ج ۵ ص ۳۵ المؤلف احمد بن عیسیٰ ابو بکر الرازی
المجاصص المصنفی (الترغیب و الترہیب) المصنف: محمد صادق القمحاوی۔
عضو لجنۃ مراجعۃ المصاحف بالأمر الشریف الناشر: دار احیاء التراث
العربی، بیروت۔ تاریخ الطبع ۱۳۵۵ھ)

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے لطف و مہربانی اور تدبیر سے عرش پر
مستوی ہیں۔ اس کی تفسیر استیلاء یعنی غلبہ سے بھی کی گئی ہے۔

حضرت امام بیہقی فرماتے ہیں:

و بعد تحت الی الأشد أبو منصور بن أبي أيوب أن كثيرا من
مناصري أصحاب دعوا إلى أن لا استواء هو القهر والغلبة ومعناه
أن امرئ من عب العرش وقهره وفائده لا جاز عن قهره مسلوكه
وتها لم يقهره، وإنما معش العرش بالذكر لأنه أعظم المملوكات
فبها بالأعلى عسى الأدنى، قال والاشيواء بسغى القهر والغلبة شائع
في لغة، كما يقال استوى فلان على الشحية إذا غلب أهلها وقال
الشاعر في بشر بن مروان

قد استوى بشر عيسى لعمري من غير سيف ودم فهوراق

يريد أنه غلب أهله من غير محاربة قال وليس ذلك في الآية
بمعنى الاستيلاء، لأن الاستيلاء غلبة مع توقع ضعف، قال ومثا يؤيد
ما قلناه قوله عز وجل "ثم استوى إلى السماء وهي دخان"
(فصل ۱۱) والاشيواء إلى السماء هو القصد إلى حلق السماء،
فلما جاز أن يكون القصد إلى السماء اشياء جاز أن تكون القسرة
على العرش اشياء.

(كتاب الاموال صفات ج ۳ ص ۳۹ تحت رقم ۷۷ طبع بیروت)

حضرت امام بیہقی فرماتے ہیں

”مفتر است اہل اصول بن علی دینے سے ہر بی طرف گھر کو ارسال کیا گیا۔
اصحاب میں متاخرین ملازمین سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ استواری کا معنی
اور غلبہ ہے۔ اس آیت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ جو تمہیں ہے، کا عرش پر غلبہ ہے۔
جس میں آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ تمام فکر و کلام پر اللہ تعالیٰ کا غلبہ ہے
صرف عرش پر ہی مختصر نہیں ہے۔ اس آیت میں عرش کا ذکر خصوصیت سے اس لیے
ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مخلوق و مملوک ہے۔ لہذا آیت میں اعلیٰ کا
کے کے ادنیٰ پر ترجیح دی ہے۔

استواء بمعنی قمر اور غلبہ بمعنی مشہور و معروف ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے فلاں شخص
للاں شہر اور علاقہ پر مستوی ہو گیا جب وہ اس کے باشندوں پر غالب ہو گیا۔ شہر
نے شہرین مردان کے بارے میں کہا ہے۔

قد استوی بشر علی العراق من غیر سبب و دم مہرانی
بشرے عراق پر بغیر کوہ و خدائے اور خون بہائے غلبہ حاصل کر لیا۔

اس کی مراد یہ ہے کہ اس نے بغیر لڑائی کے وہاں کے باشندوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔
اس آیت میں مستند و کارہ معنی مراہیں ہے، جس میں استیلاء میں غلبہ، صوبہ کی سب سے
مستعد ہے۔ جو ہم نے کہا اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے۔

”ثم استوی الی الشمة وحنی ذخان“ (قصص: ۱۱)

پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جب کہ وہ اس وقت دھوئیں کی شکل میں تھا۔
استواری کی سب سے آسان کی طرف ہو تو اس کا معنی آسان کی طرف پیدائش کا رد و کفر
ہے۔ جب استواء کا معنی قصد و ارادہ درست سے، تو اس کا معنی عرش پر قدرت و غلبہ
بھی درست اور صحیح ہے۔

امام الحرمین فرماتے ہیں:

أن الرب تعالیٰ متقدس عن الاختصاص بل لجهات والاتصاف
بالمحاذاة لا يحیط به لأقطار ولا تكتفیه الأقطار ویجل من قیوں
الحد والمقدار فذلک مساعی قوله تعالیٰ ”ألرحمن علی العرش“

اشعری

قلنا الفرادیس ”الانواء“ القہر والملبة والصور.

ومنہ قول العرب استوی فلان علی المملكة ای سبلی علیہا
والطردت لہ
ومنہ قول الشاعر

قد استوی بشر علی العراق من غیر سبب و دم مہرانی

(المع الادب فی الراشد عقائد اهل السنة والجماعة ص ۶۸۱۔ المجلد
عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن محمد الجویزی، أبو المعالی، وکن
الدیس، مسقط باسم الحرمین (تولید ۸۶۰ھ) المحقق لوقیہ حسن
محمود، الناشر: عالم الکتاب، لبنان، الطبعة: الثانية، ۱۴۰۲ھ)

الفرادیس اس وقت جب کے نام نقش ہوئے اور محلات کے ساتھ متصف ہوئے
تے پائے ہیں۔ اطراف اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ خود بخود و تقدار سے وراہ ہے
پورا اترام سے سو کہ جانتے کہ اس آیت ”الرحمن علی العرش“
اشعری (سورت طہ ۵) (وہ ۲۱ رحمت و الاعتراف پر استوار ہوئے ہوئے ہے)
کی تفسیر یہ ہے؟ جو ہم میں کے یہاں استواری سے مراد غلبہ اور غلبہ ہی معنی
میں اہل عرب کا قول ہے ”استوی فلان علی المملكة“ یعنی ”وہ اس ملک
پر غالب ہو گیا اور اس کا حکم ہے“ اور اسی معنی میں شاعر کا قول بھی ہے۔

قد استوی بشر علی العراق من غیر سبب و دم مہرانی

بشرے عراق پر بغیر کوہ و خدائے اور خون بہائے غلبہ حاصل کر لیا۔

لاستواء: القہر والظلمة وذلك ضائع فی الخطة اذ العرب
تظہر: استوی فلان علی الملک اذا استوی علی عقائد الملک
واستعنی علی الرقاب

(الارشاد فی الواطع الادب فی اصول الاعضاء ص ۵۹ الحلوف عبد
الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن محمد الجویزی، أبو المعالی، وکن

السلیم، المصنف بإمام الحرمين (القول ۱۸۷) مؤسسہ الکتاب لثقافت
بیروت)

۱۔ ستوار کا معنی تہر اور علیہ ہے۔ یہ معنی لغت عرب میں مشہور و معروف ہے جیسا کہ نزل
عرب کہتے ہیں: "استوی فلان علی المالک" جب اس کے پاس ملک
کے ۲۱۶ لاکھ چاہاں آجائیں اور لوگوں پر اس کا علیہ ہو جائے۔

۳ علامہ غیبی صہبائی (الترغی ۵۰۶) فرماتے ہیں۔

ومنی غدی۔ ای استواء۔ یعنی التخصی معنی الاستیلاء، کثرت
الرحمن علی العرش استوی (طہ ۵)

(معمرات القرآن، امام ربیع صہبائی، ص ۲۵)

ترجمہ "استوی" کے بعد حرف 7 "علی" آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے غالب ہونا۔ جیسے اس
آیت قرآنی میں ہے۔

الرحمن علی العرش استوی (سورت طہ ۵)

ترجمہ وہ بڑی رحمت والا عرش پر استواء فرمائے ہوئے ہے۔

۴ حضرت امام عزرائلی فرماتے ہیں

۱ الاستواء العلم بآلہ تعالیٰ مسی علی عرشہ بالتمنی الہی أراد اللہ
تعالیٰ بالاستواء وهو الہی لا ینافی وصف الکبریا، ولا یطرق إلیہ
سحاب الخسوف والیماء وهو الہی أربد بالاستواء إلی السماء،
خبرک قال فی القرآن "ثم استوی إلی السماء وهي ذخر" وليس
ذکرک إلا بطریق القہر والاستیلاء

(لواعذ العقائد ص ۱۶۸، ۱۶۹ المؤلف ابو حامد محمد بن محمد الفزالی
الطوسی (الترغی ص ۵۰۶) المحقق موسی محمد علی الناصر عالم
الکتاب، لسان الطبع: الطائفہ ۱۳۰۵، إحياء علوم الدین، ج ۸ ص ۸
المؤلف ابو حامد محمد بن محمد الفزالی الطوسی (القول ص ۵۰۶)

الناشر دار المعرفۃ بیروت)

۱۔ بات کا حاکم اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہیں، اس معنی کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے
ستوار سے مراد ہے یہ ہیں۔ یعنی وہ معنی جو اللہ تعالیٰ کی قدرت بڑی کے معانی نہیں،
و نہ وہ معنی جس میں حدوث و بقاء کی علامتوں کو داخل ہے اور وہی معنی آسمان پر مستوی
ہونے سے مقصود ہیں۔ وہ معنی جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارادہ فرمایا ہے

ثم منحوی إلی السماء وهي ذخر فقال لها ولأرض أنبیا طوعا أو
کرها قالنا أنبیا طاعتین (حم سجدہ ۱۱)

پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، جب کہ وہ اس وقت دھویں کی شکل میں تھا اور اس
سے اور زمین سے کہا: "چلے آؤ، چاہے خوشی سے یا پرہیزی سے۔" دونوں نے کہا: "ہم
خوشی خوشی آتے ہیں۔"

یہ ستوار تو صرف اور صرف تہر اور علیہ کے اختیار سے ہو سکتے ہیں۔

حضرت ابو نعیم یسویں بن محمد سلی خلی (القول ص ۵۰۸) نے استواء کے معانی کر کے
ہیں اور ان معانی میں استیلاء کو بھی بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

فمعنی هذا یحتمل أن یکون المراد منه اسولی علی العرش الہی هو
اعظم المخلوقات

(بصیرۃ الادلۃ ج ۱ ص ۱۸۲ جامع الکلام ص ۱۱۵، طبع مکتبۃ دار الفکر بیروت)

لہذا اس تہر پر اس کا بھی احسن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ عرش پر علیہ ہو گیا جو سب
سے بزرگ مخلوق ہے۔

حضرت ابو نعیم الدین ربیع فرماتے ہیں

فمن لم ید استواء علی عام الأحماس بالقہر و بقدرة و تشدیر
و بحصہ یعنی کس من فوق العرش إلی ما تحت لثری فی حیطہ وفي
تذہیر وفي الاختیاج إلیہ

(مفاتیح القیاب ۳، التفسیر الکبیر سورت الزمر ج ۲ ص ۵۲۶ المؤلف ابو
عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسن التیمی الموزنی الملقب

مفسر الدین الرازی خطیب الری (الطبعة الأولى ١٩٠٦ هـ) الناشر دار إحياء التراث العربی، بیروت. الطبعة الثالثة ١٩٣٠ هـ)

ترجمہ: یہ بات ثابت ہوگئی کہ لفظ تعالیٰ کا استواء اجسام کے عالم میں قبر قدرت تدبیر اور حفاظت کا ہے۔ یعنی جو مخلوق بھی عرش سے ملے کر تحت العرش تک ہے وہ سب اس کی حفاظت میں اس کی تدبیر و نظام میں اور اس کی حقانیت ہے۔

٢ قال بعض القدماء المراد من الاستواء الاستيلاء فان لشاعر قد استوى بشر على العراق من غير سيف ودم مهوراق
مفاتيح الغیب = التفسیر الكبير سورہ طہ ٣٢، مؤلف ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسن النجفی الرازی الملقب بغير اللیس الرازی خطیب الری (الطبعة الأولى ١٩٠٦ هـ) الناشر دار إحياء التراث العربی، بیروت. الطبعة الثالثة ١٩٣٠ هـ)

ترجمہ: بعض علماء کہتے ہیں استواء سے مراد استیلاء یعنی غلبہ ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا ہے
قد استوى بشر على العراق من غير سيف ودم مهوراق
بشر نے عراق پر بغیر کوہار آٹھائے اور خون بہائے ظہر حاصل کر لیا۔

٣ واذا ثبت هذا ظهر انه ليس المراد من الاستواء والاستقرار فوجب ان يكون المراد هو الاستيلاء، والقهر، ونفاذ القدر، وجريان أحكام الإلهية. وهذا مستقيم على قانون اللغة. قال الشاعر

قد استوى بشر على العراق من غير سيف ودم مهوراق
أساس التقدير في علم الكلام ص ١١٦، المؤلف ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسن النجفی الرازی الملقب بغير اللیس الرازی خطیب الری (الطبعة الأولى ١٩٠٦ هـ) الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية بیروت الطبعة الأولى ١٩٦٥ هـ

ترجمہ: جس یہ بات، اس امر پر دی ہوگئی کہ یہاں استواء سے مراد استیلاء، قہر، قدرت باری تعالیٰ کا نفاذ اور حکام الہی کا جاری ہونا ہو۔ یہ بات نعت کے قانون کے لحاظ سے

مستقیم اور صحیح ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

قد استوى بشر على العراق من غير سيف ودم مهوراق
بشر نے عراق پر بغیر کوہار آٹھائے اور خون بہائے ظہر حاصل کر لیا۔

حضرت امام بیہ دی فرماتے ہیں
ثم استوى على العرش امره أو استولى.
امروز تفسیر و اسرار التاریخ ج ٣ ص ٩ المؤلف ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازی بیضاوی (الطبعة الأولى ١٩٨٥ هـ) المحقق: محمد عبد الرحمن المرعشي. الناشر: دار إحياء التراث العربی بیروت. الطبعة الأولى ١٩٦٨ هـ)
کہتے ہیں: ثم استوى على العرش کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا امر قائم ہو گیا یا اللہ تعالیٰ کا غلبہ ہو گیا۔

حضرت امام ابو البرکات نے فرماتے ہیں،
استوى استولى عن الرجاء وبه لا كسر العرش وهو اعظم المخلوقات على غيره

تفسیر النسخ، مدارک التفسیر و حقائق التاریخ، ج ٣ ص ٢٨ المؤلف ابو البرکات عبد اللہ بن أحمد بن محمود حافظ اللیس سلمی (الطبعة الأولى ١٩٨٥ هـ) حقيقه و شرح اساتذہ: يوسف علی بدوی، راجعہ و قدم له: محسن الدین ذہب مسر الناشر: دار الکلم الطیب، بیروت. الطبعة الأولى ١٩٦٩ هـ)
استوى کا معنی ہے غلبہ پالیا۔ یہ حضرت رجاء کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عرش کا کرنا اس بات پر صحیح ہے کہ وہ تمام مخلوقات سے بڑی ہے۔

حضرت امام ابو سعید دی فرماتے ہیں:
"ثم استوى على العرش" أى استوى امره واستولى وعن أصحابنا أن الاستواء على العرش صفة لله تعالى بلا كيف.

(تفسیر ابی السعود: تارخاد العقل السليم الى عزها الكتاب المکر، ج ۳ ص ۲۳۱) المؤلف: ابو السعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفى (المعروف بـ ۹۸۲ھ) التلخیص: دکتور احمد التراث العربی، بیروت

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ کا امر اور حکم مستوی ہو گیا اور اس کا قلم ہو گیا۔ ہمارے اصحاب۔
وہ ایک اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہو گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت بلا کیف یعنی حدت کی
کے ساتھ ہے۔

10 خلاصہ سیاقی فرماتے ہیں

مخلص - ای الله - الاستواء عهده - ای لعرش - وهو استواء استیلاء
فمن استولى على اعظم المخلوقات استولى على ما جرمه
(المکسر، المصفون، والفلک، المشحون ص ۳۱) المؤلف جلال الدین
اسبوطی (متوفی ۹۱۰ھ) التلخیص: مؤسسه العمان، بیروت

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عرش کی عظیم استواء اس لیے کی ہے کہ استواء تو استیلاء یعنی غلبہ ہے
ہے۔ جس جب اللہ تعالیٰ نے صلب سے بڑی مخلوق پر غالب ہو کر ذکر کر دیا ہے تو
اس سے چھوٹی مخلوق پر مدہ و کرہ بھی آ گیا۔

11 حافظ محمد رفیق دہلوی فرماتے ہیں۔

واذا عیفت علی العامة لتصور فهمهم عدم الفهم الاستواء اذ لم یکن
بمحصی الاستیلاء الا الاتصال ونحوه من لوازم الجسمیة فلا بأس
بصرف لهمهم الى الاستیلاء حیالہ لهم من المخلوق فانہ لذلک
اطلاقه و اراذله لغة

والحالی السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین ج ۱ ص ۱۰۶ المؤلف محمد
موتقی (توفی ۱۲۰۵ھ) طبع دار الفکر، بیروت

ترجمہ: جب حوام الناس تصور فہم کی وجہ سے استواء کے معنی سمجھنے سے قاصر ہوں جب اس کے
سامنے استواء کے معنی استیلاء کے نہ کرنے سے باقی معنی کا لحاظ کرتے ہوئے وہ
صرف اتصال وغیرہ کے لیے ہوں جس سے موازیم صمدیہ کا شبر ۲۰۲۰ ہو تو اس وقت

اس کے زبوں میں صرف استیلاء یعنی غالب ہونے کا معنی ہی سمجھا جاوے تاکہ وہ
اس عقیدہ کی حربی سے بچا نہیں، کیونکہ سو، ہستی، استیلاء کا اطلاق لغت کے تحت
ہے۔ ست اور سمجھ ہے۔

۱۰۱۔ یہ کہہ "تب" دیکھتا: استوی کا معنی ہے قہر، استیلاء، حکومت اور سلطنت کا
مستحق تو ظہیر حاصل کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا پیسے عرش پر غلبہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا
عرش پر غلبہ ہوا، تو اللہ تعالیٰ کا ہر اور غالب ہوئے۔ کیا ایسا نہیں ہے؟ ۱۱

نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ تو خیال فاسد اور تصور باطل ہے۔ یہ تیرے دہن کی پند ۱۔
ہاؤے کسی سے نہیں، کھائے، یا تو نے بحسب عقیدہ دہے دلوں کی کنجوں میں سے چاہ
یا سے تو تو نے ان کو بھیج کچھ کر قیوں کر لیا ہے۔ یہ تو ایک خیال فاسد و تصور باطل ہے
۱۔ جو عقلی اور عقلی لائل کے صریح خلاف ہے۔ ہم اس پار سے جس ایک واضح و صریح
مثال عیاں کرتے ہیں تاکہ کچھ پر اس کا بطلان واضح ہو جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ تو اس
دست نویس جاتا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔ جس اللہ تعالیٰ
اپنی کتاب قرآن مجید میں فرماتے ہیں "لنحی الممک الیوم" (آج کے دن
اس کی بادشاہی ہے) ۱۲۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کیا اس دن سے پہلے اللہ تعالیٰ
کے علاوہ کسی اور کی بادشاہی تھی؟ ۱۱۔ تو اس کا جواب بھیجنا بھی ہے نہیں، قطعاً نہیں۔
جب اللہ تعالیٰ کے اس قول "لنحی الممک الیوم" ۱۲ سے ثابت ہو جائے کہ
قیامت سے پہلے کسی اور کی بادشاہی تھی تو ہمارے اس قول سے کہ استوی کا معنی ہے
غالب، غلبہ ہو تو اس سے کہیے ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ پہلے غالب نہیں تھا
اللہ تعالیٰ ہی راہ و صواب کی توفیق اور مدد ہے ۱۱۔

اس پارے میں سنا پ کر امین، اور ہام بو الحسن اشعری (دیکھئے ۱۰۶) کے اقوال وارد
ہوئے ہیں جو ہمارے اس سبب کی تائید کرتے ہیں۔

۱۰۲۔ رفیق ابن حبیب الردی ہرقی نے اپنی کتاب "جامع الصحیح" میں روایت کیا
ہے کہ ان کی یہ کتاب محفوظ اور محفوظ ہے۔ ان کے مذہب کے ماننے والوں کے ہاں
یہ کتاب اسی طرح قابل اعتناء ہے جیسے کہ دوسرے۔ نہ مقتدی کی کتاب اللہ محفوظ اور

مروج میں۔ اسی کتاب (ج ۳ ص ۳۵) میں یہاں روایت مروی ہے۔

واحبر ما اتوا بهجة ربه بن عرف العامري ابقري قال اخبر ما حماد
سلمة عن ثابت الاسدي عن ابي عثمان النهدي ان ابا موسى الاشعري
قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر لما دونا من
المدينة كثر الناس ورفعوا اصواتهم فقال النبي صلى الله عليه وسلم
"يا ايها الناس انكم لا تدعون ائمتكم ولا خلائا ان الذي تدعونهم
رئيس اعلى ركبكم ثم قال صلى الله عليه وسلم يا موسى هل ذلك على
كبر من كنوز الجنة قال نعم وما هو يا رسول الله قال لا هو
ولا قوة الا بالله

فإن حدير ومعنى قول النبي صلى الله عليه وسلم عند "إن لله
مدعو به بيكم وبين أعناقكم" وذلك أن لله تعالى يقول
يكون من دعوى ثلاثة إلا هو رابعهم ولا خمسة إلا هو سادسهم
إلهي من ذلك ولا أكثر إلا هو معهم أيما كانوا ، وقال (رحم
قرب إليه من جبل الوريد) والتشبيه والتحديد لا يكون إلا لمحذور
لأن المحذوق إذا قرب من موضع تباعد عن غيره وإذا كان في مكان
عدم من غيره لأن التحديد يستوجب الروايل والانتقال ، والله تعالى
عر عن ذلك

قال جبريل بن زيد حدثنا عن أبي عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "بورك لشركاء أن يعطوا من ريع الخي ريع ومن صدقة لي قبيلة" قيل يا رسول الله، وما ذلك لشركاء؟ قال: "قوم يأتون بعدكم يحدون الله حدًا مائتة"

وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَعْلَمُ خَيْرًا

قال وحدهنا اسماعيل ابن ابراهيم قال حدث ليث بن أبي سالم عن
 معاهد عن عبد الله بن عمر بن الخطاب عن الصحابة اني كانت في بيت
 المقدس فقال له ان لنا يقولون قد ذكر قولهم سبحانه وتعالى عما
 يقولون علوا كبيرا فان بعد ابن عمر فرقا وشعا حين وصلوه
 بالحدود والانتقل فقال ابن عمر ان الله اعظم وجل ان يوصف
 بصفات المخلوقين هذا كلام اليهود اعداء الله انما يقولون
 برحمن عيسى لمريم استوى ابي استوى امره وقدره فوق برينه

لَيْتَ قَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ الْحَسَنِ لَقَاتِلَ لَهُ أَهْلَ الثَّمَرِ مَا أَكْثَرَهُمْ أَوْ
 مَا أَضْلَهُمْ! يَتَوَنُّونَ وَضَعُ لَهْ قَدَمِهِ عَلَى صَخْرَةٍ بِأَلْفِ قَدَمِينَ وَقَدْ
 رَجَعَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِهِ يَمُحِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدَمَهُ عَلَى حَجَرٍ فَيَجْعَلُهُ
 لِقَاءَ النَّاسِ تَكَلِّيًا يَقُولُهُمْ وَوَدَّ أَنْ يَأْطِلَهُمْ.

وقال الحسن: ارفع ذكره ونازه ومجده على خلقه ولا يوصف الله
بترك وتعالى بزوال من مكان إلى مكان

فان ومن ههنا عن ذلك وقال كان اصحاب يهولون فهدى لعرش
وكان سبحان في قوته ثم اسرى الى السماء وهي دحان) في
سوى امره وقدرته الى السماء وقوته ثم استوى على العرش) يعني
سوى امره وقدرته ولطفه فرى خلقه ولا يوصف الله بصفات الخلق
ولا يقع عليه الوصف كما يقع على الخلق.

كان عبد الله من معدود وعاشته وان عمره من الحفصة وعروة
من الربير يكررون ما يقول اهل الشام في لصحة وينهون عنه
بمدون فيه اهد (عمر - حاشية) في ابي التكميل يا ابا التكميل في ابي التكميل
في، مقام على طبع دار الفاضل والدار (عروة)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ چھ لڑھکاتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہ

خبر میں تھے۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے (اے تھے) تو لوگوں (میں) نے فرمایا: (اے بلند آواز سے اللہ کبر اللہ کبر کہنا شروع کر دیا۔) حساب ۱۰
 ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! یہ شک تم کسی بھرے اور غائب کو سیکر پھا رو۔ تم
 اے پکارتے ہو تمہارے اور تمہارے اونٹوں کی گردنوں کے درمیان۔
 حضور کرم ﷺ نے فرمایا: اے ابو موسیٰ! کیا میں تمہیں حسرت کے بارے میں
 سے پہلے خبر دے دوں۔ حضرت ابو موسیٰ جب حرم کرنے لگے یا رسول اللہ
 ہے: "تو حساب رسوں اللہ ﷻ نے فرمایا: "لا حول ولا قوۃ الا باللہ"
 حضرت جابر فرماتے ہیں حضور کرم ﷺ کے اس فرات
 ان الذی تذکونہ بہکم و بین اعضاءہ کا ہٹکم
 تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو تمہارے اور تمہارے اونٹوں کی گردنوں کے درمیان

ہے۔

یہ ای طرح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ما یستکون من نحوی قلالۃ الا ہو انھم ولا یخلفہ الا ہو مددہ
 ولا اذی من ذلک ولا اکثر الا ہو معہم انہی ما کانو (المجادلہ)
 کبھی غیب آدمیوں میں کوئی سرکشی اسکی نہیں ہوتی جس میں چوتھو وہ ہو اور
 آدمیوں کی توں سرکشی اسکی ہوتی ہے جس میں چٹا وہ ہو۔ اور چارے پیش
 والے اس سے تمہوں باز بادہ دو جہاں بھی بول اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ

و من اطوب لہ من حیل لورید (سورت ن ۱۶)

اور ہم اس کی شدگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

تشبیہ اور مدد بڑی تو صرف مخلوق میں ہی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ مخلوق میں
 قریب ہوتی ہے تو دوسری جگہ سے دور بھی ہو جاتی ہے۔ جب مخلوق میں جگہ
 دوسری جگہ سے معدوم بھی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ کسی چیز کی حد بندی اس
 اور انتقام کی مستوجب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اس سے بری اور منزہ ہیں۔

حضرت جابر بن زید فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت انس بن مالک خط لے کر

یاب کی کہ حضور کرم ﷺ نے فرمایا: "قریب ہے کہ شرک ایک جماعت
 میں جماعت تک اور ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ تک منسلک ہو تا چلا جائے گا
 حضور ﷺ سے سونے لیا گیا کہ وہ کون سا شرک ہے؟ تو حضور اکرم ﷺ
 فرمایا: "تمہارے بعد ایسی قوم آئے گی جو اللہ تعالیٰ کے لیے معصات میں حدود و

پہنچے۔"

سب جاہل ہیں یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
 ان النور حسن علی العرش استوی (سورت طہ ۵) (وہ بڑی رحمت
 میں پستوا فرماتے ہوئے ہے) کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو حضرت عبد اللہ
 فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ذکر درمیان و شفاء اس کی تمام مخلوقات سے بلند ہو گیا
 جب مجسمہ وہ مشہد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شبیہ اور شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ

سب سے مراد اور بری ہیں۔

حضرت یحییٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیت المقدس میں سورہ
 (چراغ) کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو سوال کرنے والے نے حضرت عبد اللہ بن
 فرمایا: "یابا کہ ایک اس کے متعلق ہیں بیان کرتے ہیں۔ پھر لوگوں کے اقوال و
 سے۔ اللہ تعالیٰ ان بیباں کرے والوں کے اقوال سے بہت بلند و مرتبہ ہے۔ جب
 اللہ تعالیٰ کے لیے حدود و تقاضا حرکت کو بیاں کیا تو حضرت عبد اللہ بن عمر
 اللہ تعالیٰ کی حیثیت و اطوار اور خوب و خشت کی وجہ سے بد کا منہ اٹھا۔ پھر
 اللہ تعالیٰ بہت عظیم و جلالت قدر ہے کہ اس کے لیے مخلوقات و
 سات ہیں کی جائیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یہود کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ
 ان النور حسن علی العرش استوی (سورت طہ ۵) (وہ بڑی رحمت
 میں پستوا فرماتے ہوئے ہے) کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس
 امر قائم و جاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تو مخلوق سے بہت بلند ہیں۔

حضرت سیدہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اہل شام کو
 آباد کرے کیسے شدید کفر و کراہی میں مبتلا ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے

ترجمہ: بھینچا تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے سارے آسمان اور زمین میں چھ دیں میں مائے پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا۔ وہ دن کبریا کی چادر اُڑھا دیتا ہے جو تجھ سے چلتی ہوئی اُس آاد بوجھتی ہے۔ اور اُس سے سورج، چاند اور ستارے پیدا ہوئے۔ جو سب اس سے نکلنے لگے۔ زمین میں۔ یا دیکھو کہ پیدا کرنا اور نیکم کرنا سب اس کا ہے۔ یہی حرکت والا ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔
اس آیت میں شمس استوی علی العرش کے بعد یعنی اللیل النہار مضمون پر مشتمل فرمایا ہے
رہا استواء علی العرش کا مفہوم درخشاہی صورت میں اس کے متعلق وہی عقیدہ چاہیے جو اس پر صحیح دہرہ وغیرہ کے متعلق بیان ہو چکا ہے کہ اس کی کوئی ایسی صورت نہیں ہوتی جس میں سماعت و قوتیں درسات حدیث کا اور بھی شائبہ ہو۔ یہ ہے اس کا جواب وہی ہے

ترجمہ: سے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم ہرچہ گھٹے بدوشیدیم خواندہ ایم دفتر قلم گشت و پایاں رسید عمر ماہم چنان در ولی وصف تو ماندہ ایم
ترجمہ: وہ ذات حریفان، قیاس گمان اور وہم سے بالا رہے ہمارا اس سے بھی نوگوں نہ کہا اور ہم سے بڑا چاہے۔

☆ دفتر ختم ہو گیا در عمر آخر ہوئی اور ہم کسی طرح تیری ابتدائی تعریف میں لگے اور
نہیں کہنہ ضعیف: وهو السجیع البصیر (الشوری: ۱۱)
ترجمہ: کوئی چیز اس کے شائق نہیں ہے اور وہی ہے جو ہر بات میں سب کچھ دیکھتا ہے۔
(تفسیر عمال سورۃ اعراف: ۵۴، ج ۳ ص ۳۳ طبع مکتبہ بشری، کراچی)

2.6:- لفظ "ثُمَّ" کا معنی

لفظ "ثُمَّ" کلام عرب میں متحد معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے:
امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

ثُمَّ حرف عطف یلحق فی تالو ما بعدہ عما قبلہ، واما تأخیرا بالاداب

بالمعربہ، او بالوضع حسب ذکر فی (قبل) و فی (اول) قال تعالیٰ
اِنَّكُمْ اِذَا مَاتَ وَفِیْ اَمْسِیْكُمْ بِهٖ الْاٰلِیْنَ وَلَقَدْ کُنتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ثُمَّ فِیْ لُحُودِیْ
ظَلُمْتُمْ (ہود: ۵۱، ۵۲)، وقال عز وجل ثُمَّ عَمُوا عَنِکُمْ مِنْ بَعْدِ
ذٰلِکَ (المقرئ: ۵۲)، و اُشیاء

المفسر دات فی خریم القرآن ج ۶ ص ۷۷: الجز الف: تہو القاسم الحسن بن
محمد المعروف بالراغب الاصفہانی (الترغی: ۵۵۷) المحقق: صفوان عطارد
لداردی: النشر: دار القلم، الدار الشامیہ دمشق الطبعة: الاولى: ۱۴۱۲ھ
مفادیم: حرف عطف سے ترتیب دینے کی یہ سستعمل ہے یا قبل سے یا بعد
کا متقاضی ہے۔ یہ تہذبات و مرتبہ یا وضع کے لحاظ سے ہو۔ فرمان باری
جائے

ثُمَّ اِذَا مَاتَ وَفِیْ اَمْسِیْكُمْ بِهٖ الْاٰلِیْنَ وَلَقَدْ کُنتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ثُمَّ فِیْ لُحُودِیْ
ظَلُمْتُمْ ذٰلِکَ اَعْدَابُ الْجَحِیْمِ هٰیْ تَخْرُوْنَ اِلَیْہِ اَنْتُمْ تَجْکُرُوْنَ
یٰس: ۵۲، ۵۳

یٰ اے جب اعداب تہی پڑے گا تب سے دو گے؟ (اس وقت تو تم سے پہلے چاہے
کا کہ) اب مائے ما، لہذا تمہیں (اس کا) مرے (اس کی جلدی چھپا) نے تھے
چرت موس سے کہ جاسے گا کہ اب بھیجے کے مذاب کا مردہ چھو تمہیں کسی نہ چہ
کا میں صرف اس (بدی) کا بدلہ دے رہا ہے جو تم کرتے رہے ہو۔
ثم عمو: عینکوں میں بعد ذلک لعینکم تشکیروں (ج ۲ ص ۵۲، ۵۳)
پھر اس سے بعد بھی ہم سے تم کو عطف کرنا تاکہ تم شکر ادا کرو۔

یعنی حق کے بیان کرنے کے لیے جیسے
وَالَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ اَسْخَمُوْا اَنْزَلَ عَلَیْہِمْ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَحٰقُّوْا
وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْشُرُوْا بِالْحَقِّ اَلَمْ یَکُنْ لَّکُمْ فُؤَادُوْنَ (حم السجدة: ۳۰)
اس نوگوں سے کہا تمہارا ب اللہ سے پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر
پیش فرماتے (یہ کہتے ہوئے) اے میں نے کہ "تو کوئی خوف اس میں نہ ہو کسی بات کا

میں اس وقت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔
یعنی نعمت کا مرتبہ اللہ کہنے سے ممکن ہو کر ہے۔

وَرَبُّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ سَبَّحُ
عَلٰى الْعَرْشِ عِشْرَتِ الْاَلْفِ السَّنَةِ يَوْمَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْدِ وَالْاَرْضُ
وَالْجِبَالُ مَسْحُوْرًا بِغَضَبِهِ الْاَلٰهَ الْعَلِيِّ وَالْاَمْرِ بَارِكُكَ اللَّهُ
بِعَاصِي (الاعراف 54)

بقیہ آیت پر اور کہا وہ اللہ ہے جس نے آسمان و زمین چھ دنوں میں بنایا
پھر اس سے عرش پر استواء فرمایا۔ وہ اس صورت کی چادر اڑھا دیتا ہے جو تیر رہتی
ہے چھٹی کوئی اس کو اڑھتی ہے۔ اور اس سے سورج چھا دیا۔ تار سے پیچھا
جو آسمان سے غم کے لئے اٹھتا ہے۔ یا سورج پر رانا اور غم دینا سب ایسا
ہے۔ یہی ہے کہتے: لا یتقد جوتنا جہانوں کا پروردگار ہے

اس آیت میں معناه قبل ذلک استوی علی العرش
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عِلٰى
السَّمَاءِ يَسْبُوْكُمْ يَوْمَ تَكُوْمُ الْجِبَالُ وَهِيَ كَالْعِهْدِ وَتَكُوْمُ الْاَرْضُ
الْمَوْءِیْةُ لِقَوْمٍ لَّيْسَ يَكْفُرُوْنَ اِنْ هٰذَا لَاصْحٰوْفٰتٍ (ہود 16)

اور وہ اس نے آسمان و زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ اور جب
دن پڑے گا کہ تمہیں آسمان سے غم کے لئے اڑھ دیا جائے گا۔ اور
اور زمینوں سے ایسا کہ تمہیں غم کے لئے اڑھ دیا جائے گا۔ اور
تو اس سے غم کے لئے اڑھ دیا جائے گا۔ اور زمینوں سے ایسا کہ تمہیں غم کے لئے اڑھ دیا جائے گا۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ عرش اور آسمان اور زمین پیدائش سے قبل تھے۔
یعنی

ذٰلِكَ رَافِدٌ اَوْ طَعَامٌ فِیْ یَوْمِ دِی مَعْمَدَ بِنِیْمَا دَامَرَبُوْہُ وَ مَسْكِبُوْہُ

میرہ تم کدہ میں نہیں آؤ گے اور تواضع بالضرورت تواضع بالعرض حتمہ
(الہد 13)

نہ اس (طاعی سے) چھڑا دینا۔ پھر کسی صوبہ کے اس میں کہا کہ کدہ اور
اس رشتہ دار خیمہ کو پانچ مسکین کو جوئی میں ڈال دیا۔ پھر وہ اس کو گوں
میں بھی شامل نہ ہو جو میں نے اس سے ملنے سے نیک عمل کیے ہیں اور آپ
نے اس سے ثابت قدمی نہ کی۔ اور ایک دوسرے کو رحم نہ کیا۔ کی تاکید نے
و معناه ومع ذلك كان من الذين آمنوا

یعنی ابتداء و احیاناً ہے

و یصلک الاویس ثم تبعهم الاخیرین (سعدت 16)
یامرہ سے پہلے اس کو اس میں کیا پھر اس کے پیچھے آئے۔ اس کو بھی چلا کر دیں

معناه تبعهم الاخیرین

یعنی عقبہ ہے

لِحَمْدِ لِهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَنُورًا
مِّنْ كُفْرٍ وَتَتَّبِعُهُمُ بَعْدَ نُوْرٍ (الانعام 1)

معناه تبعوا منهم کیف بکفرون برہم

تا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی پس سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور مدح سے
بھی جائے۔ پھر بھی جن لوگوں سے ظلمت لایا اور ان سے (عدالت میں) آپ
پروردگار کے برائے قرار دے رہے ہیں۔

یہ آیت استواء میں ثم استوی علی العرش میں عطف ثم تعظیم شان سے
ہے۔ اس عرش کا مرتبہ آسمان اور زمین سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے کہ "ثم" اس سے
ترتیبی وجہ کے لئے ہے۔ نہ کہ ترتیبی وقت کے لئے۔

2.7۔ کیا "استواء" صفت ذات ہے یا صفت فعل؟

1 حضرت قاضی ابوبکر بن العربی ماکئی اندلسی (توفی ۵۴۳ھ) فرماتے ہیں

واما قوله ينزل ويحيى ويكفي وما شبه ذلك من الالفاظ في تصور على الله في ذاته معانيها فانها ترجع الى الفعل ومعها وهي ان المالك ايها العبد المظلم في ذلك وافعال الله سبحانه تكون في ذاته وانما تكون في مخلوقاته فاذا سمعت الله يقول الفعل كلما لمعناه في المعنويات لا في الذات وقد بين ذلك الاوزاعي حين سئل عن هذا الحديث - أي حديث الكبرول - قال يفعل الله ما يشاء.

(عارضة الاحوذى بشرح جامع الرملى ج ۱ ص ۳۳۳، ۳۳۴ طبع دار الفکر بیروت)

ترجمہ الفاظ: "ينزل ويحيى ويكفي" اثر ثبات و قیوم و الفاظ جو احادیث میں بتدقعی

کئے متناہ ہوئے ہیں۔ الفاظ کا استعمال صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر جا

ہے کیونکہ ان سے مراد اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں۔ یہاں تک ہم نکتہ ثابت

اسے انساں اتنے سے فعال تو تیری ذات میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال تو اس

ذات میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کا تعلق مخلوقات سے ہے۔ ہر ایک

بات ہے۔ بتدقعی فرماتے ہیں میں اس کام کو کروں گا۔ تو اس کا معنی ہوگا مخلوق

میں، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں۔ اسی معنی کی طرف حضرت امام اوزاعی نے اشارہ

کیا ہے جب ان سے حدیث نزول کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔

حضرت امام ابن بطال ماکئی فرماتے ہیں

اختلاف أهل السنة: هل الاستواء صفة ذات أو صفة فعل؟ فمن قال

هو بمعنى علا جعله صفة ذات، وأن الله تعالى لم ينزل مسعويًا بمعنى

أنه لم ينزل عاليًا ومن قال: إنه صفة فعل قال: إن الله تعالى فعل فعله

سواء استواء على عرشه لا أن ذلك الفعل قائم بذاته تعالى لاستحالة قيام الحوادث به

(شرح صحيح البخاري لابن بطال، ج ۱ ص ۳۳۹، ۳۴۰، المعزوف: ابن بطال

ابن الحسن علي بن خلف بن عبد الملك (توفی ۴۲۹ھ) تحقیق: ابو

سیرم یاسر بن ابی اہیم دار النشر: مكتبة الرشد، السعودية، الرياض

طبعة الثانية، ۱۴۲۳ھ

ابن سیرت میں نے جس نے "علو" کے معنی ہے ہیں، انہوں نے "استواء" کو صفت

ذات یا ہے اور اس میں صفت فعل قرار دیا ہے۔ ان کی مراد یہ ہے کہ اللہ

ذات میں یہ صفت ہے جس کی تعبیر "ستوا علی العرش" ہے۔ یہ مراد نہیں۔

بتدقعی نہ، ذات کے ساتھ قائم ہے، کیونکہ ذات، ربی تعالیٰ کے ساتھ حوادث

میں نہیں

ذات میں یہ صفت فرماتے ہیں

ذهب أبو الحسن عيسى بن سعيد الأشعري إلى أن الله تعالى جزل

سواء فعل في العرش فعلا سواة استواء، كما فعل في غيره فعلا سواة

رف، وجملة غير ذلك من أفعاله ثم لم يكن الاستواء إلا أنه جعله

من صفات الفعل لقوله "الرحمن على العرش استوى" (طه ۵) وثم

سرخى والراخى إنما يكون في الأفعال وأفعال الله تعالى توجب

لا مأسرة منه إيها ولا حوكة

لست وهو على هذه الطريقة من صفات لذات، وكلمة ثم تعطف

بسموى عليه لا بالاستواء، وهو كقوله ثم الله شيعت عبي ما

تعدون (ج ۱ ص ۱۶۹)، یعنی تم بگوں عہدہ فی شہدہ

(آب الاسماء الصفات ج ۱ ص ۳۰۹، ۳۱۰ تحت رقم ۷۷ طبع جدید)

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں

حضرت امام ابوالحسن علی بن اسماعیل شافعی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عرش میں ایک

ایسا عمل کیا جس کو استواء کا نام دیا، جیسا اس نے اس کے علاوہ بھی فعال کیا۔
 دینے جس کو رزق، نعمت، میرہ کا نام دیا ہے۔ پھر صفت استواء کی کیفیت بیان فرمائی
 ہے اس کے کہ اس کو صفات فعل میں ہے، مثلاً، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان
 (الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى) (طہ: ۵)۔

وہ بڑی رحمت والا عرش پر استواء فرماتے ہوئے ہے۔

(ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ) اس لفظ "ثُمَّ" ترائی (تاجری) کے ہے۔ تاکہ
 راقی تو فعال میں ہی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تو بھی کسی چیز کے مجھو۔
 بھی حرکت کے ہوتے ہیں۔

پھر حضرت ابراہیمؑ کی بعض شانوں سے قوس قزح کہتے ہیں کہ غرقِ طاعتی خدا
 ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کی شانوں میں

میں کہتا ہوں اس طرح اپنے لیے یہ صفت ذات ہوئی۔ ثُمَّ ظہر مطلق مستوی
 سے ہوگا۔ نہ کہ استواء سے۔ یہ اپنے ہوگا جیسا کہ اس آیت میں فرمایا گیا ہے "ثُمَّ
 اسْتَوَى عَلَى مَا يَدْعُونَ" (نہ: ۳۶) (پھر جو کچھ یہ کہتے ہیں اللہ
 اس کا پورا پورا مشاہدہ کر رہا ہے۔) جیسا کہ اس کے الفاظ کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

ہاں اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ استواء صفت ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ "ثُمَّ اسْتَوَى"
 "ثُمَّ اسْتَوَى" یعنی طوعنوی، نہ کہ کسی مساحت۔ رے مشہور ہے۔ جب وہ
 میں کہ استواء صفت ذات ہے تو اس سے اپنے عقیدہ سے ملتی یہ کہ اپنے
 اللہ تعالیٰ سے رہتے ہیں اور ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتے
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس قول سے پاک اور بلند ہے اور ان بدعتی لوگوں کے
 اوصاف بیان کرنے سے منزہ اور میرا ہے۔

مسرتراں حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں

قال سفيان الثوري: لعل في العرش فعلا مشافه استواء

البحر المحيط ج ۳ ص ۳۰۷ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت
 حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عرش میں ایسا عمل کیا

استواء کا نام دے دیا۔

حضرت امام علی الدینؒ کی فرماتے ہیں

رَقُولُ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ، وَحَدُوثُ الْعَرْشِ لَا لِحُدُوثِ الْاَسْتِوَاءِ
 (الشيخ اصيل ص ۷ طبع مطبعه المساعده، مصر)

اللہ تعالیٰ نے اس "ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ" میں عرش کے حادثہ ہوئے کا
 بیان ہے، نہ کہ استواء کے حادثہ ہوئے کا۔

یہ امر علی کے مطابق استواء کا یہ صفت فعل ہے، مگر یہ صفت قدیم اور غیر حادثہ
 ہے جیسا کہ صفات ثانی میں سے صفت ہمارا الوصف حضرت امام بخاریؒ وغیرہ
 اسباب سے۔ اللہ تعالیٰ کا فعل، دل سے ہی اس کی صفت ہے اور مصداق مخلوق ہے۔ اللہ
 تعالیٰ کا یہ لانا لانا تھا، اور قیاس ہے کہ آیت استواء کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 اس میں اور میں کہ پیرائیں اس وقت وہ عرش سے اپنے قدم پھر وہ عرش کی طرف منہ
 اور اس پر استواء رکھیں، اور عرش کے بالقابل صف میں استواء رکھیں، پھر انھیں
 سے ایک پیرائیں سے اور انھیں سے ایک شمس کے ساتھ استواء کر گئے۔ یہ
 ہوں ہی عقیدے سے یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس باتوں سے منزہ ہے۔

حضرت امام فرطیؒ اپنی تفسیر میں "ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى السَّمَاءِ وَهِيَ ذَاتُ فَخٍّ لَهَا
 وَبِأَرْصَافٍ طَرَعًا وَكَرِهًا فَلَمَّا تَلَمَّاسُ طَانَعِينَ انْقَسَمَتْ" کی تفسیر
 کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں

وَلَا اسْتَوَى مِنْ صِفَةِ الْأَفْعَالِ عَلَى أَكْثَرِ الْأَقْوَالِ

(الجامع لأحكام القرآن ج ۵ ص ۳۳۳ طبع دار الفکر، بیروت)
 اکثر مفسرین کے نزدیک استواء صفت افعال میں سے ہے۔

استواء علی العرش اور ائمہ اربعہؑ

3.1: حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق

حضرت امام ابوحنیفہؒ (الحنفی) فرماتے ہیں

”سُعْرَبُ اللَّهِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ لَهُ حَاجَةٌ وَاسْتِ
عَلِيهِ، وَهُوَ الْحَافِظُ لِلْعَرْشِ وَغَيْرِ الْعَرْشِ مِنْ غَيْرِ احتِجَاجٍ، وَهُوَ كَمَا
مُحْتَاجًا لِمَا قَدَّرَ عَلَى بِيْعَادِ الْعَالَمِ وَتَدْبِيرِهِ كَالْمُحْلُوْفِينَ وَلَوْ كَمَا
مُحْتَاجًا إِلَى الْجُلُوسِ وَالْقِرَاءَةِ فَكَبَّلَ خَلْقَ الْعَرْشِ إِلَيْهِ كَانَ اللَّهُ تَعَالَى
تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا“۔

(روحیۃ الامام ابی حنیفہ فی العرید، العقیدۃ والکلام، ص ۶۳۶ طبع ۱۳۸۵ھ)

ترجمہ: ”میں نے شریعتاً فقہاً کبریا علی سے نہ شریعتاً ہی نہ فقہاً ہی سے حاجت نہ تھی۔“

حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: ”وَصْنَةُ الْأَمَامِ سَبْعَةٌ فِي التَّوْحِيدِ“

ساتھ ہیں۔

”ہم اس بات کا قائل ہیں کہ اُنہی تعالیٰ عرش پر کام ہیں حالانکہ ان کو بالکل حاجت نہیں ہے۔ وہ تو عرش کی حفاظت کرنے والے ہیں اور غیر عرش کی اگر اُنہی تعالیٰ عرش کے محتاج ہوتے تو تمام عالم کے پیدا کرنے اور اس کو چھوڑنا اور نہ ہونے جیسے کہ مخلوق عاجز ہے اور قادر نہیں ہے۔ اور اگر وہ عرش پر بیٹھے

نکار۔ ہمارے کے محتاج ہیں، تو عرش کی تحقیق سے قبل کہاں تھے؟ جس معنوی ہو کہ اُنہی تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ بہت بلند و بالا ذات ہے۔“

3.2: حضرت امام مالکؒ کی تحقیق

حضرت امام مالکؒ سے روایت کے الفاظ میں طریقوں سے منقول ہیں

الاسماء غیر مجهول والکیف غیر معقول

روى الامام البيهقي بسنده الى يحيى بن يحيى يقول: كنا عند مالک

بن انس فحدثنا رجل فقال يا ابا عبد الله انزلنا نحن على العرش استوى

کیف مسوی؟ فاطرق مالک ثم علاه لرحمة له قال الاستواء

غیر مجهول والکیف غیر معقول. والایمان به واجب والسرور عنه

بدعة وما تراك إلا مبتدعا فامر به أن يخرج

لاعتقاده والهداية الى سبيل الرشاد على مذهب السلف والصحة

الحدث من الامام طبع دار الفکر لکھنؤ، ص ۱۰۷

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں: ”میں نے اپنے پاس سے یہاں سے حضرت یحییٰ بن یحییٰ سے سنا

کہ ہم حضرت امام مالکؒ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا تو اس نے کہا:

”یا ابا عبد اللہ! اقرآن مجید میں ہے اَلرُّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی (سورۃ

طہ ۵) (وہ بڑی رحمت والا عرش پر استواء فرماتے ہوئے ہے)۔ حق تعالیٰ عرش پر

یہی مستوی ہیں۔“ اور اس کا استواء کیا ہے؟ حضرت امام مالکؒ نے اس شخص کو

عقبت اور یہی جواب دیا کہ ”یہی جتنا یا ارحم الراحمین“۔ یہی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ

تو مجھوں میں سے اور یہی جتنا یا ارحم الراحمین“۔ یہی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ

واجب ہے اور اس سے سوال کرنا بدعت ہے۔ اسے سائل کو بلاشبہ ایک برا آدمی

اور بدعتی شخص ہے۔“ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: ”اس کو یہاں سے نکال دو!“

روى المالک کسى بسنده الى جعفر بن عبد الله قال: حدثنا رجل من

مالک بن انس فقال يا ابا عبد الله انزلنا نحن على العرش استوى،

کیف استوی؟ قال: هذا ريب مالكا واحد من شي كعمر جده من عقاب
وعلاء المرحض، يعني نعوى واطرق القوم وجعلوا يستظرون ما بال
منه فيه قال فسرى عن مالک، فقال: کیف غیر معقول والاسر
غیر مجهول، والایمان به واجب، والسوال عنه بدعة فانی اخاف ان
تكون ضالاً وامر به فامرج

اشرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة ج ۳ ص ۳۹۸ المؤلف عبد الله
بن الحسن بن منصور اللاتکانی، طبع دار طبعه، الرياض ۱۳۹۲ھ

حضرت امام عبد اللہ بن الحسن بن منصور مل کاٹی نے اپنی سند سے بیان کیا ت
حضرت فخر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام احمد کے پاس آیا
کہ میں ہا امام ابو عبد اللہ (قاسم مجید) میں سے اسرح حسن علی العرض استوی
(سوت ط ۵) اور بن رحمت عرض پر استوار ہاے سوے ہے۔ حق تعالیٰ
عرش پر کیسے مستوی ہیں؟ اور اس کا استواء کیا ہے؟ اس کی اس بات سے حضرت
امام مالک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) عظمت اور جہت کی بنا پر) میں نے سنی کیفیت کی بولی
دیکھی کہ میں اسی بیعت بھی کہیں بھی نہیں دیکھی دیکھی دیکھی دیکھی دیکھی
فرماتے ہیں تو ہمیشہ جوئے اور اس بات کا نظارہ کرتے ہیں کہ یہ
تو کہ اور ہاے میں حضرت امام مالک کی بات نہ دیکھی دیکھی دیکھی دیکھی دیکھی
مالک نے فرمایا: "کیفیت غیر معقول (یا کیف) ہے اور استواء تو مجہول نہیں ہے
اب پر ہاے "مسب ہے اور اس کے ہاے میں سوال کرنا بدعت ہے۔
سائل! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تو گمراہ نہ ہو جائے۔ پھر اپنے صاحب سے
فرمایا: "اس کو یہاں سے نکال دو۔"

استوی کہا وصف بہ نفسہ ولا یقال کیف و کیف عنہ مرفوع

اخرح البیہقی بسد حیدک قار العافظ فی الفصح عن عبد اللہ بن
وغب لال کف عنہ مالک فمد جس رجس فقال یا ابا عبد اللہ
اسرح حسن علی العرض استوی، کیف استوی لا طرق مالک فاعوی

لرحض، ثم رفع رأسه فقال: لرحض علی العرض استوی کہا وصف
بہ نفسہ ولا یقال کیف؟ کیف عنہ مرفوع وما ذاک إلا صاحب
بدعة، آخر جوف

فتح الباری ج ۳ ص ۳۹۸ طبع اسلام، یاس ص ۱۰۲۱ السعادت رقم ۹۹۹

حضرت امام سنی کے منہ حید سے ساتھ ہیں یا ہے (جیسے حافظ بن عمر نے
الرحی میں بیان کیا ہے) حضرت عبد اللہ بن امام احمد نے میں امام مالک حضرت
ام مالک کے پاس موجود تھے۔ پھر یہ شخص آیا تو اس سے کہا کہ ابو عبد اللہ
قاسم مجید میں سے اسرح حسن علی العرض استوی (سوت ط ۵) اور بن
رحمت عرض پر استوار ہاے سوے ہے۔ حق تعالیٰ عرش پر کیسے مستوی ہیں؟
اس کا استواء کیا ہے؟ تو حضرت امام مالک نے (حق تعالیٰ کی عظمت اور جہت کی بنا
پر) اس پر چیخا کھلایا اور خوف سے پینہ پینہ ہو گئے۔ پھر سر اٹھایا اور فرمایا: "دوستان
رحمت والاعرش پر استواء فرماتے ہوئے ہے جیسا کہ خود اس نے اپنی اس صفت کو بیان
کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات سے ہاے میں "کیف" (بیعت) کا سوال کیا
یہاں سکتا اور کیف (بیعت) تو اللہ تعالیٰ کی بات سے مراد ہے۔ اسے مالک نے
یاد دیا کہ ایک بڑا آدمی اور بڑی شخص ہے۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: "اس کو یہاں
سے نکال دو۔"

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام مالک نے صفت "استوی" کو ان
تو ہاے ہے ثابت ہے تحصیل سے سوت ط ۵، ص ۱۰۲۱ السعادت رقم ۹۹۹
"کف وصف بہ نفسہ" اور بیعت کو جو جس میں صفت سے اللہ تعالیٰ نے
کیا۔

سالت عن غیر مجهول وتکمیل فی غیر معقول

قال ابن عبد البر: قال بقی وحدها ایوب بن صلاح المتخرومی
بہرمة، قال کف عنہ مالک ادعاء عرافی فقال له یا ابا عبد اللہ
مسألة أريد أن أسألك عنها فطأ طأ مالک رأسه، فقال یا ابا عبد

اور وہ معنی مراد نہیں۔ اس لیے مذہبِ اہم تقویٰ و تسبیح ہے کہ اس کی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔

پس سنو وہی عرشِ فوقیٰ ہے جس سے عزت ہے، اس پر عبادت و تادیب ہے مگر اس نے اعتبار سے یہاں تادیب ہے جو اللہ تعالیٰ کی شانِ تعزیه و تقدیس کے لائق ہے۔ ایسے معنی سے عقائد سے استواء ثابت رہا جس میں جس کی طرح اللہ تعالیٰ کے مکانِ رُحلِ لامع ہے۔ یہ ثابت رہا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جس معنی کے الفاظ سے استواء ثابت ہوگا اس میں یقینیت و یقینیت کا شائبہ بھی نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اور یقینیت ہے۔ پاب اور منہ دہب ہے۔ اس یقینیت میں حضرت مہدیؑ کے قصہ میں بیان ہوئے۔

فقد استویب انب و من نعبک علی لعلک لقل الحمد لله لعد
سجدہ من لغوم، لقلین (المؤمنین: ۶۸)۔

مگر جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں ٹھیک ٹھیک بیٹھ چکے ہو، تو کہنا "شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں کشتی میں جمع کیا۔" (سورۃ النور: ۶۴)

سو یہ سنو کہ حضرت وین لعلیہ کا ارمان کے محاسب کا کشتی میں سوار ہونا اور شیعہ مروت سے تو یہ جو اللہ تعالیٰ کے حق میں استواء علی اعتراف پر سر رہا ہے۔ اور میں نے معنی میں دیکھا ہے کہ "نسیحہ و نسیحہ" اعضا مصفون (سورۃ النور: ۶۴)

حضرت امام مالک کا یہ لفظ "والکلیف غیر معفون" اس امر کی رافض دین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استواء سے ظاہر کی اور عربی معانی میں حلو کوں کی عطا میں نہیں، بلکہ ایسے معانی مراد ہیں کہ جو عقل اور ادراک سے خارج ہیں۔ ظاہر ہے کہ استواء کے معنی یہ ہیں، بقول، مستقر و درجہ کے ایسے معنی ہیں کہ عامہ الناس کی عقلیں بھی سمجھتی اور سمجھتی ہیں۔ اس معنی کے الفاظ سے استواء کو کیسے غیر معقول ہی جانتا ہے؟ امام مالک نے یقیناً اور سوار ہوئے کے حق کے الفاظ سے استواء علی اعتراف پر یہاں لائے کو واجب قرار نہیں دیا بلکہ اس معنی کے الفاظ سے یہاں لانا واجب

قرار دیا جو اللہ تعالیٰ کی شانِ تعزیه و تقدیس ہے، اس پر مناسب ہو۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے سوائے امام علیؑ کے سوائے اس آیت قضاہات و تلاوت فرمائی۔ میرا امام علیؑ اس میں یہاں ہے اور حد تشبیہ و تشبیل کے ساتھ اس کو ذکرِ تعالیٰ کے لیے ثابت کیا اور منکر کرنا موافق ہو گئے اور یقینیت و یقینیت کو سنے کے واسطے نہ ہوئے۔ اس لیے ان کے بارہ میں سوال کرنا اور یہ یقینیت و یقینیت ہونا یہ واجب ہے۔

3.3: حضرت امام شافعیؒ کی تحقیق

قال الامام الشافعی عند ما سئل عن الاستواء فقال: "أنت بلا تشبیه، وصدقت بلا تشبیل، واتهمت لنفسی فی الافراک، وأمسکت عن المعوض فی کل الامساک"

(لمعة الاعتقاد الہادی الی سبیل الرشاد ص ۱۰ الموفد عبد اللہ بن أحمد بن لدانة مطبع الدار السلفیہ، الكويت ۱۴۰۶ھ)

حضرت امام شافعیؒ سے استواء کے بارہ میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا میں بد تشبیہ کے وہاں مانا ہوں۔ میں تشبیل کے لیے تصدیق کرتا ہوں۔ میں اس ارادہ کرنے کے بارے میں اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں اور میں اس بارے میں غور و خوض کرنے سے قائل طور پر اپنے آپ کو روکتا ہوں۔

3.4: حضرت امام احمدؒ کی تحقیق

وکان یقول بنی امیہ غیر وجہ مستوی علی العرش المجید، وحکی جماعۃ عنہ ین لاسواء من صفات الفضل، وحکی جماعۃ عنہ اللہ کان یقول ین لاسواء من صفات اللہ

وکان یقول فی معنی لاسواء هو العلو والارتفاع، ولم یزل اللہ تعالیٰ عالی وشیعہ فیہ ین یحسن عرشہ، فیہ فوق کل شیء، والعالی

علیٰ کل شیء وإنما خص الله العرش بمعنى أنه مُخَالَفٌ لِلشَّيْءِ
لأشياء والعرش فصل لأشياء وأزفعتها فامتدح الله نفسه بأنه
العرش اسوی فی عہد علا ولا یجوز أن یقال اسوی بسبب
بسم الله فی الله عن ذلك علو کبیرا والله تعالیٰ لم یخف من
ولا یبدل لا یستحق أن یخذود قل خلق العرش ولا بعد خلق العرش
(تعقید) یہ ہے مگر الخلال ص ۱۰۹ المولف امیر عبد اللہ حمید
محمد بن حبیب بن ہلال بن اسد لشیخ (نور ۲۳) ص ۱۰۹
لعمیر عمر لعمیر بن لعمیر درجہ فضیلت الطبعۃ الاولیٰ

ترجمہ

حضرت امام احمد رضاؒ میں کہندے ہیں کہ عرش پرستوں میں ایک جماعت
ہے کہ یہ دیکھ کر کہ تواضعی عرش میں تواضعی جماعت ہے اس
سے پہلے امت یا نہ استقامت و استقامت سے پہلے صبر و
توہم سے گناہ میں گناہ ہے۔ اور اس کے بعد اور مائی ہوتا ہے۔ اور تعالیٰ
تخلیق سے پہلے بھی پیش سے ہی مائی ہو رہا ہے۔ اس میں اس کے بعد تعالیٰ
توہم سے۔ اور تعالیٰ مہ جہ سے ملے میں۔ اور تعالیٰ سے تمام شیء کی بنیاد
کی جس میں اس سے حافظ ہے اور عرش تمام شیء سے فصل اور
اس کے بعد تعالیٰ سے اس سے پہلے تریف ہو، یہاں کہ وہ عرش پرستوں سے وہی
ہے۔ اور یہاں کہ اس کے بعد تعالیٰ سے عرش کو چھو کر یا اس کے ساتھ
وہو، یہاں کہ اس سے بہت بلند و بڑے ہیں اور تعالیٰ ہوتا ہے
نہیں جہت سے۔ اور تعالیٰ پر عرش کی تخلیق سے پہلے بھی اور عرش کی تخلیق کے بعد
حدود ۵۰ تا ۱۰۰ ہیں ہو سکتے

لقد رواه الخلال فی کتابہ "أخبرني عبد الله بن حنبل جده
حنبل بن اسحاق قال سألت أبا عبد الله عن رجل من
عرشہ کہف ساء وکما ساء بلا حد ولا صفة یسبھي واصف اب بعد

۱۔ حد

لعرش ص ۲۵۷ المولف شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن
عثمان بن قیصار الدہلی (النور ۱۳۷) ص ۱۰۹ لصفیق محمد بن حبیب بن
عسی لعمیر بن ناصر عبادة الیوم العسی بالجامعة الاسلامیة المدینة
المسورة الممکنہ العربیة سعودیہ الطبعۃ الثانیة ۱۳۷۳ھ

حضرت امام احمد رضاؒ میں کہتے ہیں کہ عرش پرستوں میں ایک جماعت
تواضعی ہے جس میں تواضعی جماعت ہے۔ اور اس کے بعد تعالیٰ
جس تک کوئی وصف بیان نہ کرے اور اس کے بعد تعالیٰ کے لئے

3.5۔ بعض شبہات کا جواب

۱۔ حضرت امام احمد رضاؒ سے پہلے بھی اس پر پوچھا کہ اگر یہ وہی میں اس کے کہ مجھے
پتہ نہیں کہ یہ اس آقا میں سے ہے یا میں میں سے تو حضرت امام احمد رضاؒ
کہہ دیا کہ اس کے بعد تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "العرش عرش علی العرش
اسنوی۔ اور تعالیٰ عرش پر براہ ہو اور تعالیٰ کا عرش سات آسمانوں سے اوپر
پھر میں سے کہہ کہ اگر یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے اس کے بعد تعالیٰ کا مجھے پتہ
نہیں کہ اس میں میں سے کہہ کہ اگر یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے اس کے بعد تعالیٰ کا مجھے پتہ
اس سے کہ اس سے تعالیٰ کے بعد وہی سے انکار یا

جواب

یہ عقیدہ میں حضرت امام احمد رضاؒ اور جناب اہل السنہ و جماعت کے عقیدے
موقوف جو کہ اس عقیدہ سے خارج ہے۔ اور یہ کہ اس کے بعد تعالیٰ کا مجھے پتہ
عقیدہ ۵۰ بعد ہوتا ہے اور اس کا طرح حال ہو جائے گا۔

مذکورہ عبارت جو حضرت امام احمد رضاؒ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ میر تقی میرؒ کی
اس میں تحریف کر گئے ہیں۔ اسی سے اس عبارت کا مطلب کچھ نہیں ملے سکتا۔
مذکورہ کو اگر اصل مواقع میں دیکھا جائے تو شکل خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے۔
میر تقی میرؒ یا تو قصہ تحریف کرتے ہیں یا چونکہ یہ برجہ میں طبعیت پر قائم ہیں۔ اس

(ص ۲۰۰ طبع دوم پبلشر کراچی) میں بھی کی ہے۔

تفصیل کے لیے "الفہم الاوسط" پر علامہ محمد ابراہیم کوثری کی تعلیقات ملاحظہ فرمائیں۔
اہل بیت سے اس پر بیسوط کلام کیا ہے۔

(تعلیقات علی الفہم الاوسط، العقیدۃ، المجلد دوم ص ۶۰۸، طبع کتب خانہ کبیر، حیدرآباد)
شہد 2 حاشیہ میں قرآن مجید کے جوہر دیئے

- 1 وكدلك النعمان فان وبعدہ يعقوب والافاظ للنعمان
 - 2 من لم يقر بعرضه سبحانه فوق السماء وفوق كل مكان
 - 3 ويقر ان الله فوق العرش لا يخصه عليه هوا جس الادھن
 - 4 فهو الذي لا شك في تكفيره لله درك من اہام ورس
 - 5 هذا الذي لى الفقه الاكبر عندہم وبه شروع عدة بيوت
- (مختصر الفہم النبویہ ص ۸۹، ۸۸، المؤلف محمد بن ابی بکر بن ابی
بن سعد خمس الدين ابن قيم الجوزية (القول الوجيز) الناشر مكتب
لحمية، القاهرة، الطبعة الثانية، ۱۳۸۱ھ)

جواب یہ حضرات ائمہ کرام پر مرتع بہتان ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی فقہ اکبر کا الہام
مطبوع کتاب ہے۔ ہر شخص اس کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ اس میں حضرت امام ابوحنیفہؒ
عقیدہ پر ادا اور صاف ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ سے باری تعالیٰ کے متعلق فرماتے ہیں۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ

1 واللہ تعالیٰ واحد لا من طریق العدد ولكن من طریق الہ لا شریک
لہ بلد ولم یولد ولم یکن لہ کلوا احد لا یشبہ شیئاً من المخلوقات
خلفہ ولا یشبہ شیء من خلقہ۔

(اس پر تفسیر ایمان ہے کہ) اللہ تعالیٰ واحد اور یگانہ ہے، لیکن عدد کے لحاظ سے اس
یکساں اعتبار سے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کی کوئی اولاد ہے، اور وہ اس
کی اولاد ہے۔ اس کے جز کا کوئی بھی نہیں۔ وہ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز

شے نہیں ہے۔ اور اس کی مخلوق میں سے کوئی چیز اس سے مشابہت رکھتی ہے۔

برہان المومنین وہم فی حجة باعین ورسہم بلا تشبیہ ولا کیفیۃ
ولا یكون آتیہ وین خلقہ مسئلۃ

و انہیں جنت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنی حقیقت پہنچوں سے کریں گے، یہ زیادت
میں تشبیہ بغیر کیفیت کے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان بحدہ و حدود
نہیں ہوں گے۔

لقد، اللہ تعالیٰ لاهل البیۃ حق بلا کیفیۃ ولا تشبیہ ولا جہۃ۔
روایت الامام ابی حنیفہ فی التوحید، الطبعة والکلام اس ص ۶۳، طبع کتب خانہ کبیر
حیدرآباد، اپنی شرح تفسیر مسائل قاری، ص ۱۳۸، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)
اللہ تعالیٰ سے جنت میں ملاقات کرنا حق اور صحیح ہے، یہ ملاقات ہر بیت خیر تشبیہ
اور بغیر جنت کے ہوگی۔

نقرہ بان اللہ علی العرش استوی من غیر ان یكون له حاجة وامتنع
علیہ، وهو الحافظ للعرش وغیر العرش من غیر احتیاج فلو کان
محتاجاً لمقادیر علی ایجاد العالم ولتدبرہ کامنہ وبقین، ولو کان
محتاجاً لالی الجلووس والقرار، فقبل خلق العرش آیاں کان اللہ تعالیٰ؟
تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔

روایت الامام ابی حنیفہ فی التوحید، الطبعة والکلام، ص ۱۳۰، طبع کتب خانہ کبیر
حیدرآباد، اپنی شرح تفسیر مسائل قاری، ص ۱۳۸، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے سب وصیہ الامام ابی حنیفہ فی التوحید میں
میں

اس میں یہ قرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر قائم ہیں حالانکہ ان کو اس کی
اصل حاجت نہیں ہے۔ وہ عرش کی حفاظت برے دے ہیں اور عرش کی بھی۔
کہ اللہ تعالیٰ عرش کے محتاج ہوتے تو تمام عالم کے عید کرنے اور اس کو چلانے پر
قادر نہ ہوتے جسے کہ مخلوق عاجز ہے اور قادر نہیں ہے۔ لہذا اگر وہ عرش پر بیٹھے اور

وہاں کے مقاس میں "عشر" تخلیق کے قبل تھا جس میں یہ معدودہ
 اشیاء تھیں۔ پھر یہ "عشر" ہت محدود الاوقات بن گئے۔

كَدَّ اللَّهُ سَعَالِي وَلَا مَكَانَ لَيْلٍ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ وَكَانَ اللَّهُ تَعَالَى وَهُوَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وَلَا حَسْبُ لِي شَيْءٌ وَهُوَ حَالِي كُلِّ شَيْءٍ

(المعقده الأبسط ، المعقده وعدم الكلام من ١٣٠ طبع في سنة ١٢٨٥ هـ)
 المعقده الأبسط من ٦٤ مطبوع مع الشرح الميسر على الفقهين لأب
 والأكبر (طبع مكتبة المرقاني ، الإمارات العربية ، ١٩٧٤ هـ)

اللہ تعالیٰ موجود ہے، اور کوئی مکان، رقبہ، مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے بھی نہ تھا۔

من فان لا اعرف ربي في السماء او في الارض فقد كفر واتى
 بار به على العرب ولا يرى ربه في السماء ا على الارض

عبد الله بن عبد الوهاب النخعي، من - مؤلفات -
الشفقة الأكبر لأبي مصعب البصري، ص ٩ طبع الرحيم آباد، كراچی، الهند الاصل
من ١٣٥٠ مطبوع مع شرح الميسر على تفسير الأباطر الأكبر، ط
مكتبة القرآن، الامارات العربية ١٩٦٩

حضرت امام بوصیہ فرماتے ہیں، جس نے گناہ میں پیش قدمی کر لی، وہ اس گناہ میں اپنے آپ کو گنہگار بنا لیا۔

سخت یہ ہے۔ سائنس کا فقر مزید ہے جو ان دلوں میں رہاؤں کا قاتل
ہے۔ یہ ہے کہ وہ لوگ جو اب اور خیر کے ساتھ مختص کیا ہے۔ جو بھی جس
ان سے ہے۔ سائنس کا تو دور دراز تھا، اور کھڑی ہو گا۔ ان مہارتوں کا دور ہے

میں جو حج تھا۔ وہ ملک بشتہ تھا۔ میں اور عائشہ کے لیے تھا۔
 یہ تھا کہ میں نے حج کیا تھا۔ وہ حج کیا تھا۔

ولو كان محاسنا الى الخصوص والقرار قبل خلق العرش ابي كاد

۱۔ جس کے لیے تئیں جہت اور حق کا ناکل ہے جیسا کہ علامہ بیاضی نے لکھا۔
اشادات المرام (ص ۲۰۰) "میں اور علامہ شیخ زاہد کوثری نے السیف المستقیم کے

احمد شایب، تحصیل فی اربع علی، یعنی توہمیں میں ۱۸، طبع منیچہ، السعدیۃ، پتھر ۱
 ۱۸۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والدین مولانا محمد رفیع صاحب دہلوی تھے۔ ان کے والدین
 مولانا محمد رفیع صاحب دہلوی تھے۔ ان کے والدین مولانا محمد رفیع صاحب دہلوی تھے۔

لا شك أنه كذب يروج به هذا الرجل بدعته
(البحوث الصادقية الرشاد ص ۳۶) المؤلف: مصطفى المصطفى، طبع مكتبة

علامہ سید جویری فرماتے ہیں

[illegible]

سوا مہی العرش پر کیف کے کالی ہیں۔ یہی حضرت امام

1 وعسی هذه الطريق يدل عذهب الشافعي رضى الله عنه واليه ذهب
حمد بن حنبل والحنبلين الفصل ليجلي ومن المتأخرين
سليم الحطاب

2 وذهب أبو الحسن علي بن سماعيل لا يعرف إلى أن الله تعالى
ثابته فعل في العرش فعلا شدة سوء. كما فعل في غيره فعلا
رؤفا وشفقة وغيرهما من فعله ثم لم يكتف الاثراء إلا أنه
من صفات الفعل لقوله "أفرحم على العرش استوى" طه 5
سبحانه وعرسي لما يكون في الأفعال والأفعال الله تعالى
ملا مباشرة منه أيها ولا حركة

3 وذهب أبو الحسن علي بن محمد بن مهدي بطبري في خبر
عن السفياني أن الله تعالى في السماء فوق كل شيء فعرس
عرشه بمعنى أنه عاين عليه ومعنى الاستواء الانعلاء
بمقول مستويين على ظهر الدابة واستويث على السطح بضم
عمرته واستويث شمس عسي راسي واستوي بطبري عرس
راسي بمعنى علا في الجوز فوجد فوق راسي

4 ولقد بين سبحانه عال عسي عرشه لا قاع ولا قائم ولا ممان ولا ممان
عسي لعرش. يورث به فبابه الذب شي هي بمعنى لا عبرة
البناء لأن السماء والسماء التي هي حدها والتقدم
أوصاف الأقسام. ولله عز وجل أحد صمد لم يلد ولم يولد
يكن له كفوا أحد. فلا يخور عليه ما يخور على الأقسام
وتعالي

5 وحكي لأبنا أبو بكر بن فرزك هذه الطريقة عن بعض
أنه قال استوي بمعنى علا ثم قال ولا يربط بذلك عنو بالم
والنحو والكون في مكان فممكن فيه. ولكن يربط معنى قول الله

وحسب منه من في السماء ملك ١٦) أي من فوقها على عسي
لغوي الخلة عنه وأنه ليس مما بحويه طبق أو يحيط به فطر. ووصف
لله سبحانه وتعالى بذلك بطريقه لخير فلا تعدي ما ورده
بحبر

هت وهو عسي هذه الطريقة من صواب الأدب. وكلمة ثم تعلقت
بالصواب عليه لا بالاستواء وهو كقوله ثم به شهود على ما
تعبون (يونس ٢٦) يعني ثم يكون عملهم فيشاهده

وقد نشر أبو الحسن علي بن سماعيل في هذه الطريقة حكاية
وقال بعض أصحابه صفة ذات ولا يقال ثم يربط
عسي عرشه. كما أن يعبر عن الأشياء قد حدثت من صواب الأدب
ولا يقال ثم يربط عالم بان قد حدثت. ولما حدثت بعد

قال وجوابي هو الأول وهو أن الله فسر عرشه وأنه فوق
الأشياء ما أن منها بمعنى بها لا تحته ولا يفتحها. ولا يفتحها ولا
يشبهها ولست بيمونه بالعرصة لعالي ما رتب عن المنصور
والمنصاة غلوا كثيرا

(كتاب الآراء والصفات ج ٢ ص ٣٠٨ ٣٠٩ تحت رقم ٤٤ طبع جده)

حضرت امام باقرؑ فرماتے ہیں۔

ی طریق سے مطابق حضرت امام ثانیؑ کا یہ بھی ہے۔ اسی طرح حضرت امام
محمدؑ جس سے حضرت حسینؑ نقل نقلی اور متاخر میں میں سے امام بریلویؒ نقلی
بھی گئے ہیں۔

حضرت امام ابو اسحق علی بن اسماعیل اشعریؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عرش میں ایک
یہ عمل کیا جس کو استواء کا نام دیا۔ جیسا کہ اس کے علاوہ بھی اہل سنی
یہ جس کو رقیق قصب وغیرہ کا نام دیا ہے۔ پھر صحت استواء کی یقینیت پر اس کی
سوائے اس کے کہ اس کو صحت نقل میں سے تظاہر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

4.3۔ حضرت امام غزالی کی تحقیق

1 الاستواء العلم بأنه تعالى مسبوح على عرشه بانه معنى تدنى ثوابه
تعالى بالاستواء وهو الذى لا يالهى وصف انكبرى به ولا ينظرى له
صحاب لحدوث والصفاء وهو الذى لا يرد بالاستواء لى ان
حب قال فى الشرح انه اسمى الى السماء وهى ذوات ولا
ذلك لا بطريق الفهم والاستبلاء كما قال الله عز

قد استوى بشر على العراق من غير سيف ودم مهورى
واصغر اهل النوى الى هند الثوبين كما اضطر هل ليعمل بالى دور
قوله تعالى "وهو معكم ايما كنتم" اذ حمت ذلك بالانفاق
الى حاشية العلم وختم لونه بكتبة قلب المؤمن بين اربعين
أصابع الشحم على القدر والفرق رخص قوله بكتبة
الاسود بيسر لى لى رصه على التشرىف والاكرام ولا به بوس
عسى ظاهره لسرم منة المحال فكذا الاستواء لو توك غير
الاستقرار والتمكن لزم منه كون المتمكن جسما مما ساء للعرش
مثله أو اكبر منه أو اصغره وذلك محال وما يؤذى الى المحال دور
محال

الواعظ القائل من ١٦٨٥١٦٥ المؤلف ابو حامد محمد بن محمد الطبرسى
الطبرسى (اتل ٥٥) المحقق موسى محمد عيسى الناصب
الكسب ليسان الطبعة الثانية ١٤١٥ هـ (جاء علوم الدين ج ١ ص ١٠١)
العارف ابو حامد محمد بن محمد الطبرسى (اتل ٥٥)
الناشر دار المعرفة بيروت

اس بات کا یگانہ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہیں، اس معنی کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ
ستواء سے مراد لیے ہیں۔ یہی وہ معنی جو اللہ تعالیٰ کی صفت کبریائی کے معنی میں

اور وہ معنی جس میں حدود و قیاس کی حد ستوں کو غل ہے اور وہی معنی آناں پر مستوی
ہوئے سے متعارف ہیں۔ وہ معنی جس کا اللہ تعالیٰ نے کیا آیت میں ارادہ کیا ہے
تو مستوی الی السماء وهى ذوات فذل لہا ولا یرض ان یسا طرعا او
کبرھا قالنا انک صانعین (حجہ مسجد ١)

پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، جب کہ وہ اس وقت دھوپ کی شکل میں تھا اور اس
سے اور زمین سے کہا "ہے آقا، چاہے خوشی سے یا نبردہتی"۔ دونوں نے کہا: "ہم
خوشی خوشی آتے ہیں۔"

یہ استواء صرف اور صرف تہ اور غلبہ کے اعتبار سے ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ شاعر نے
کہا ہے اللہ استوی بشر علی العراق من غیر سیف و دم مہوری
بشر نے عراق پر بغیر تلوار اٹھائے اور خون بہائے غلبہ حاصل کر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اسے تہ پر نازل کیا ہے جیسے کہ آئی، عقل سے اللہ تعالیٰ
نے اسے نازل کیا وهو معکم ایما کنتم میں نازل کیا ہے یہاں بالاستواء
حالت میں اور علی معیت میں ہے۔

یہی کرم علیہ السلام کا نام ہے جو اس کا دل اللہ تعالیٰ کی دالکیوں کے درمیان ہے۔
یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور غلبہ مراد ہے۔

اسی طرح بنی رستم علیہ السلام کا نام "حجر و سورین میں اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ
ہے۔ یہاں بھی حجر اسود کی عزت و شرف اور اکرام کا بیان ہے۔

ابن عربی نے حدیث کو رد کیا اور تعلیم پر اس لیے تمسک کیا کہ گریہاں ظاہری معنی میں
لیا جائے تو اس سے محال لازم آئے گا۔ اسی طرح "استواء علی العرش" کو
استواء (خبر) و درخشاں (جگہ چکانے) کے معنی میں لیا جائے تو اس سے اللہ
تعالیٰ نے "ہم" تم کو اس (چھوٹے وال) کو الایمان ہوگا، جو اس کے برابر کا
ہو اس سے بڑا ہو، خود اس سے چھوٹا ہو اور یہ محال ہے اور جو محال کا سبب ہے وہ
بھی محال ہوتا ہے۔

یعنی کہ اللہ تعالیٰ صرف اس ان یوصف بالاستقرار علی العرش لان

کل متصکک علی جسم و مستقر علیہ مقدار لا محالة
 لانه انما ان يكون اكبر منه، أو أصغر، أو مساوٍ وكن ذلك لا بعد
 عن التعدي، وانه لو جاز ان يماثل جسم من هذه الجهة لجاز ان
 يماثل من سائر الجهات، فيصير محاط به، والخصم لا يعتقد ذلك
 محال وهو لازم على منطبه بانصروده
 وعلى الجملة يستقر على الجسم ان لا جسم ولا يحل فيه الا غرض
 وقد بان انه تعالى ليس بجسم ولا عرض، فلا يحتاج إلى افراد هذه
 الدعوى باقامة البرهان فإن قيل لما معنى قوله تعالى "الرحمن على
 العرش استوى"؟
 ما لا استواء فهو نسبة العرش لا محالة ولا يسكن به يكون للعرش
 فيه نسبة الا يكونه معبودا، ومراد من مقدور عليه، ان محلا من
 محل العرش و مكان من مستقر الجسم
 ولكن بعض هذه النسبة تسحيل غلا، وبعضها لا تصح القسمة
 للاستعارة له فإن كان في جملة هذه النسبة مع أنه لا نسبة سواما
 نسبة لا يحبها العرش ولا يبو عنها المفضل فذلكم أنها سمرات
 ان يكونه مكان و محلا كما كان مقدور وعرش فانقط بصريح
 له، ولكن العقل يحيله كما سبق
 ان يكونه معبودا و مراد فان عقل لا يحبها ولكن يفتق لا يصح به
 ما يكونه مقدور عليه ووالله في قصده الله ذو مساجير نها مع ان
 اعظمه المستدور، ويصح الاستلاء عليه لا يمدح به ويثاب
 على غيره شدي هو ذوقه في العظم فهدد ما لا يحبها لعقل ويصح
 له المفضل لما خلق به يكون هو المراد فقط
 اما صلاح المفضل له فظاهر عند الخبير بلسان العربية، والعاين
 عن مثل هذه افهام المتطهرين على لغة العرب لظاهر من انبها من بعد

المتخصص إليها اللغات العرب إلى لسان الترك حيث لم يعلموا منها
 إلا أوامرها
 فمن المستحسن في اللغة ان يقال استوى الأمير على صعدته، حتى
 ان شاعر
 قد استوى سر على يمين من غير سيف ودم مبرق
 وبذلك قال بعض السلف رضى الله عنهم أنهم من قوله تعالى
 الرحمن على العرش استوى ما فهم من قوله تعالى، "لم استوى إلى
 سماء وهي دحان
 لاقتصاد في الاعتقاد من ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳

درست است و اگر عرش پر ستون و کمره ہو ہے۔

ہیں۔ ستون و کمرے تو عرش کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے عرش کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہیں ہوتے مگر معلوم طریقے سے یا کسی امر وے کی ذمہ سے یا اللہ تعالیٰ اس پر قدرت و مصلحت ہو یا حساس عرش کی طرح یہ مکان سے خارج سے ہیں۔

حقائق میں سے بعض نہیں تو عقلا محال ہیں۔ بعض میں کہ الہ تعالیٰ متعارف لفظ بھی مورد میں ہیں مگر اگر الہ میں سے کوئی ایک صفت بھی حس و کمال کا نہیں مانتی اور عاقل بھی اس سے متاثر و متاثر ہیں۔ بلکہ حاکم و مکرر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لیے مکان و جگہ کا ہونا جیسا کہ جو ہر رعب کے لیے ہوتا ہے اہل عالم۔ درست سے عقل محال ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے معلوم و معلوم ہے۔ تو عقل محال نہیں بلکہ عقل درست ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت و مصلحت ہو۔ حقیقت اور اقدار کی لائنیں اللہ تعالیٰ کے قدرت اور اس کے لیے عز و شرف کے حالانکہ وہ سب سے بڑے مخلوقات سے اللہ تعالیٰ باخبر و در قدرت اس پر ہے۔ کیونکہ اس کے ہاتھ اس کی تعریف ہی ہے۔ اس سے ہاتھ اس کی تعریف ہی ہے۔ جانی ہے سو اس سے جو اس سے عظمت و کبریا ہے۔ یہ وہ ہے۔ اس کو نقل حال نہیں مانتی اور عقل بھی اس سے متاثر و متاثر ہیں۔

ہیں یا اس رائے ہے کہ بھی سنی یعنی خود پر مراد ہے۔

پس لفظ کا اس کے لیے درست ہوتا تو یہ عربی زبان سے واقف ہر شخص کے لیے اور ظاہر ہے۔ اس سے وہی اور اس کے جو وقت عرب میں بھی ہنگامہ درویش ہیں۔ وہ اس کو در سے دیکھنے لے ہیں۔ وہ اس کی شرح اس پر متوجہ ہوئے والے ہوں۔ جب کہ وہ اس کی ابتدائی معلومات ہی رکھتے ہوئے ہوں۔

لغت عرب میں اس کا مستعمل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ امیر (بادشاہ) اپنی مملکت غالب ہے۔ ایک شاعر نے بھی کہا ہے۔

عرش عراق پر بھی تو کھڑا تھا ہے اور خون بہنے کا قہر حاصل کر لیا۔

اسی وجہ سے بعض علماء نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کے اس قول "المرحوم علی العرش سوی" سے وہی مراد لیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے اس قول "لحم المسوی الی" سے مراد لیتا ہوں۔ وہی مصلحت سے مراد ہے۔

4۔ حضرت امام رازی کی تحقیق

اللہ تعالیٰ ہمیں تمہارے وہ روایات اللہ تعالیٰ علی استواء اللہ تعالیٰ علی العرش معلوم ہے۔ لا یجوز ان یکون مراد اللہ تعالیٰ من ذلك الامر، هو لا یستواء علی العرش ویدل عنہ وجہ

ی عاقل ہندہ سیدہ وہو قولہ تعالیٰ "تربلاشی حق لأرض والسموات العلی"۔ ولقد بیّن ہند ذلہ نزل علی بہ تعالیٰ غیر

فخص بشیء من الأشیاء والجهات ان من بعد ہند بہ وحوثہ تعالیٰ لہ فی سماء و ما فی الارض بعد یس ان شمس ہو الہی فیہ لہ سمو و قویۃ فخر و کبر فی حیثہ فوق فیہ سماء و اذا کان كذلك فقولہ لہ ما فی السموات و ما فی الارض۔ یعنی ن کل ما کان حاصلاً فی حیثہ فوق کما فی السماء و اذا کان كذلك فقولہ لہ ما فی السموات و ما فی الارض۔ یعنی ن کل ما کان حاصلاً فی حیثہ فوق لہو مذک اللہ تعالیٰ و مملوک نہ ہو کما تعالیٰ مختصاً بجهة فوق لزم کونہ مملوک کا ہونہ من غیر محال و ہذا محال فقیہ ما فی لولہ برحمۃ علی لہو من استوی و ما بعدہ لہی کونہ متجاہدہ لہی معصی لہی من الأشیاء والجهات۔ لہذا کان کذلک افتتح ان یکون المراد بقولہ "المرحوم علی العرش سوی" ہو کونہ منظر علی العرش ان ما لہل ہندہ النایۃ و ما یغنی مذکور لہی کمال قدرۃ اللہ تعالیٰ

وعليه عظمته في الإلهية وكماله التصرف لأن قوله "تربها له
خلق الارض و السموات لعلني لا شك ان المفهوم منه بيان كمال
قدرة الله تعالى وكماله إيمته وقوله "انه ما في السموات وما في
الأرض وما بينهما وما تحب الثرى بيان نصف لكمال ملكه وإليه
وذا كفى الأمر كذلك وجب ان يكون قوله: "الرحمن على العرش
استوى" كذلك وإذا لزم ان يكس ذلك كلاما أجنبيا عند الله
وعند عبده وذلك غير حار فأما إذا فهمنا على كمال استيائه
على العرش الذي هو أعظم المخلوقات فالموجودات لمجدته كبر
ذلك مؤلفا لما قبل هذه الآية ولما بعدها فكان هذا الوجه أولى
الزابع أن الجالس على العرش لا يبدوا ان يكون الجزء الحاصل منه في
العرش غير الحاصل منه في سائر العرش فينرم في كونه في
مؤلفا ومركبا وذلك على الله تعالى محال

لحاصل أن الجالس على العرش ان قدر على حركته والاسراع كان محدثا
لأن ما لا يحك عن الحركة والسكون كان محدثا وان لم يقدر على
الحركة لأن ما لا يشك عن الحركة والسكون كان محدثا وان لم
يقدر على الحركة كان المربوط بل كان كالزمن بل أنما حاله
فيون الرمس إذا أزد الحركه في رأسه أو حدقيه أمكنه ذلك، وكذا
المربوط وهو غير ممكن في الله تعالى

الشك أنه لو حصل في العرش لكان حاصلا في مائر الأحياء وبالمرة
كونه مع لفظ الدورات والنجاسات وان لم يكن كذلك كان به
طرف وبهاية وريادة ونقصان وكل ذلك على الله تعالى محال

لأن قوله تعالى "ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية" لو كان
العرش مكدسا لمعروهم لكأن الملائكة الذين يحملون العرش
حاصلين له العالم وذلك غير مقبول لأن الخالق هو الذي يحفظ

محمود، أما لمحمود فلا يحفظ الخلق ولا يحمده لا يقال هذا
بما يلزم إذا كان الإله معتمدا على العرش فكعبه ونحن لا نقول
لك لا نقول على هذا التقدير لا يكون الله تعالى مستقرا على
عرش لأن الاستقرار على الشيء بما يحصل إذا كان معتمدا عليه
لا ترى إلا إذا وضع جسم على لا من تحت به مستقر على الارض
لا نقول الارض مستقرة عليه وما ذك لا لأن الشيء معتمد على
الارض والأرض غير معتمدة عليه فلهذا لم يكن الإله معتمدا على
عرش فحجده لا يكون مستقرا على عرش وعلى هذا التقدير
بهمهم بركت ظاهر الآية وحجبه تحرج الآية عن كبرها

به تعالى كان ولا عرش ولا مكان فلهذا خلق الخلق فيستحيل أن يقال
به تعالى صار مستقرا على عرش بعد أن لم يكن كذلك لأنه تعالى
قال "ثم استوى على العرش"، وكلمته ثم لفرأى

أن ظاهر قوله تعالى "ومح اقرب إليه من جبل الموريد"، وقوله
"وهو معكم أينما كنتم"، وقوله "وهو الذي في السماء إله وفي
الأرض إله" ينفي كونه مستقرا على العرش وليس تأويل هذه الآية
لنفي الآيات التي تسكوها بها على ظاهرها أولى من العكس

لأنه لا بد من تعللها لشي قد ذكرها بطل كونه تعالى محتمدا
بشيء من الجهات وإذا ثبت هذا ظهر أنه ليس الفراد من الاستواء
والاستقرار فوجب ان يكون الفراد هو الاشتيلاء والقهر وعاد القدر
وجريان أحكام الإلهية وهذا مستقيم على قانون الثقة قال الشاعر

قد استوى بشر على العراق من غير سيف ودم مبرق
والذي يقرر ذلك أن الله تعالى إنما أنزل القرآن بحسب عرف أهل
السموات وعادتهم لا ترى أنه تعالى قال "وهو خادعهم" وقال
"وهو أخون عليه" وقال: "ومكروا ومكر الله"، وقال: "الله يستهزي"

آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 ۸ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔

۹ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔

۱۰ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔

۱ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔

۲ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔

۳ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی جگہ پر رکھا ہے۔

تحقیق سے اس کو پیدا کیا۔
استیلاء کا یہ معنی ہے کہ تمام ملکات کی سمیت سے حاصل ہے۔ ہر شخص عرش پر
ہو گا رہے۔

جواب یہاں شیاء سے مراد بتا رہے ہیں جو تاریخ میں اس وقت سے غائب
اس طرح یہ اعتراضات خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً یہاں تجویز میں عرش
میں ایک دو سو ہیں۔

1 عرش اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مخلوق ہے۔ اسی لیے اس کی یہاں تخصیص
ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں آیت میں اس کو بیان کر کے ہے۔
تفسیر یہ ہے۔

"وہو رب العرش العظيم (آیت ۲۵)
راہی عربی حکیم کا نام ہے۔

۲ عرش نام مسمیٰ سے ہے۔ یہاں "نام وعلوم" میں مذکور ہے
عرش وعرش۔ عرش سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں تعریف و تہنیت میں ہے۔
قول یہاں سے ہے کہ عرش تک۔ جس میں ہر عرش تعریف فرماتے ہیں۔ ہر
عالم یہاں میں ہے۔ صورت یہ ہے کہ عرش فرماتے ہیں جب تک اس کو عرش میں پیدا
فرماتے ہیں۔ جیسا کہ غشاء کوئی صورت پیدا نہیں کر سکتا۔ کاتب اس وقت تک کوئی
صورت یا غشاء پر نہیں بنا سکتا جب تک وہ اس کی صورت و بارخ میں پیدا نہ کرے۔ ہر
غشاء میں کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی جب تک اس کی صورت دل کے واسطے سے
و بارخ میں پیدا نہ ہو۔ بارخ یہاں کی ہے کہ اصل کی تدبیر کا ہے جس
کی وہ یہاں تدبیر کرتا ہے۔ یہاں اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی تمام عالم کے مسمیٰ ہوا۔
عرش تدبیر کرتا ہے۔

4.5: حضرت امام ابن جوزیؒ کی تحقیق

نہ استعوی علی العرش (اھد ۴) کی تحقیق میں امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں

وقد حصل قوم من المتأخرين هذه الصفة على مقتضى الحس
الغالب "استعوى على العرش بذاته"، وهي زيادة ثم تفسر، إنما فهمها
من إحساسهم، وهو أن المستوى على الشيء إنما تستوى عليه ذاته،
قال أبو حامد (المجسم): "الاستواء معانته وصفة لذاته، والمراد به
النفوذ، قال: "وقد ذهب طائفة من أصحابنا إلى أن الله سبحانه وتعالى
عسى عرشه قد ملأه، وأنه يقف، ويقبل تبيته صلى الله عليه وسلم معه
على عرش يوم القيامة

قال أبو حامد: والنزول هو الانتقال.
وعسى ما حكى تكون ذاته أصغر من العرش، فالحجب من قول هذا،
ما نحن مجسمه، ۱۱۲۳

وقيل لا، ابن الزاغوني (المجسم): "هل تجددت له صفة لم تكن له بعد
خلق العرش؟ قال لا، إنما خلق العالم بصفة التحب، فصار العالم
بالإضافة إليه أسفلى، فإذا ثبت لإحدى الداتين صفة التحب ثبتت
للاخرى صفة استحقاق العرش قال: "وقد ثبت أن الأماكن ليس في
ذاته، ولا ذات فيها، فثبت انفصاله عنها، ولا بد من شيء يحصل به
الفصل، فلما قال: "ثم استوى" علما اختصاصه بنفسك الجهد
قال ابن الزاغوني (المجسم): "ولا بُد أن تكون لذاته نهاية وعاية
لغيرها

وهذا رجل لا يدري ما يقول لأنه إذا قلنا غاية وانصلاحي العالم
والمخلوق فقد حُلِّد، وأقر بأنه جسم، وهو يقول هي كتابه إنه ليس
بجوهري لأن الجوهر ما تحير ثم ثبت له مكانا بتخيير فيه

وهذا كلام جهل من قائله. وتشبيه محض، لما عرف هذا الشيخ ما
يجب له حاله، وما يستحيل عليه. لأن وجوده تعالى ليس كوجود
الجواهر والأجسام التي لا بد لها من حيز، والتمتد والفرق

استواء یكون فيما يقابل وجهه من ضرورة المحاذی ان یكون
من المحاذی أو أصغر أو مثله، وإن هذا وظله بساكن
الأجسام وکل ما یصادی لأجسام یجوز بان یسها، وما
عمامة الأجسام ومباستها فهو حدیث، لا قد ثبت أن الحدیث
حدوث الجواهر قبلها المصیبة والمحصنة

(دفع شبه التلبس بانکف النبی ص ۱۳۰۲۰۲۱ تحقیق حسن الطائف فیجوز
بما ثبت من معتزلة علم الکلام ص ۲۳۶، ۲۳۷ طبعی المجلد سید کنتی، کرچی)

ترجمہ: متاخرین میں سے کچھ لوگوں نے اس صفت (استواء علی العرش) کو محسوس
طرز پر یا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ عرش پر استواء کیا
اپنی ذات کے ساتھ کا (ایسا اصناف ہے جس کی ان کے پاس کوئی نقل و نقل
بلکہ اس کو انہوں نے خلوق پر قیاس کر کے سمجھا اور اس طرح یہ حواریوں نے
مستوی ہوتا ہے وہ اس پر اپنی ذات کے ساتھ توں ۲۰۔۔۔ اس حوالہ سے
استواء محسوس کو یعنی آج ۱۰۰۰۔۔۔ چھوٹے کو کہتے ہیں اور یہ بدیہیوں کی
ذاتی ہے اور اس سے مراد جیسے ہے۔ ان حد سے بہا کہ وہ اسے سمجھا پڑا
اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہیں اور انہوں نے اس کو کہہ
اور وہ اپنے ہی عطا کیے کو اپنے ساتھ عرش پر بیٹھ گئے۔ ایک روایت ہے
اللہ تعالیٰ کی ذات عرش سے چھوٹی ہے۔ عجیب بات ہے کہ یہ سب باتیں
ماوراء یونان کہتے ہیں یہ ہم سب میں ہیں

ماوراء یونان سے یہ چھوٹے کہتے ہیں عرش کی تخلیق سے بعد اللہ تعالیٰ بولی میں
حاصل ہوئی جو پندرہ سال تھی۔ ہونا نے جو بویا کہیں۔ عام وکانا
تحقیق صحت تحت کے ساتھ بولی تو یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے نسبت میں
یہ ہے۔ اس وقت کو (جیسا کہ لہو) تہہ۔ ان صفت حاصل ہوئی تو
اس صفت (اللہ تعالیٰ کی ذات) کو خود بخود صفت فوق حاصل ہوئی۔ (۱۰۰۰
سے یہ آگے۔ مکان۔ واللہ تعالیٰ کی ذات میں سے درندہ اللہ تعالیٰ کی ذات

ماوراء یونان سے یہ چھوٹے کہتے ہیں عرش کی تخلیق سے بعد اللہ تعالیٰ بولی میں
حاصل ہوئی جو پندرہ سال تھی۔ ہونا نے جو بویا کہیں۔ عام وکانا
تحقیق صحت تحت کے ساتھ بولی تو یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے نسبت میں
یہ ہے۔ اس وقت کو (جیسا کہ لہو) تہہ۔ ان صفت حاصل ہوئی تو
اس صفت (اللہ تعالیٰ کی ذات) کو خود بخود صفت فوق حاصل ہوئی۔ (۱۰۰۰
سے یہ آگے۔ مکان۔ واللہ تعالیٰ کی ذات میں سے درندہ اللہ تعالیٰ کی ذات

ترجمہ: متاخرین میں سے کچھ لوگوں نے اس صفت (استواء علی العرش) کو محسوس
طرز پر یا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ عرش پر استواء کیا
اپنی ذات کے ساتھ کا (ایسا اصناف ہے جس کی ان کے پاس کوئی نقل و نقل
بلکہ اس کو انہوں نے خلوق پر قیاس کر کے سمجھا اور اس طرح یہ حواریوں نے
مستوی ہوتا ہے وہ اس پر اپنی ذات کے ساتھ توں ۲۰۔۔۔ اس حوالہ سے
استواء محسوس کو یعنی آج ۱۰۰۰۔۔۔ چھوٹے کو کہتے ہیں اور یہ بدیہیوں کی
ذاتی ہے اور اس سے مراد جیسے ہے۔ ان حد سے بہا کہ وہ اسے سمجھا پڑا
اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہیں اور انہوں نے اس کو کہہ
اور وہ اپنے ہی عطا کیے کو اپنے ساتھ عرش پر بیٹھ گئے۔ ایک روایت ہے
اللہ تعالیٰ کی ذات عرش سے چھوٹی ہے۔ عجیب بات ہے کہ یہ سب باتیں
ماوراء یونان کہتے ہیں یہ ہم سب میں ہیں

ماوراء یونان سے یہ چھوٹے کہتے ہیں عرش کی تخلیق سے بعد اللہ تعالیٰ بولی میں
حاصل ہوئی جو پندرہ سال تھی۔ ہونا نے جو بویا کہیں۔ عام وکانا
تحقیق صحت تحت کے ساتھ بولی تو یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے نسبت میں
یہ ہے۔ اس وقت کو (جیسا کہ لہو) تہہ۔ ان صفت حاصل ہوئی تو
اس صفت (اللہ تعالیٰ کی ذات) کو خود بخود صفت فوق حاصل ہوئی۔ (۱۰۰۰
سے یہ آگے۔ مکان۔ واللہ تعالیٰ کی ذات میں سے درندہ اللہ تعالیٰ کی ذات

۴۱۔ شیخ عزالدین عبد العزیز بن عبد السلام کی تحقیق

عزالدین عبد العزیز بن عبد السلام (المتوفی ۶۹۵ھ) فرماتے ہیں
استوی علی العرش المجدد علی الوجه الدی قالہ، وبالمنہی الدی
أرادة استواءه منسوبا عن المحاسة والامطرار والعمکن والحلول
والامعال فتعنی للہ لکثیر المعان عفا بقوله اهل المعنی والاضلال

من لا یعمله العرش یا عرش وحمته محبوب من یلطف قدره
 حقیقتاً شفاعتہ اکثری ح ۲۵ فی سرحد ۱۸۳۳۳۳
 الدین عبد الوہاب بن تقی الدین المکی (الشریف)
 المحقق د. محمود محمد الطحاوی د عبد الفتاح محمد الم
 الناصر. هجر للطبعة والنشر والتوزيع الطبعة الثالثة (۱۳۳۳ھ)
 عرش مجید ہر جہاں سے جس سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے
 جی سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے
 شرف جس طوں و مقامات سے مراد یہ ہے۔ یہ تو مانتا ہے
 ہر قسم اور ہر جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے
 حق و حقد میں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے
 طلب و ہر جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے

4.7 علامہ بدر الدین ابن جماعہ (التوفی ۷۳۲ھ) کی تحقیق

- 1 واتفق لسلف واهل لدویل علی ان لا یبق من ذلک بعد
 الرب تعالیٰ غیر من ذلک بعد و الاعتدال والخبر فی تعین ما
 بجلالہ من المعانی المحملة كالمقصد والاستیلاء فسک لہ
 عنہ، وأؤدہ المیزلون علی الاستیلاء والفقہ، لتعانی الرب عن سم
 الأخسام، من الحاجة إلى المیزل والمکان، وكذلك لا یس
 سحر کتہ و سکون، او اجتناع وافر و لان ذلک کہ من
 المحدثات وعروض لأغراض و لرب تعالیٰ عین عنہ
 بقوہ تعالیٰ "اسوی" یعنی یہ معنی الاستیلاء، و فقہ لا فقہ
 و لا سحر و ذلک وجہ دہ معانی مکانیہ او مکانیہ ہر قدم
 ممکن، انہ ہمہ ماہل و کلاہما عینہ و کلاہما باطل فقہ صح فی الحد
 کہ یہ وہی شے ہے، و ہر جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے جہاں سے

لمطلق المستغنی عما هو، کان الله ولا رمان، ولا مکان، وهو ان
 عسی مدخلہ کان و لہم کونہ محدوداً مقدر، و کن محدوداً ومقدر
 جسم، و کل جسم مرکب محتاج إلى أجزاء، و یفقد من کة القی
 المطلق عن الحاجة لأن مکان الاستقرار لو قلنا حدوث مخلوق
 فكيف یحتاج إلیہ من أوجده بعد خلقه، وهو القديم الأزلی قبلہ؟
 لأن قیل: إنما یقال استولی لمن لم یکن مسئولاً قبل أن لم کان لہ
 فبارع یحیا استولی علیہ، أو عاجز لم قدر؟
 لمراد یجد الاستیلاء القدر لائمة الحالية من معدوم و لیس لثقلہ
 ثم فہما لریب ذلک بل حق من قاب تریب الأخبار، و عطف
 بعضہ علی بعض
 فإن قبل الاستیلاء حاصل بالشیء منی جمیع المخلوقات، فما والہ
 بحقیقہ بالعرش؟

خص بالذکر لأنه عظم المخلوقات إحساناً کم حصہ بقوہ "رب
 العرش العظیم"، و قوہ رب کل شیء، لہذا استولی علی العرش
 المحيط بکل شیء استولی علی الكل قطعاً
 إذا ثبت ذلک، فمن جعل الاستیلاء فی حقہ ما یفہم من صفات
 المحدثین، و قال استوی بذاتہ أو قال استوی حقیقۃ فقد ابتدع بعدہ
 الزیدہ لئلا یس فی لہ، ولا عن أحد من أائمة المحدثین بہم
 و دسوس الحامیہ ساعترین فقال: الاستیلاء معانہ اللات، و أنه
 علی عرشہ ما ملأ، و أنه لا بد لذاتہ من نہایۃ یعمہا و قال آخر
 یختص بملک دون ملک، و مکانہ وجود ذلک علی عرشہ قال
 والأفتہ أنه معان للعرش و لکونی قویع قدسہ

و ہذا ہمہ قراء عظیم تعالیٰ اللہ عنہ و جہل نعمتہ عالم، فإن
 السماۃ توجب الحسمیۃ، والقدس یوجب الشیۃ، والہام أحمد

سری من دیکھ گیاں مسکوں عہدہ کان لا یقرن بالحقہ بعباد
معدلی و کان یقول: الاستواء صفة مسببة، وهو لول بعض اسلم
رعی اللہ عنہم

(المعزیہ فی ابطال صریح العظیمہ ص ۳۳۶، ۳۵۵، المؤلف ابو ح
ذللہ، محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ الکتابی الحموی الشافعی
یسو الدین (القول ۳۳۶)) المؤلف محمد امین علی علیہ السلام
دار البصائر قاہرہ مصر الطبعة الأولى (۱۳۳۱ھ) صاحب الدلیل فی قطع
صحیح اہل المطبوع ص ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، المؤلف ابو عبد اللہ محمد
بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ الکتابی الحموی الشافعی، یسو الدین
(القول ۳۳۶)) المؤلف وہی ملیمان غازی الالبانی الشافعی دار
لطباعة والنشر والتوزیع، دمشق الطبعة الأولى (۱۳۳۵ھ)

مفسرین متکلمین بات متفق ہیں اس پر کہ ہر حوالہ قرآن و حدیث
کے اوراق میں وہ مکرر ہے جسے تقویٰ (مفسر) اور محمد الیہ السلام
ص علیہ السلام نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر شے ممکن ہے
اور وہ ہر شے کو پانا اور نہیں پانا اور ہر شے کو ہر شے سے
بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے
(غالب ہونا) اور غیر کے لئے ہر شے ممکن ہے کہ وہ ہر شے کو ہر شے سے
بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے
بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے
بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے
بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے بہتر سے

ہیں اللہ تعالیٰ کے واسطے "مستوی" کے معنی امتیاز، رقبہ کے تقسیم ہونے کے
موجودہ استقرار کے۔ اس لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات مکان اور زمان کے ساتھ

مستوی ہو تو مکان و زمان کا وہیم ہونا بھی ممکن ہے کہ اس کا معنی ہے
پہلے ۲۰ و ۳۰ سال پہلے کا وہیم ہونا بھی ممکن ہے کہ اس کا معنی ہے
توحید و توحید اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکان و زمان
میں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔
اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محدود اور قدوسی سے جوئی محدود
محدود ہونا ہوگا جو کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے
توحید و توحید اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکان و زمان
میں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔
اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔

یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محدود اور قدوسی سے جوئی محدود
محدود ہونا ہوگا جو کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے
توحید و توحید اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکان و زمان
میں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔
اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔

اس امتیاز سے مراد قدرت نامہ (کمال قدرت) ہے، ہر جسم کے ساتھ اور ہر شے
سے علی ہو۔

اس بات میں غلط فہمی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محدود اور قدوسی سے جوئی محدود
محدود ہونا ہوگا جو کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے
توحید و توحید اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکان و زمان
میں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔
اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔

اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محدود اور قدوسی سے جوئی محدود
محدود ہونا ہوگا جو کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے
توحید و توحید اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکان و زمان
میں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔
اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔

اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محدود اور قدوسی سے جوئی محدود
محدود ہونا ہوگا جو کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اس کا معنی ہے
توحید و توحید اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکان و زمان
میں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔
اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے کہ مکان و زمان کے بغیر۔

ظہر علی القرآن العظیم: (قرآن ۱۲۹)
اور اس میں غلط فہمی کا لک ہے۔

ہے۔ ان جو بتدقیر کے لیے رسالت آئے آیت سر پر اور عارضہ کہ میں بیان ہوئی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے ناگ ہے اور اللہ تعالیٰ کے وحبیب کو پاک جانے، تو وہ سر پر مستقیم کے راست پر چلتے دلا ہے۔

49۔ علامہ بدرالدین عینی کی تحقیق

بابہ "رکان عرشہ علی الماء" و"غروب القوس العظیم"۔
 ہذا باب فی قولہ عز وجل "وہو الذی خلق السموات والارض فی سبعا ایام وکس علی الماء فیسوکم ایکم احسن عملا" وہیں قسب انکم فیسوون من بعد سبوب یعولن لدین کفر و ان حد لا مسخر فیہ" اور سورہ ابراہیم جس میں اللہ لا ایزہ لا ہو علیہ برکت و هو العرش العظیم و ذکر جنس المقطعین من الکریمن تیسھا عن فانیہ

من قولہ عی لدفع توہم من قانی ان العرش ہم یزل مع اللہ تعالیٰ مستندیں بقولہ فی الحدیث "کان اللہ ولم یکن شیء قبلہ وکان عرب علی الماء" و ہذا مدقہ باطل ولا یسل قولہ تعالیٰ "وہو الذی خلق السموات والارض فی سبعا ایام وکس علی الماء فیسوکم ایکم احسن عملا وکن قسب انکم فیسوون من بعد سبوب یعولن لدین کفر"۔ ہذا اولا یسخر فیہ" علی کہ حال علیہ، وانما اخر عن العرش حاجت بآئہ علی الماء، وہم یخبر عن علیہ بآئہ حال علیہ یعنی یہ عرب نہ کہ لا، ہم یکن یہ حاجت اب، نہ حاجت لیعدہ نہ لا کہ کعد علیہ باب البحر ہم ہم بسمہ بینہ بمعنی انہ یکہ، و ان سماویہ لانیہ موافق بہ و سمانک و کذلک العرش سماویہ لانیہ مانک، واللہ تعالیٰ یس لاویہ حد ولا یتہی، ولقد کان فی اولیہ وحدہ ولا عرش معہ

وکان الحسمہ معہا منہ وهو لانیہ لا یستقر من صلب الاجسام و یلزم منہ لخلو و التامی و هو محال فی حق اللہ تعالیٰ (عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۵) (الشیخ عکبر رشید، نوے)

وکن عرشہ علی الماء سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو عرش و بتدقیر کے ساتھ ازل سے مانتے ہیں اور انہوں نے بخاری کی روایت "کان الماء ولم یکن شیء قبلہ" وکان عرشہ علی الماء، ثم خلق السموات والارض الخ (بخاری رقم ۴۱۸) سے استدلال کیا ہے اور یہ سب باطل ہے، وکان عم شہ عمس الماء" استمداد بھی شیخ عینی سے کہ بتدقیر عرش پر نہ ہے بلکہ صرف عرش کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ پانی پر ہے، سبب سے اس میں بتدقیر ہے۔ یہی بتا ہے کہ او عرش پر ہیں اور ان کو اس کی ضرورت ہے۔ عرش و اللہ تعالیٰ سے ہی طرح فرشتوں کی عبارت کو بتایا ہے جس طرح میں پیت اللہ کو عبادت گاہ بتایا ہے۔ اس کو بھی بیت اللہ اس لیے نہیں کہا گیا کہ وہ اس میں ساکن ہے اور جس طرح بتدقیر کا ناقل ہے، اسی طرح عرش کا بھی، نہ حاجت ہے (جس طرح بیت اللہ کی نسبت تحریری ہے، اسی طرح عرش کی نسبت بھی تحریری ہے)۔ بتدقیر نہ الیت کے لیے نہ کہ حد سے نہ ہیبت۔ وہ ان میں کیا تھا اس کے ساتھ عرش نہیں تھا۔

تک نہ کہ عرش بتدقیر کو مستقر بتدقیر عرش کا سبب سے حرام ہے یہ نہ استقرار اجسام سے ہے۔ اس سے سوس و سکان لازم آتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔

4.10۔ الشیخ الامام العارف امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ

احمد فاروقی سرہندی (المتوفی ۱۰۳۴ھ) کے عقائد

حضرت مجدد الف ثانی کے مذاہب بارہ میں کہیں بھی تشبیہ و تمثیل سب ثابت کا

المعروض غير المجزأ المتعاضل منه في يساره فيكون سبحانه وبها
 نفسه مؤلفا وهو محال في حقه تعالى بلزوم الحدوث
 الثالث أن المستقر على العرش إما أن يكون متمكنا من الانطلاق
 ويلزم حينئذ أن يكون سبحانه وبهائي محل الحركة والسكون
 لقول بانحدوث أو لا يكون متمكنا من ذلك فيكون
 كالزمن بل أموا حالاً منه تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا
 الرابع أنه لا قبل بتخصيصه سبحانه وتعالى بهذا المكان وغيره
 احتجج إلى مخصص وهو افتقار يراه الله تعالى عنه وإن قبل
 رجل يحصل بكل مكان لزم ما لا يقوله عاقل
 الخامس أن قوله تعالى "ليس كمثله شيء" (الشورى ١١٠) عند
 المسئلة لئلا كان جالسا لمحصل من بمانه في الجلوس
 تبطل الآية
 السادس أنه تعالى لو كان مستقر على العرش لكان محمولا للمكان
 تعالى ويعمل عرشه فيكون يومئذ متغيرا حاله
 والحامل حامل الشيء حامل لذلك الشيء وكيف يحمل المحمول
 حلقه
 السابع أنه لو كان المستقر في المكان إلهيا يسد باب الفتح في
 الشمس والقمر
 الثامن أن العالم ككرة فالجهة التي هي فوق بالنسبة إلى قوم هي
 بالنسبة إلى آخرين وبالعكس فيلزم من إثبات جهة القوم للمكان
 سبحانه إثبات الجهة العكسية له أيضا بالنسبة إلى بعض
 المقلاء لا يجوز أن يقال المستقر تحت
 التاسع أن الآية أجمعت على أن قوله تعالى "قل هو الله أحد" (الإخلاص)
 من المحركات وعلى فرض الاستقراء على العرش ولزم

«عشر»

ولا انقسام فلا يكون سبحانه وتعالى أحدا في الحقيقة فيطل ذلك
 لمحكم
 أن الخليل عليه السلام قال لا حيا تالين (الأهلام ٤٦) فلو كان
 تعالى مستقرا على العرش، لكان جسما آملا أبدا فيدور تحت
 عموم هذا لقول انتهى
 (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج ١ ص ٢٢٤)
 سبب له سبب ليس محسود بن عبد الله الحسيني الألباني (ترقي
 ج ١ ص ١٠٠) المحقق على عبد الباري عطية الناشر دار الكتب العلمية
 بيروت (الطبعة الثالثة ١٤٠٩ هـ)
 أن كعبه من الأوثان فما كان
 لما خدعنا بلسان العرب وجب أن لا نريد باللفظ إلا موضوعه في
 لسانهم وإن كان لا معنى للاستواء في لسانهم إلا الاستقراء
 والاستيلاء وقد تعذر حمله على الاستقراء فوجب حمله على
 الاستيلاء وإلا لزم تعطيل اللفظ وأنه غير جائز
 وإلى نحو هذا ذهب الشيخ عز الدين بن عبد السلام فقال في بعض
 فتاويه طريقة العاويل بشرطه وهو قرب التأويل أقرب إلى الحق لأن
 الله تعالى بما حاطب العرب ما يعرف به قد نصب الأدلة على
 مراده من باب كتابه لأنه سبحانه قد لم ين عينا بهانه
 بقية ١٩٤، ولتبيين لسان ما نزل إليهم (التحل ٢٣٠). وهذا عام
 في جميع باب القرآن فمن وقف على الدليل فليحمله الله تعالى مراده
 من كتابه وهو أكمل ممن لم يقف على ذلك إذ لا يستري الذين
 يعلمون والذين لا يعلمون وفيه توسط في المسألة
 وقد توسط ابن الهمام في المسألة وقد بلغ رتبة الاجتهاد كما قال
 عسرينا ابن عابدين الشامي في رد المحتار حاشية الدر المختار

نوسطاً أعص من هذا التوسط لذكر ما حاصله وجوب الإيسار
سعالی استوی علی العرش مع بقی التشیبه واما كون المراءى
للماء حاسر الارادة لا واجبه اذ لا ذیل علیه واد خیف علی العدم
عدم فیه الاستواء الذی یکن بمعنی الاستیلاء لا بالانصاف وبعده
من لوازم الجسمیة فلا یأس بصرف فیهم الی الاستیلاء

(روح المعانی ج ۸ ص ۳۷۲)

ترجمہ
لسان عرب میں استواء کے دو ہی معنی تھے استقرار استیلاء اور جب استواء
مقحیح میں ہو سکتے تھے۔ اس معنی میں اس کے درجہ نقاب معنی اور معطل
کا لفظ والدین نے عبادہ نام سے بھی یہ قول میں منجانباً کیا ہے اور
تاریخ طبری نے جب روہ مستور ہو کر اب انی ہے، یہ سب اس سلسلہ
میں سے ہیں۔ اس نام سے بھی جو کہ مرتبہ جہاد و فخر ہے، اس تو سب کا انصاف
کے جیسے یہ ہے کہ علم طبری نے روایات میں خصوصی طور پر صورت پر
نہ ہے۔ (مجموعہ)

ملاحظہ ہوں کہ اس معنی میں مسئلہ کی تفصیل کی ہے اور لفظ تشیبه و تشبیہ تو اس
نہ کا براہ راست ترجمہ نہیں کاملاً لکھا ہے۔

4.12۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی تحقیق

سوال

کیا کہتے ہیں حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ میں عرش پر مستوی ہوں کیا چاہتے
ہو باری تعالیٰ کے لیے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا ارادے ہے؟

جواب

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان آیات میں حق تعالیٰ نے جہت
میں ثابت کیا ہے۔ یہ نہ جیہ و تعلق مخلوق کے اوصاف سے منہ و انقص
وحدوث کی علامات سے میرا ہے جیس کہ ہے۔ حقد میں ان سے ہے اور ہمارے

مباحثین اماموں نے ان آیات میں جو جمع اور لغت و شرع کے اعتبار سے چار
نام ہیں ان میں سے ایک نام بھی ہے۔ مثلاً یہ کہ جس سے استواء سے ہم اعلیٰ ہو اور
اس سے مراد قدرت۔ تو یہ جس سے استواء سے ہم اعلیٰ ہو اور
اس سے استواء سے ہم اعلیٰ ہو اور اس سے ہم اعلیٰ ہو اور اس سے ہم اعلیٰ ہو
علامت حدوث سے منہ و اعلیٰ ہے۔

(المہر علی المفہر صفحہ ۱۰۰ اہل سنت و جماعت ج ۵، طبع کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

4.13۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے دس
بخاری شریف میں استواء کی بحث میں فرمایا

البت للہ تعالیٰ علو علی ما یلقی بشاہ فال الحافظ ابن تیمیہ من
انکر الجہۃ للہ تعالیٰ، فہو کمن انکر وجودہ برہانہ فالہ وجود
المحکم، کما لا یكون الا فی جہۃ، وانکار الجہۃ لا یؤول الی انکار
وجودہ کذلک اللہ یحاسبہ، لا یكون الا فی جہۃ وہی الفلک،
وانکارہا ینجر الی انکار وجودہ

وما لم یجب وبالعنف! کیف سؤی امر المحکم، والواجب! اما
کان لہ ان یسظر ان من اخرج العالم کلہ من کتم العدم الی بقعہ
الوجودہ، کیف تکنون علاقۃ معہ کعلاقۃ مائر المخلوقات، فان اللہ
لعالی کان ولم یکن معہ شیء، فہو خالق الجہات، واذ کیف یكون
استواء فی جہۃ کاستواء المخلوقات، بل استواء کمعینہ تعالیٰ
بالمحکات، وکافر بہتہ والفلک فی ہذا الباب یشبہ القول بالتصمیم
والعیاذ باللہ ان تعدی حدود الشرع

(فیض الباری مع الخاری ج ۲ ص ۵۶۳ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نہ تعالیٰ سے اسے ہے تو قدرت کا ثابت کرنا، جب کہ اس کی شان سے حق

ترجمہ

و مناسب ہے۔ لیکن حافظ اس حصے سے کہ اس سے جہت ذات نبوی۔
یہی وجہت کا انکار کرتے ہوئے یہ جیسا ہے جو حد سے دور ہے۔
کے جس طرح کسی شخص کا احوال پھر ان حد کے ہیں جو اس سے
کے ہو گا لگاتار سو کا کسی طرح حد کے سے بھی جہت کے انکار سے اس سے
سے انکار کے متوقف ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ استدلال بھی بہت عجیب اور قابل اسوے ہے۔ کہ جس سے
کا منکر ہے۔ کہ دیا سے حد کا اس حصے کو پناہ دیا ہے جس سے
ما سلام و الحمد سے بقعہ نبوی طرف کاں یا۔ یا قافلہ نام کے بار
انی مخلوقات۔ خلقی طرف سے آتا ہے۔ یہ کہ جب ابد وقت میں وہاں سے
موجود ہے۔ نبوی ہوں یہ عام میں سے موجود ہے۔ جس سے حد کا اس حصے میں سے
حد میں موجود ہو۔ نبوی حق تعالیٰ کا ہوتا ہے۔ بہت میں مخلوقات و ممکنات کی طرف سے
سے کیوں کر ہو سکتا ہے جب کہ جہت کا وجود بھی نہ تھا؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس سے
ثبات استقامت بھی اس کی سے بھی کہ ممکنات کے سے اس کی ثبات معیت و قرینہ
ہے اس باب میں مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کرنے کے قریب کر دیا ہے
بے العی بائد اس کے بعد شرع سے قیود کر کے

دھب الحافظ اس بسمیہ نبی قدم العرش۔ قدمایہ۔ و دھب لا یزید
اذ اخذ الاستواء بالمعنی المعروف، اصطلاحی قدم العرش لا
محالہ مع حدیث صریح عند الترمذی فی حدودہ فہیہ اثم حد
عرشہ علی الماء یعنی لا یعرش فی حقیقہ لہ عند غیر معلق صلی
فی صفات اللہ تعالیٰ یہ

فما الاستواء بمعنی حیوسہ تعالیٰ عید۔ فہو باطن لا یدھب لہ لا
عینی او عری کیف۔ وان العرش قد مرّت علیہ ارجاء من الدھر لہ
بکن شیناً مذکور لہل یستقل لان الاستواء علیہ بدھک المعنی
نعم اقوال ان ہناک حقیقہ مہرودہ عشر علیہ بہدہ باعظ غلب

لاستواء عندی محض لا علی الاستواء، ولا علی المعنی الذی
بمعنیہ، بل ہو محض من لتعلی

(فیض الہادی ص ۶ بخاری ص ۶۳ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
حافظ ابن تیمیہ قدّم عرش کے قائل ہیں۔ اور وہ اس کو اہم نبوی کہتے ہیں کہ جب
ہوں سے استواء کو بمعنی معروف (جس میں) لیا تو عرش کو قدیم ماننے پر مجبور ہو گئے
حالانکہ مدنی شریف میں صریح حدیث موجود ہے کہ نبی عرشہ علی الماء
(پھر عرش وہاں پر ہے یا) اور مدنی شریف نے دیکھ اسوہ کی حقیقت سے حد تک
حد تک حدیث سے جس کا معنی عرش کے ساتھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ استواء کو بمعنی
جس میں ماری تعالیٰ میں شخص یا مثل ہے۔ جس کا قائل کون بھی مانو گی ہی ہو سکتا ہے۔
یہ بھی نہ اس طرح سکتا ہے جب کہ عرش ایک مدت میں متغیر اور ثابت کوئی وجود ہی نہ
تھا۔ پھر استواء ماری میں عرش یا جس کو کہ کر سمجھوں ہو سکتا ہے جہاں اس کا تعلق
ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی حقیقت معبود ہے جس کی تعبیر حق تعالیٰ نے اس لفظ
(استواء) سے کی ہے۔ اسی ہے میرے نزدیک یہ لفظ جس استواء پر بھی محمول نہیں
ہے۔ بلکہ اس سے مراد ایک قسم کی جگہ ہے۔

حضرت سید احمد رضا بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نے ایک
مذہب فرمایا

حافظ ابن تیمیہ نے عرش کو قدیم کہا۔ بلکہ اس پر حد کا استواء ہے حالانکہ حدیث
مدن میں خلق عرش مذکور ہے۔ انہیں سے کسی چیز کی پروا نہ کی۔ جو بات ان کے
دہن میں چڑھ گئی تھی اس پر چڑھے۔

ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ کہ عالم جسم عرش پر ختم ہے اور خدا جہت و مکان سے بری ہے
اور عرش عالم ہادی کا دفتر ہے۔ وہیں سے تدبیرات آتی ہیں۔ میں خدا کا تمام عالم
پر استیلاء ہوا۔ یہی مراد ہے استواء علی العرش کی۔ فخرج الملائکۃ والروح الیہ
(الصارح ص ۴) اور غیرہ سے ثابت ہوا کہ شریعت نے ہم کو جہت طری دی ہے۔ اور
شریعت سے کہا کہ سب چیزیں عدم سے مخلوق ہیں۔ جس کا وہ اسی پر ختم کیا ہے

الاتفاق على حدوثها. فذهب الجمهور إلى أنها منفصلة ودع
المحافظ ابن تيمية إلى كونها قائمة بالبارئ تعالى، وأنكر استحالة
المحادثات بالبارئ تعالى، وأصر على أن كون الشيء محالاً لغيره
لا يوجب حدوثه واشتغاعه الآخرين، لأن قيام الحادث به يستلزم
كونه محالاً لها. وهذا يستلزم حدوثه والعياد بالله

(فیض الباری مع البخاری ج ۱ ص ۷۳ طبع مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ
فعال جزئیہ مسندۃ الی اللہ صبر و دلالت و عزم سے۔ میں جاننا
تیسرے حصہ سے متعارف رہا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ماری ٹیبل سے متعلق
ہیں اور انہوں نے استعارہ قلم خواست، مبارکی کا بھی انکار کیا ہے اور یہ۔ جب
کے تخلیق خواست ہوئے سے اس کا کھٹ ہونا، حقیقتاً نہیں چھوڑے اور
دلت کو کہہ دیتا ہے کہ یہ یوں دو اہل انفعال کو دلت ماری ٹیبل سے متصل
ہیں۔ کہتے ہیں کہ خواست کے لیے یہ ماری سے اس کا تخلیق خواست ہونا، رہتا ہے
اور اگر کالامی قلم خواست مبارکی کا خواست ہوگا۔ واللہ اعلم

اس طرح جس پر کلام مسلک یہ ہو کہ وہ سب افعال مذکورہ فکرواں ہی ہیں اور حاشا کہ
حضرت مورخانہ تور شاہ کشمیریؒ سے کلام عقلی و کلام شمس پر بحث کرتے ہوئے فرمایا
فاعد ان الکلام، اما کلام نفسی، او لفظی، والاول اقرب الی الاشیء
وانکر الحافظ ابن تیمیہ، قلت، اما الکلام الحافظ ابن تیمیہ، فطاول
فانہ ثابت بلاحیۃ

(فیصل الہادی مع ابی ریحان ج ۶ ص ۵۸۷ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اشعری کا نام نفس کے قائل میں مگر حافظ ابن تیمیہؒ نے اس کا بھی انکار کیا ہے اور یہ کہ
انکار ایک ثابت شدہ امر کا انکار اور تقادول (تجاوز عند اللہ) ہے۔
حضرت نے آگے اس پر دلائل کے ساتھ بحث کی ہے۔

4.14۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تحقیق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں

اس کی معلوم نہیں۔ صوفیہ کے مذہب کو ملکہ کے قاب میں نہیں سمجھتا، و حقیقت سے متفرق نہیں بلکہ جہت کے منکر ہیں اور جہت کی ہی عقل و عقال دانوں سے ثابت ہے

ابا النقل لقوله تعالى ليس كمثله شيء

ابن المحفل فلا في الجهة مخلوقة حادثة ولله تعالى منزعه عن الانصاف
بما حادث لأن محل الحادث حادث
فلي دسک یہ ہے

لَيْسَ تَحْمِيهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّيِّعُ الْبِصِيرُ (الشورى: ١١)

عقلی دلیل یہ ہے کہ جہت مخلوق اور حادث ہے۔ اللہ تعالیٰ حادث کے ساتھ موصوف ہوئے سے منزہ ہے۔ اس لیے کہ حادث کا نکل بھی حادث ہوتا ہے۔

و راستہ میں ملنا حکم سترم جہت وہیں۔ اگر جہت کا حکم کیا جائے گا تو استواء و عرضوں کے
 کی تعبیریں ہوں گی۔ ہو کہ جو عرضہ ایک ملت کے خلاف ہے کہ وہ کہہ کے یا معلوم
 وے کی تصریح فرماتے ہیں۔ اس حاصل یہ کہ استواء و عرضوں کی وجہات ہیں۔
 ایک مع لہ حکم بالاجہد جب کے حکم کے ساتھ) ایک مع عدم لہ حکم
 بالاجہد ہی مع لہ حکم بعدم لہ جہت (جہت کے حکم کی لگے ساتھ بدرجہ
 جہت کے حکم کے ساتھ) اول مذہب ہے مجسمہ کا دوسرا مذہب ہے اہل سنت کا دین
 میں محدثیں و صوفیہ سب و سب ہیں مگر کسی جماعت سے اس کے خلاف کا ایہام ہوتا
 ہے، اس تنازعہ کی آغوش ہے بعض لوگ جو خصوص سے اثبات جہت سمجھتے ہیں اس
 کے مقابلہ میں ہی جہت سمجھتے ہیں

(پہلے ایڈیشن ۱۹۸۴ء طبع، دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۸ء طبع، تیسرا ایڈیشن ۱۹۹۱ء طبع)

قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ اس لیے اوائے مقصود میں محاورات عرب ہر
مرددی ہے۔ لیکن جس مضمون کو وہ صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں وہاں
کی گئی ہے اور جس کو وہ کتاب اور استعارہ و مجاز کی صورت میں ظاہر کرے
کتاب اور استعارہ و مجاز اختیار کیا گیا ہے۔ بحر صراحت کی صورت میں بھی
صراحت ہو سکتی ہے جہاں تک زبان مختل ہو اور جب زبان کی تمثیل نہ ہوتی ہو
حفاظ مستعار کیے گئے ہیں مثلاً صدائے خداوندی بسکھیا ظاہر ہے کہ
زبان میں خداوندی کے لیے ان کے اظہار میں وہی غلط متعالی ہے
موصوعہ کی صورت میں بھی ہے البصر وغیرہ۔ یونکہ صدائے مخلوقیں و صدائے
انسان سے کوئی نسبت نہیں۔ اسی لیے شاعر نے صراحت و غیرہ زمین و آسمان
مخلوق و المخلوقی اشترک لفظی ہے کہ معنی۔ اور اس مضمون پر بھیجے گئے
ہیئت لے

ليس كم منه شيء وهو لسميع البصير (شوری ۱)

کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے، اور وہی ہے جو ہر بات کو سب سمجھ دیکھتا ہے۔

فرمایا ہے۔

چند آدم صواتے ہیں اس میں سب کی زبان، جہاں تاویل، سمجھنے سے

و هو معكم أين ما كنتم رائدنا بما يعملون بصير (حدید ۲۷) ای ہمارے

آدم ہمیں کہیں ۱۲ و تمہارے ساتھ ہے۔ اور جو کام بھی کرتے ہو اللہ سب کو

ت

إن ربك لبالغ صداد (انفجر ۱۳) وغیرہ

یقین رکھو تمہارا پروردگار سب کو نظر میں رکھے ہوئے ہے۔

اور بعض ایسے ہیں جن میں علاء کا طرز عمل تلف ہے۔ چنانچہ بعض ان میں

کرتے ہیں اور استعارہ و کنایہ و مجاز قرآنیہ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ لا انص

ولا انصکم فیہا بل لصرھا کما جدت۔ مسلک ثانی مسلک اول

مسلک اول مسلک متکلمین ہے۔ جن دو جماعتوں کے علاوہ ایک تیسری جماعت

جو مسلک کے طریق پر ہے اور متکلمین کے طریق پر یہ دو مسلکوں کوں کے معانی
تھیں یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہی تشبیہ و تمثیل ہے۔ پس یہ دو طریق مسلک پر ہیں اور نہ
مطلق متکلمین پر۔ یہاں تک کہ ان کے متکلمین ہی میں شمار نہ کرنا زیادہ مناسب ہے
یونکہ متکلمین کی طرف یہ بھی متکلموں (تاویل کرنے والے) میں کو طریق تاویل
مختلف ہے۔ یونکہ ان کا نام حقیقت سے پیوستہ ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو
میں۔ والکل تاویل۔ اب اس میں متکلموں و ایک مثال کے تحت ہیں۔ مثلاً
حق سب کے خلاف میں حلقہ ہمدی تو سلف کہتے ہیں کہ حق سب کے خلاف ہے
حلقہ مالد ثابت یہ ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ حلقہ ہمدی نہیں کہہ سکتے کہ
خلق بالید سے کیا مراد ہے۔ یہ کتاب ہے خلق بتفسیر سے اور حق یہ ہے کہ حلقہ
بعضی دوزخ غیری دارد حقیقت اس کے، تھوڑی سی ہے۔ یہاں تک کہ
جائے کہ تھوڑا سا ہے اور متکلمین کہتے ہیں۔ خلق ہمدی سے مراد خلق
نفسہ سے یاد ہے مراد قدرت ہے۔ اور مراد ثالث (میر مقلدین) کہتا ہے کہ یہ
سے حق متکلم میں اور بعد کے صراحت میں کہتے ہیں کہ اس کے خلاف ہیں
اس کے ساتھ ہیں۔ اس تحقیق سے مراد ثالث (میر مقلدین) و مسلک اول میں
اچھی طرح فرق ظاہر ہو گیا کہ مراد ثالث (غیر مقلدین) طریقہ سلف سے جدا اور
طریقہ متکلمین سے الگ ہے۔ لائنسراک سمجھیں فی تاویل و ان کے
طریقہ تاویل مختلف ہے۔ اور مراد ہمدی کہتا ہے کہ حق سب کے خلاف ہیں
ان کو یہ کہنا صحیح ہے۔ اس تحقیق سے خلق میر مقلدین و اس کی جماعت کا اور
نوع مختلف ہے۔ اور مراد ثالث (میر مقلدین) و اس کی جماعت کا اور
نوع مختلف ہے۔ اور مراد ثالث (میر مقلدین) و اس کی جماعت کا اور

اس مسئلہ میں مسلک سکوت جو طریقہ ہے سلف کا وہ احوط ہے۔ ہا مسلک تاویل تو
اس میں میر سے روایت ہے کہ محاورات و ال میں سب سے اول اس وقت تک کوئی
نہ کہتا ہے کہ اس میں بھی یہ ہے کہ تاویل خاص پر قطع و یقین ہو کہ تاویل نہ
پر اجمال ہو۔ لیکن جب تاویل محاورات و ذوق المل لسان سے خارج ہو جائے یا اس کو

اور اس عقیدہ عظیم و تشبیہ سے پی ناد چہ نہ اس لیے ملایہ ظلف سے اس کی پودہ۔
 کہ یہ ہے حق کی یہی طریق سے تائیں کران کران قرآن و حدیث سرورک ہو،
 یہ عقیدہ عظیم و تشبیہ میں جمل ہیں۔ مثلاً ستونہالی وعرش کو خایہ تکلیف و تکام (۹۰)
 لئی کا بعد کرنا اسے کہ یا دور 'ید' کے مٹی قدرت کے کہہ دیکے۔ و مع تقدم
 مقہر، یے کے کہہ یے۔ اور یہ نہایت حضرت ابو ظلف کو اس لیے ٹوک نہیں آں
 کہ اس کے حواس تو حدیث 'تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی اللہ' اللہ
 مل رکھے تھے۔ اس چیزوں میں جو خوش نہ کرتے تھے۔ اور کوئی دوسرے
 نہ تھا تو اس و دلع بردیتے تھے۔ اور عوام اس لیے غلط تھے کہ اس میں
 مزید میں معنی (یعنی اور اگر کو کرے و لے ٹوک) تھے۔ اس سے بیکے شہادت
 ان کے ۲۶ اس میں۔ پڑتے تھے۔ اس کا کہی دل رہتا تھا و ایسے معمولات پر جہاں
 عقیدہ رکھتے تھے۔ تفتیش کی شوش میں۔ پڑتے تھے۔

محرک

کمزور میں ہے

تفکروا فی آلاء اللہ تعالیٰ ولا تفکروا فی اللہ ابو الشیخ طس
 عدہ، ہب عن ابن عمر
 تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا فی اللہ ابو الشیخ حن عن ابن
 عباس

(کنز العمال فی مسن الاقوال والافعال ج ۳ ص ۱۰۶ رقم ۵۷۰۸۱۵۷)
 المؤلف: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن ناصی خان القادوری
 الشاذلی الہندی البرہان القوری ثم الممدی لناعکی الشہیر بالمعنی الہندی
 (المعروف بـ) المحقق بکری حانی، صفوة السقا الناشر مؤسس
 المراجعة: الطبعة الخامسة، ۱۳۹۱ھ

علامہ سمرندین ابوالغیر مقلد نے ابن دغول حدیث کو حسن کہا ہے۔

تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی اللہ

(حسنی) (ابو الشیخ، طس، عدہ، ہب) عن ابن عمر الأحادیث

تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا فی اللہ

(حسن) (حسن) عن ابن عباس الأحادیث الصحيحة رقم ۸۸۸
 و صحیح الجامع الصغير وزيادته ج ۱ ص ۵۰۲ رقم ۶۰۲۹۷-۶۰۲۹۸
 لعلف أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، ابن الحاج نوح بن
 نجاشي بن آدم، الأشقر هري، الألباني (المعروف بـ) الناشر
 لمكتب الإسلامى

گزشتہ کتاب وارد ہے کہ مرہاتقہ تو حافظہ شدہ اس اسدہ ہے۔ یہ بھی تو صبر
 متحرک نہ ہو۔ پانچواں جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ ایک شخص جس کا نام مسیح (مسیح)
 تھا۔ یہ شخص مدینہ منورہ میں آکر قضاہات میں گنجل رہتا تھا۔ نعمت برائی تھی۔ اور جب
 وہ وہاں اپنے وطن گیا تو دوسرے وہاں وہی شہری بن کر حکم بھی کہی مسلمانوں سے
 پاس بیٹھنے نہ پائے۔

(کذا فی روح المعانی سورۃ آل عمران عن صلیح بن یسار)
 (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ج ۲ ص ۸۱۸۵)
 المؤلف: شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الألوسی (المتوفى
 ۱۲۷۶ھ) المحقق: عیسیٰ عبد الباقی عطیة الناشر: دار الکتاب العلمیة،

بیروت الطبعة الثالثة ۱۴۰۴ھ
 ۱۰۰۰ جلد ۲۰۳ طبع ۱۰۰۰ سلاویات ۱۰۰۰ جلد ۲۰۳ طبع ۱۰۰۰ جلد ۲۰۳ طبع
 بکتابدار العلوم کراچی ۱۳۹۳ھ

اس میں جو باتیں ملتی ہیں وہ سب غلط ہیں۔ جیسے کہ اس وقت عوام میں جن کا اہل
 امت سے تعلق ہے۔ ان کا حال نہیں اور نہ اپنے کو ذی رائے سمجھتے ہیں اور بڑی بات یہ
 ہے۔ اپنے مورث کو روحوں میں کرتے۔ یہ بھی اسی سداوت (روشن دلیل) کی
 موجود ہیں۔ اور اسکی تاویلات کی ان کو بھی حاجت نہیں۔ ان کو اس طرف متوجہ نہ کرنا
 چاہیے۔ جیسے محققین علماء کو جو اس فرق پر قادر ہیں۔ نیز حاجت نہیں۔

ہیں کہ یہ ہمراہ نکلتے ہیں۔ ہے جو قاطع تفسیر نہیں۔ حضرات کمال و اچری اور ال
نام مالک، بن مسک، سفیان ثوری، لیث، کام احمد اور خلق ایسی آئیں۔
میں لایا کرتے تھے انھیں ایسے ہی رہتے دو چیمے دار و ہوئی ہیں۔
اور طریقہ یہ ہے کہ مناسب طریقہ سے ایسی آیات کی تلاش کی جائے۔

حقائق سے معلوم ہوگی ہوگا کہ وہ طریقہ اہل سنت و اہل حق کے ہیں۔
میں سے کسی کی تفہیم تا تفہیل (جہاں یا گمراہ کہنا) جائز نہیں۔ گویا جہاں
حاشیوں کے مسلک کو ہے، اس کی عاصمہ، عجیبہ کی بد سے خلف کے مسلک پر
عمل کیا جاسکتا ہے۔ والاعمال بالنیات۔

لیکن ہر جماعت میں عمومی طور پر ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس مسئلہ
معلق بھی اس زمانہ میں دونوں جماعتوں میں اہل طرا و تقویٰ پائے جاتے ہیں۔
ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اقوال طعن و
طعن طعن کے نقل و کتابت میں بہت تعبیر ہے۔ یہ ایک بدعت و عیب ہے
اور ان کی کاسخ و حقاویں جو خلف یا خلف کی طرف سے اپنی طاعت سے ہیں۔
نکاح سے ہے کہ ان کے مختلف ایف دوسرے پر طعن نہیں کرتے۔ یہ بھی عقب
کے غم سے ہے جو آیا ہے۔

پس عامیہ کی طرف سے سفیہ یہ کہ ان کے اس و مشیر و مجسمہ کہتے ہیں جس
براعت شریک و اللہ سے ہے۔ اللہ بالقرآن۔ ان بعد از اللہ
میں ہے۔

وامتثال هؤلاء الخائفون علی معتبر اہل الحدیث، وسموہ
محسنہ و مشہورہ

(رحمۃ اللہ علیہما، ان اس ۱۳۲۱ھ المجتہد احمد بن عبد الرحیم بن السید
وجیہ الدین بن معظم بن منصور المعروف بالشاہ ولی اللہ الدہلوی
(المعروف بکمالہ)، المصنف سابق الناصر، دار المجل، بیروت
لبنان، الطبعة الأولى، سنة الطبع ۱۳۲۱ھ)

ان کو روک دینے والوں نے ان محدثین کے گروہ کے بارے میں بات بڑھادی
ہے اور ان کو مجسمہ اور مجسمہ تک کہہ دیا ہے۔

ایک تفہیل طعن یہ ہے جو طعن کی تفہیل ہے کہ اس مفہومات کے حقائق کے لیے
تو وہ میں مجسمہ و مجسمہ اور یہ (باتھ) در قدم (مادہ) میں تیرب
تجدید (محد و متعین زمانہ) اور اس وغیرہ میں ترک، مرم عقلی میں در لارم کا شکاک
ر لک ہو، جد ہونا (مذہب سے کاہ عقلی ہے، جس وقت و طرا و م کا و عقائد مرم
سے نمی تکلیف، ہماں سے جو عقائد و عقائد عقل سے۔ کل بات تو بالکل گمراہ ہے
دوسری بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَشَهِدَا (البقرہ ۱۸۲)

اللہ تعالیٰ کسی بھی شخص کو اس کی سماعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا۔
اس کا جو یہ ہے کہ حقیقت کے دو درجے ہیں۔ ایک ظاہر معلوم لکھ (ظاہر
میں معلوم ہے، دوسری باطن مجہول لکھ (باطن میں کرم مغلوب
ہیں)۔ جس میں سورواں حقائق سے ہے لارم کی ہے، وہ در لارم کے لیے لارم
میں درج باطن سے ہے در لارم میں حاصل یہ ہے کہ ہم ان مشہورہ سے حقائق پر محسوس
تے ہیں۔ بطور ہر محمول نہیں کرتے۔

حقائق اور ظواہر میں فرق کرنا بڑے محقق کا کام ہے۔
اسی فرق کو ان عوام امت میں بیان کیا گیا ہے۔

هذا طريقة السلف الذين يلو عنون علم المتشابه اني الله بعد صراحة
عن قدرہ

ہذا طریقہ سلف اللہ بنو عنون علم المتشابه انی اللہ بعد صراحة
عن قدرہ

یہ ہے کہ ہر ایک کو جو ہے۔
یہ ہے کہ ہر ایک کو جو ہے۔

هذا وعلماء السنة بعد اجماعهم علی أن معانيها الظاهرة غير مرادة

ترجمہ اور علامہ اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ ان کے ظاہری معنی ہرگز مراد نہیں ہیں۔ یہ جواب اس عبارت میں مذکور ہے جو تفسیر مدح اسماء علیہا السلام میں آتا ہے۔

14 نعم ذهب شذوذه قبلہ من السلف فی بدءہ نحو الحمد کوراب عن ظواہرہ إلا انہم یسغون فوازمہا المتقدمة للمذہب العوجیہ لیس لقصائدہ عن شامہ ویلیدوں معا ہی لو ولا یصح عکا کہ م مسر و مانہ فی صفاتہ لحدثہ و اما فی صفاتہ من لیس کعندہ م لیس بلو ازم فی الحقیقہ لیکون انہوں ہاتھ کا کہ سفسطہ مع (ح) سفسطہ فی تفسیر القرآن عظیم و السبع لسانیہ (ح) مولف شہادت بدین محمود بن عبد اللہ الدمشقی لاسی (ح) (محقق) المحقق علی عبد الباقی عطیہ الشافعی دار الکتاب العلم بیروت لطبعہ الثالثہ ۱۴۰۲

محمد اس عبارت سے ایک حوالہ نقل کر رہے ہیں کہ یہ کتاب تہذیب و تنقیح کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس کے حوالے پر یہاں مذکور ہے کہ یہ کتاب تہذیب و تنقیح کے لئے لکھی گئی ہے۔ بہت اہل تہذیب و تنقیح کے یہاں یہ کتاب درود و دعا کے لئے بہت اہم ہے۔ اس کے حوالے پر یہاں مذکور ہے کہ یہ کتاب درود و دعا کے لئے بہت اہم ہے۔

اس کی تفسیر شری ۱۱

15 اور اس عبارت میں ظاہر ہے مراد ظاہر ہی ہیں۔ اس کا یہی تفسیر درج ہے۔ کیونکہ دوسرا قول ظاہر نہیں ہے۔ اس کو ظاہر و اشارہ اور بہت دوسرا کے مقابلہ میں ہی کے یہاں لکھا گیا ہے کہ اس میں مراد مذکور ہے۔

القصود من جعل علی ظواہرہا (تصویر کو اس کے ظاہر پر ہی تصور کیا جائے گا) متقدمتا بذاتہا بل اصل کے ہے۔ اس میں حق کی تاویل جو شریعہ کے اقتضاء سے ہو وہ بھی ظہور میں نہیں ہے۔

اس کی مراد سے جس پر وہاں طعن ہے کہ وہ منہجیہ اور مصرحہ کہتے ہیں۔ اس کی تصحیح یہ ہے کہ تاویل سے اس کو مانا ہو گیا کہ یہ حقوق ہو کہ صفات ہیں لی جتنے میں جو مذہب ہے معتزلہ اور جہمہ ۵۔ و تاویل سے اس صاحب (میر تقی) بھی کسی میں جتا ہیں۔ جواب اس کا یہ ہے اجنبہ اکثر من الظن ہ بعض انظر انہ بہت سے کتبوں سے پھر یہیں کہاں گناہ کرتے ہیں۔

پھر کی بات یہ ہے کہ یہ ٹیپا کہیں جنو احبوا کثیر من نظر ہ بعض انظر انہ ولا یجوز ولا یفید تعصکم بعضا ایتھم احدکم ان یأخذ بکلمہ منہم بحیثہمنا لکم کثرتہم و اتقوا اللہ ان اللہ ثواب رحیم (انجرات ۱۳)

میں یہاں وہاں سے اس کے لئے یہاں کثرت کے لئے اس سے تو تم خود کثرت کرتے ہو اور اللہ خالق ہے اور وہ بیک اللہ تعالیٰ پر اتنے قیوس کرنے والا بہت مہربان ہے۔

اس کی تفسیر شری ۱۱

ہے۔ "یہ" سے قدرت مراد لینے سے ایک صفت کا ابطال (مآ ۳۲) ہے۔
 علی الحقیقت کے ساتھ کہ یہ ناممکنہ رہنا مشکل ہے در اجراء علی الحقیقت
 القابہ کا مندرجہ ذیل جامد سے رفع اور ملحق۔ اس سے متاخر ہیں۔
 مناسب کی بجا رت دست دی گئی حقیقی معنی کی ٹی نہیں کی اور یہی وہ
 مادہ میں (نویس کرے، ہوں) اور اہل پروردگار کے رہیں۔

یہ نظریہ مناسب کی ٹی کیوں کرتے جن کا قدم ثابت ہے "استواء کرنا فعل
 جیسے فعل کامل ہوئے ہیں۔ وہ اس کی ٹی نہیں کرتے ہیں حالانکہ اس صورت
 میں مکرر ہونا اس کا مدح ہے۔ اس سے ہی جائز نہیں۔ تفسیر روح المعانی میں
 و لعل البہقی عن ابی الحسن الأشعری أن اللہ تعالیٰ فعل فی العرش
 فعلا سماء استواء کما فعل فی غیرہ فعلا سماء رزقا ونصفا وغیرہ
 من المعانی سبحانہ لا یمکن لہما یعنی وہو لیس یکن فی الامکان

(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ص ۳۷۵)
 المؤلف: شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحمینی الالوسی (۱۰۰۰ھ)
 المصحف: علی عبد الہادی عطیہ الناشر: دار الکتب العلمیہ
 بیروت الطبعة: الثالثة (۱۴۰۰ھ)

حضرت امام ربانی نے حضرت ابو الحسن اشعری سے نقل کیا ہے۔ مدحوں
 میں ایک فعل (نقل) کیا ہے جس کا مآل استواء ہے۔ سماء سماء
 اس کے علاوہ بھی اہل یہ ہیں جس کا مآل استواء ہے۔ قدرت کا مآل
 استواء ہے۔ قدرت کا مآل استواء ہے۔ قدرت کا مآل استواء ہے۔

صفات ثابتہ ہیں۔ اس کا "ان یمکن لہما یعنی"

و حکی الاستاذ ابو بکر بن نورک عن بعضہم ان استوی بمعنی وہ
 ولا مراد بذلك العلو بالمسافة والنحو والکون فی المكان ممکن

یہ ولکنی مراد محض یصح لہما علیہ معالہ۔ وهو علی هذا من
 صفات الذات وکلمۃ ثم تعلقت بالمعوی علیہ لا بالاستواء او انہا
 تفاوت فی الرتبة وهو قول متبہ.

روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ص ۳۷۵
 المؤلف: شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحمینی الالوسی (۱۰۰۰ھ)
 المصحف: علی عبد الہادی عطیہ الناشر: دار الکتب العلمیہ
 بیروت الطبعة: الثالثة (۱۴۰۰ھ)

حضرت استاد ابو بکر بن نورک بعض علماء سے بیان کرتے ہیں کہ "ستوی یہاں
 "علا" یعنی بلند ہونے کے معنی میں ہے۔ یہاں اس سے مراد مساوات تہجہ اور مکان
 میں موجود ہے۔ کی ملحقہ مرادیں ہیں۔ لیکن اس کا واضح مدح ہے جس کی نسبت اللہ
 تعالیٰ کی طرف صحیح ہے۔ اس بنا پر یہ صفات ذات میں سے ہے۔ اور لفظ "ثم" کا تعلق
 مستوی علیہ کے ساتھ ہے، نہ کہ مستوی کے ساتھ۔ یا یہ ترتیب میں تفاوت کے لیے ہے
 اور یہی مراد راجع قول ہے۔

یہ مراد یہ ایک امر ہے۔ طعن کے متعلق تھی۔ ایک امر اور تقریر خود ہے۔ یہاں
 کے تعلق بھی بعض نے عام میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حلفہ میں سے باوجود مل
 سنت و عرس کی طرف انتساب کے بعض نے معنی حقیقی کو جان کھدوہ جیسا کہ
 کوخ میں کتاب کی تعریف میں یہ عبارت موجود ہے

وَأَنَّ عُدَّةَهُ لَئِنْ فَلَانٌ الْكَذَابَ لَفُظٌ قَصْدٌ بِمَعْنَى مَعْنَى ثَبَرٌ
 لَهُ فِي لَفْظٍ اسْتَفْهَمَ لِي مَعْنَى مُؤْخَرٍ بِهِ لَكِنْ لَا يَنْطَلِقُ بِهِ الْبَابُ،
 وَاسْتَفْهَمَ، وَيَرْجِعُ إِلَيْهِ بِضَلَالٍ، وَكَذِبَ بَلْ يَنْصَلُ مِنْهُ إِلَى مَرْوَمِهِ
 هُنَّ كَوْنٌ خَرُ مَسَاطِدُ الْبَابُ وَنَفِي، وَمَرْجِعُ الصَّدَقِ، وَكَذِبَ كَمَا
 يَقْدَرُ فَلَانٌ طَوِيلُ التَّجَادُ قَصْدٌ بِطَوِيلِ التَّجَادُ أَيْ طَوِيلُ الْقَامَةِ لِيَصْغُرَ
 التَّكْلَامُ، وَإِنْ مِمَّا يَكُنْ لَهُ جَزَاءٌ قَطْعُ بَلْ، وَإِنْ اسْتَحْدَلَ الْمَعْنَى اسْتَحْقَقَ
 كَمَا فِي قَوْلِهِ قَعْبِي "وَالسَّمَاءُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ" (المرمر ۶۷)

وقوله تعالى "الرحمن على العرش استوى" (طہ ۵) ،
ذکر ہر ہدہ کتبہا کدیات عند المحققین من غیر ابروہ کد
استعمال اللفظ فی معنای الحقیقی ، و طبع دلالتہ علیہ انما هو
الاتصال منہ الی مبروہ

شرح المصباح علی التوضیح ج ۱ ص ۳۵ ۳۶ المولف سے
مسترد ہن عمر الطناری المتوفی ۱۰۱۳ھ الناشر مکتبہ صبیح
گویناویل ہوکتی سے معنی حقیقی سے معنی ظاہر مراد میں جیسا کہ ایک
خانہ سے مراد حقیقی ہے یہاں حقیقی سے مراد ظاہر سے بیانے کا
سلفیہ میں سے ہاوجود بل سنت کے اعتبار کے بعض لوگ خواص لا
کے معنی جمہوریت کے قائل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یہی بزرگ مسائل
مقلد اپنے رسالہ "اسیود" میں عبارتوں میں تحریر کرتے ہیں
"خاکہ ملائکہ بھی آتے جاتے ہیں۔ جس جہاں کا جسم ہونا ضروری ہے
تو اس کے ساتھ ساتھ "خاکہ" کر کے اس کا جسم اور ہاں ہونا
ہو سکتا ہے ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ حرکت کی تعریف حروف میں مقفول
المعل علی صیل لتدویم جملہ سے کی ہے۔ صحیح ہے مگر یہ حرکت میں
تعریف سے اور حرکت جب وجود و علو العمل اور مدافعات کی یہ تعریف
سے کیونکہ اس بات حقائق میں کوئی حالت متغیرہ اور باقوہ نہیں ہے۔ مساب
موجودیت ہر وہاں حرکت سے محکم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اس سے قبل یہ صاحب رسالہ حدیث ردل فی السوا بعد صف الہیل اور
"ابن اللہ کے متعلق لکھ چکے ہیں کہ اس کے ذریعہ پر چڑھا جائے
میں صوفیہ مکان ہونا بھی لکھ چکے ہیں۔
23 تبصرہ
وہی ہر ہے کہ وہ (غیر مقلد) اس حرکت کو "انبیہ" مانتے ہیں۔
"وہی" بات سے بعد ردل مقلد ہوا اور اس کا عروج مکانی ہوا تو سب حالت
ہیں ہوئی۔ پھر جب اس حرکت مادیات میں ہوئی ہے۔ تو وہ اس کی نیکی

نقص ہے۔ یہ دعویٰ سے ہم سے کہ اس امور کے قائل ہیں۔ یہ یہ کیف میں
ہے

اسی کو روح العالی نے سورہ اعراف میں بیان کیا ہے
ثم ان هذا القول (ای بقاء الاستواء علی الحقیقۃ) ان کان مع نفی
الدوارم فالامر فیہ ہین و ان کان مع القوی بہا و انشاء باللہ تعالیٰ
نہو ضلال وای ضلال و جہل!! وای جہل بالمتک المتعال ۱۱۲

(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ج ۳ ص ۳۷۴)
المولف: شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الاکوسی (توفی
۱۰۱۷ھ) (المحقق علی عبد الباری عطیۃ الناشر دارالکتب العلمیۃ
بیروت مطبعہ دارالکتب ۱۴۰۹ھ)

پھر یہ قول بھی ستہ جلی حقیقت پر مبنی رکھنا اگر یہ اس مسئلہ میں اس کے ہوازم کی
نہی کے ساتھ ہو۔ جو پھر تو یہ بلکہ سامعہ ہے اور اگر یہ بچے لولام کے ساتھ ہے تو
(الحمد باللہ اللہ تعالیٰ کی پناہ) پھر تو یہ صریح گمراہی سے۔ اس سے مانی گمراہی اور
جہالت اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ گمراہی اور جہالت تو اللہ رب العزت کے ہاں نہیں
ہے۔

۱۔ جس تاویلات کو یہ بزرگ (میر معتمد) باطل محض کہتے ہیں۔ اس میں توجہ تو محفوظ
سے۔ اور اس قول میں تو تم یہ بھی سامع نہ رہی۔ پھر ان حضرت سلف سے جو اس مورد
ظاہر پر رکھاتے تو یہ خصوص ذی راجع کے سبب ہے۔ اور حرکت کا غلط فہم کام اس
تقصیر میں کہاں ہے؟ جو یہ بزرگ اس کے قائل ہو گئے۔

پھر اگر اس کی مادیات مکان پر محکم ہے تو حدیث
عن نبی رؤی، قال قمت یا رسول اللہ ان کان ربنا قبل ان یخلق
حقیقۃ قال کان فی عباد ما تحتہ ہواء وما فوقہ ہواء وخلق غواشد
علی الماء (ترمذی رقم ۳۱۰۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے

ہمارے رس کہہ رہے تھے "آپ ﷺ سے فرما، اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے میں نے اس کے نیچے ہوا تھی اور اس کے اوپر بھی ہوا تھی اور اس نے عرض کیا "بھائی"۔
 پھر اس حدیث میں "لما" کو مکان کہنا پڑے گا، پھر اگر اس کو قدیم کہو تو عین حق ہوتا اور ہم آئے گا اور اگر حادث مخلوق کیو تو سوال مخلوق کی پیدائش سے پہلے پھر اس کے مکان کی کیا سہولت ہے؟ تو یہ حال ہونا پڑے گا کہ "ایسے"۔
 اہل بیت میں تفسیریں تھیں تو "ابن النہ" میں اس کا دعویٰ کیسے صحیح ہوگا؟
 خیر مظہری میں تہیت

27

وإذا سألتك عبادي عني فأنني قريب أحب دعوة الذي دعا رباً
 فبسنجبتوا لني ولأيومئوا بي لعلمهم بربوبتي (البقرہ ۱۸۶)
 ترجمہ: اگر آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ میں ان کا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے کی پکار سنتا ہوں۔ لہذا وہ بھی میری بات میں سے قبول کریں، اور مجھ پر ان میں سے کوئی اور بارستہ پر جائیں۔
 اس آیت تفسیر کے تحت مہر لائق سے بھی ذکر مہر نے سور میں "اُنس" اس آیت کا راسخ کیا گیا ہے۔

واخرج عبد الرزاق عن الحسن سؤال اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم النبي صلى الله عليه وسلم "أين ربنا؟" فانزل الله بهذا من رسل الله ولعل السائل هو الاعرابي
 (المفسر المظهری، ج ۱ ص ۲۰۰، المؤلف: المظهری، محمد ثناء الله
 ۱۳۲۵ھ) (المحقق: علامہ شبی المونسسی الناصری، مكتبة الرشيد
 الباكستان الطبعه ۱۳۱۲ھ)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میرے کرامت کے حضور اکرم ﷺ سے سنا کہ تھا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ تو اس کے جواب میں یہ آیت اتری۔

تسریں چلی، تو حضرت ہر عید قربان نے ان کے ساتھ اللہ میرے مجھے تو مجھے
 کی ایک تہنیت پہنچوں تو حضرت حسان سے کہ میں نے جان بوجھ کر یہ کہا ہے۔
 کتاب رسول اللہ ﷺ سے دیا ہے "اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کی تخلیق میں کر لی،
 بہت ریت گئی، پھر پہلی ایک ٹانگہ کو دوسری پر دھک دیا۔ پھر فرمایا: میری مخلوق میں
 سے کسی بھی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایسا کرے" تو حضرت ابو سعیدؓ
 فرمانے لگے، "یہ شک، خدا کی قسم! میں ایسا بھی نہیں کروں گا۔"
 اسی کی طرف یہ کتب احادیث کی طرف بھی اشارہ کر رہی ہے۔

عن محمد بن قيس قال: جاء رجل إلى كعب قال: يا كعب اني
 ربيما؟ فقال له الناس: حق الله فانك انما قال عن هذا؟ قال كعب
 دعوه فليان بك عالما ازاد، وان بك جاهلا تعلم، سألت أين ربنا؟
 وهو غلى العرش العظيم متكى، واضع إحدى رجله على الأخرى.
 (بطلان التاويلات لأخبار الصفات، ج ۱ ص ۱۸۷، المؤلف: الطائفي أبو يعلى،
 محمد بن الحسين بن محمد بن علي بن طبرستان، (الوثائق ۱۳۳۵ھ)
 المحقق: محمد بن حمد الحمود التليدي الناصر، دار إيلاف للدولية، الكويت)
 ایک شخص حضرت نبی اکرمؐ کے پاس آیا، اور اسے گناہ کا عیب تھا کہ ہمارا رب کہاں
 ہے۔ تو نبی اکرمؐ نے کہنے لگے تیرا رب تو تو ان بارے میں سوچ کر رہا ہے؟ حضرت
 عیب کہہ گئے، میں کو پہچانوں۔ اگر یہ جانتے نہ ہوں تو اس کا حکم اور یہ کہہ جائے گا
 کہ یہ حال سے خواب حالت ہے گا تو نے سوچا کیا ہے کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ وہ
 عرش عظیم پر بیٹھ گیا، پھر اس نے فرمایا کہ وہ ایک ٹانگہ دوسری پر دھک دے گا۔

باب ستہ حضرت محمد اللہ بن الامام ابراہیمؑ ہے
 كتب لي عثمان بن العسري، كتب إليك بخطي حدثنا إسماعيل بن
 عبد الله بن مفضل بن مفضل بن مفضل، حدثني عبد الله بن مفضل قال
 سمعت وهب يقول وذكر من عظمة الله عز وجل فقال إن
 السماوات السبع، والبحار السبع، وأن لله كنزاً في الكرسي.

یہودی توچہ کہ یہ امتیاز دہانی ایک کتابوں میں من آسان یہ نہیں ہے کہ
 سید چچ سنی آہ ہے جیس کہ اس کے بیچ حدیث چاہتا ہے۔ یہ
 لہجہ ہے اس کی جب تہذیبوں کو اس کے ساتھ جوہر ہر سے ہے جو اس
 سے ہے۔

اسی کتاب احقر کی اس روایت پر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

وقال ابو الشیخ فی کتاب لعظمہ حدیث الوہب من ابن حداد یعقوب
 السوی حدیث ابو صالح حدیث الکیث حدیث خالد بن یزید عن
 سعید بن اسی جلال بن رند عن مسلم حدیث عن عطاء بن یسار قال سیر
 کعب بن جحر وہو فی عمر فکان یہاں یسحق حدیث عن الجبار عن واد
 فاعظم القوم فقال کعب دعوا الرجل فوہ ان کان حادلا بعدہ ان
 ثمن عاصم رددہ عن غیرک بل اللہ عروہ عن خلق سبع سبہ ان
 ومن لا یرضی بثلثین ثم جعل من کل سماء بن کما بین السماء الدی
 والارض وجعل کعب مثل ذبک ثم رفع العرس لاسوی عنہ وہ
 من السموات سماء لا یحیط ک طیف الراحل فی ارض ما یومض
 و ذکر کلمہ مکرہ لا تسوع لہ والامداد بطیف و ابو صالح لہوہ و
 ہو بمعنی بل سماء الارض

الحدیث لعلی اختیار فی تصحیح صحیح الاخبار و معجمہا، ص ۲۱ رقم ۲
 المؤلف شمس نوری ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن قاسم
 اللہی (اتوفی ۳۸۵ھ)، المحقق ابو محمد الخرف بن عبد المنصور
 الناصر، مکتبۃ انوار المفسر، الرياض، الطبعة الأولى ۱۳۶۱ھ
 کتاب الفکر کی اس روایت کے بارے میں باتیں ہیں

اس روایت میں مکرہ، تفسیر یہ ظاہر ہے کہ اس میں کلمہ "تسوع" لکھا گیا ہے
 لے جائے نہیں ہے۔ جب کہ اس کی سند پاکیزہ ہے۔ اس روایت کے ایک روایت
 ابو صالح کو محمد بن کریم نے کمرور مٹا دیا ہے، اگرچہ وہ صحیح نہیں ہے، بلکہ وہ انکار

میں گزرا ہے۔

اسی میں یہ حدیث بھی ہے کہ میر تقی میر علی رانی نے پیش کیا ہے
 (مقدات ج ۲ ص ۲۴)۔ یہ بھی اصل میں حضرت کعب بن جحر کا قول تھا جس نے حضرت
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اسے بھی تصحیح فرماتے
 ہیں۔

حدیثنا بحر بن بکر بن سابق الخولانی قال نا اسد قال نا حداد
 بن سلمہ عن عاصم بن بھدہ عن رزہ بن خبیث عن نسی مسعود
 قال ما بین سماء الدی والانی سبہ مسبورة خمسمائہ عام و بین کل
 سماء مسبورة خمسمائہ عام و بین السماء السابعة و بین المکرسی
 خمسمائہ عام و العرش فوق السماء و اللہ تبارک و تعالیٰ فوق
 العرش و هو یومض

(کتاب التوحید و اثبات صفات الرب عروہ ج ۱ ص ۲۲۳، المؤلف ابو
 بکر محمد بن یسحق بن خزیمہ بن المغیرہ بن صالح بن بکر السمری
 البغدادی (اتوفی ۳۳۰ھ)، المحقق عبد العزیز بن ابراہیم الشہوان
 الناصر، مکتبۃ الرشید، السعودیہ، الرياض، الطبعة الخامسة ۱۴۱۳ھ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آسمان دنیا اور اس سے بلند آسمان کے
 ۱۰ سو پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کا
 فاصلہ ہے۔ آسمان سے زمین تک پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ آسمان سے
 زمین تک پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور عرش آسمان سے اوپر ہے۔
 تعالیٰ عرش کے بھی اوپر ہے۔ وہ تمہارے افعال جانتا ہے۔

ابن کثیر نے اس روایت میں "تسوع" کو "تسوع" سے بدل دیا ہے۔
 اس روایت میں بھی سرخوشی کی وجہ سے اس میں "تسوع" کے کلام کے طور پر پیش کیا گیا
 ہے۔

یہ حدیث آج کل ہاں ہوں یہ حدیث تھمت اب حدیث ۳۵۰
 پہلی اور تھمت تھمت تھمت

قال علی بن عاصم حدثنا بهد الحدیث فی مجلس عنده ادر
 وعدة حتى سببنا فی علی الرضوی فقال حسن سببنا ح
 الرضوی عن رجل عن كعب قال سألت عنده موسى يوم انطوى كعب
 بعبر الكلام الذي كتبه به يوم مائة فقال له موسى يا رب
 امدى كنعني به يا مديني قال يا موسى انما كنتك به
 سطو به من غفله بك ولو كنتك بالمد من هذا بيت له
 حديث يحيى بن بن طاب

(الاسماء والصفات للبيهقي، ج ۳ ص ۳۳۳ رقم ۶۰۱ المؤلف احمد
 المحسن بن علي بن موسى النخعي وجردي النخعي، ابو بكر البيهقي
 المستوفي ۱۰۳۵) حقه وخرج احاديثه وعنه عبيد الله بن محمد
 السعدي قدم له فضيلة الشيخ مقل بن هادي الواحشي الناصري
 السعدي حدة المملكة لعبد السعدي لعله الثانية ۱۰۳۵

تبر
 انك ان كلام فرمايا تو الله تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کلام کے معنی
 فرمایا جس کو یہ مذہب میں فرمایا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ
 یہ جو آپ نے مجھ سے فرمایا میں نے فرمایا تھا تو الله تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے
 میں نے مجھ سے فرمایا ہے میں نے فرمایا تھا ہے، بلکہ میں نے فرمایا
 ہے اس میں بھی تفسیر کی ہے۔ اگر میں تجھ سے اس سے سخت انداز میں کلام
 تو تجھے موت ہی آجانی۔

حضرت ابوموسیٰ کے بعد فرماتے ہوئے ہیں
 وحديث كعب بن جراح ولذروني من وجه اخر موضوعا
 ترجمہ حضرت کعب اخبار کی یہ حدیث مستطیع ہے۔ یہ ایک اور طریق سے موصوفی

مروئی ہے۔

أخبرنا أبو محمد الشكري، أنا إسماعيل بن محمد البزار، أحمد
 بن منصور، ما عبد الرزاق، ما عمرو بن لوهر بن علي بن بكر بن
 عبد الرحمن بن الحارث، عن جرير بن جابر النخعي عن كعب،
 قال قال له موسى "أرى رب هذا كلامك" قال "لا، كز
 كلامك بكلامي لم تستقم له" قال "أرى رب، فهل من حنك
 شي بكلامي" قال "لا، والله حنك من بكلامي أسد ما
 سمع من هذه الصواعق" رواه بن حبان الرضوي عنه عن أبي
 بكر لمقال عن جرير بن جابر النخعي وقد يونس
 بن حبان الرضوي و يونس بن جرير وقال شعيب بن جابر وهو
 حل معي

ت
 انک ان کلام فرمایا تو الله تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو
 الله تعالیٰ نے ان زبانوں کے ساتھ کلام کیا سوائے اس (روئے کے کلام) کہ تو
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا "اے میرے رب! یہ ہے آپ کا کلام؟" تو الله
 تعالیٰ نے فرمایا "نہیں۔ میرے کلام کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ کلام وہ ہے جو تم
 وقت بیکار کی آواز سنئے ہو۔"

حضرت ابوموسیٰ کے بعد فرماتے ہوئے ہیں
 الف قول كعب الاختار كانه يحدث عن النوراني أبي أخير الله تعالى
 عن أهلها أنهم حرّوها وبكّلوها فليس من قوله ما ينفردت بوجهه، ذا
 لم يوافق أصول الدين، والله أعلم

(الاسماء والصفات للبيهقي، ج ۳ ص ۳۳۳ رقم ۶۰۲ المؤلف احمد
 المحسن بن علي بن موسى النخعي وجردي النخعي، ابو بكر البيهقي
 المستوفي ۱۰۳۵) حقه وخرج احاديثه وعنه عبيد الله بن محمد

الحاشیہ قدسہ فی فضلہ نسخ مغل ہو ہادی لواءہی الشرفہ
 السوادی، حذو، المملکۃ العربیۃ لمعونیہ الطبعۃ النبیۃ ۱۳۳۴ھ
 حضرت کعبہ اور تورات سے بیاں کرتے ہیں۔ یہاں پر بدعتوں کی کتاب
 لوگوں نے اس میں قریم اور تبدیلی کر کی ہے۔ پس یہ بدعتوں کا قول
 ہے۔ لہذا اس کا قول سنا ہے۔ لیکن ہرگز بدعتوں سے۔ خصوصاً جب وہ
 دین کے موافق نہ ہو۔ واللہ اعلم

5.3: عقیدہ تجسیم کا سبب سوء فہم، غفلت اور غیروں کی سازش ہے

یہ دوسری میں عقیدہ تجسیم کے اسے اسباب کا ذکر ہے۔ اس امت میں
 اس قدر کے آئے کہ سب سے بڑی تھا۔ امت سے وہ فتنہ آیات و احادیث سے
 پیچھے رہا۔ اس لیے میں تجسیم کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہ جس کی عقل و فہم
 عام فہم سے متعلق ہو۔ اس وقت میں بدعتوں اور وہو اس لیے ظہور ہوا۔
 مگر اس کا کیا، تاکہ امت سے اس سبب سے بے غفلت ہوئے۔ اس کی
 فی مش میں

یہ امتوں سے ان آیات سے جس میں یہ ہے۔ ان سے حمل اور تو کھاتے
 مابینوں میں محوی للآلہ الاھو و ہم ولا خمسہ لاھو سادسہ
 ولا اھبی من ذلک ولا کثر الاھو معہم میں ہا کثرو (ابن ابی)۔
 کی میں میں میں وہ۔ کوئی کی میں ہوتی جس میں چوبیس اور وہ
 آیت میں وہ۔ کوئی میں ہوتی جس میں چوبیس اور وہ۔ پانچ اور وہ
 میں سے کم ہوں یا وہ اور وہ جہاں میں ہوں بدعتوں میں سے۔ تو وہاں
 وہو معکم میں ما تحکم (المحذیہ ۴)

وہو بدعتوں کی ساتھ سے جہاں میں میں ہی تم ہو۔

ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)
 و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں اور حقیقت بدعتوں سے بدعت
 بدعتوں۔ بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں۔

و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں (۱۱۱)
 اور ہم اس کی ہر ایک سے بدعتوں کے ہیں۔

و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں (۱۱۲)

و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں (۱۱۳)

ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)
 و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں اور حقیقت بدعتوں سے بدعت
 بدعتوں۔ بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں۔

و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں (۱۱۱)

و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں (۱۱۲)

ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)
 و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں اور حقیقت بدعتوں سے بدعت
 بدعتوں۔ بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں۔
 ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)
 و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں اور حقیقت بدعتوں سے بدعت
 بدعتوں۔ بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں۔
 ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)
 و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں اور حقیقت بدعتوں سے بدعت
 بدعتوں۔ بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)
 و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں اور حقیقت بدعتوں سے بدعت
 بدعتوں۔ بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں۔
 ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)
 و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں اور حقیقت بدعتوں سے بدعت
 بدعتوں۔ بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں۔
 ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)
 و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں اور حقیقت بدعتوں سے بدعت
 بدعتوں۔ بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)

ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)

ان میں سے ہر ایک سے بدعتوں کے بعد اسے حقوق بدیہہ (۱۱۰)
 و بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں اور حقیقت بدعتوں سے بدعت
 بدعتوں۔ بدعتوں کے بعد اسے بدعتوں کے ہیں۔

رنا ہے اور وہ کفر و عقیدہ ہے
بعض لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث سے
ان اللہ خلق آدم علی صورته

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا ہے
سے یہ سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صورت ہے اور اس کی صفات ہے جس سے
علیہ السلام ایک مخلوق میں جو یہ صورت رکھتے ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا جسم نیست
اور عظیم ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کا جسم نیست اسی چھٹا ہے اللہ تعالیٰ کا
پاؤں سے بہت بلند اور پائ میں

نعم لوگوں سے رہنے والی آیات سے سمجھا۔

وقال ابیہود بد اللہ معلولہ عبد ہدیہم وھو بہم قالوا بل بدہ
میسوعنا یسقی کیف یشاء (المائدہ ۶۳)

اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مانجھ بدھے ہوئے ہیں۔ ہاتھ تو خود اس سے
بدھے ہوئے ہیں۔ اور جو بات سوس سے کہی ہے اس کی جہت سے ان پر ہمت نہ
پڑی ہے اور بدھوں کے دلوں سے ہاتھ پائی طرح کشادہ ہیں۔ وہ جس طرح چاہیں
سے خرچ کرتا ہے

اولم یروا انما خلقت لھم ممنا عمت ایدیب انعاما فھم لھا
مالکون (یس ۱۷)

اور کیا انھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بناں پر اس میں سے ان
کے لیے کبھی پودہ کیے اور یہ ان سے نکلے ہوئے ہیں۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ہم کہتے ہیں فرمان باری تعالیٰ

یا اویس ما منعک ان یسجد لہما خلقت بیدئی (مر ۵۷)

اے اویس! تجھے کس بات نے روکا کہ سجدہ کرنے سے اس کو جس کو میں نے اپنے ہاتھوں
پاتھوں (اور قدس سے خاص) سے بنایا۔

فرمان باری تعالیٰ

سنو علی من

ان اللہ یبغونک امہ یبغون اللہ یذ اللہ فو یبغونہ (الح ۱۰)
(۱۰) (تجبر) جو لوگ تم سے بیعت کر رہے ہیں وہ اور حقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت
کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

رفاست ابیہود بد اللہ معلولہ عبت ہدیہم وھو بہم قالوا بل بدہ
میسوعنا یسقی کیف یشاء (المائدہ ۶۳)

یہودیوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہاتھ بدھے ہوئے ہیں۔ ہاتھ تو خود اس سے
بدھے ہوئے ہیں۔ اور جو بات انہوں سے کہی ہے اس کی جہت سے ان پر ہمت نہ
پڑی ہے اور بدھوں سے ہاتھ پوری طرح کشادہ ہیں۔ وہ جس طرح چاہیں
سے خرچ کرتا ہے۔

ویسوی وحد وک ذو الجلال والاکرام (المرجم ۳۷)

اس آیت سے امت تیرے پروردگار کی جو بزرگی اور عظمت والا ہے۔

کل من یمالک اولا وجہہ (القصاص ۸۸)

جو اپنے سر سے اوٹنے کے پرچہ اپنی ذات سے فانی اور معدوم ہے۔

لہما خلقت بیدئی (سورۃ مر ۷۵)

اس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔

ویسوی وجہ وک ذو الجلال والاکرام (المرجم ۳۷)

اور اس آیت سے کہ وہ اس کو جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے
پیدا کیا اور اس کی عظمت و بزرگی کی بات کرتا ہوں۔

یجرى ما یخلفنا جہرہ قمین کما یخلف (القدر ۱۳)

وہ جو چھپا کر چھپاتا ہے۔

یہ باتوں سے کہ جو ان میں سے چاہے وہ ان کے ہاتھوں سے۔

یہ باتوں سے کہ ان کے ہاتھوں سے۔

مشہد ہا۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا کر دی۔ وہ سب ایک
ہی عقیدہ پر ہیں۔ ان کے کئی درجات ہیں۔

یہاں ہمیں ایک ایسا کھانا دیا گیا ہے جس میں قیصوں کے اوسوں اور اسی
 معانی (خبر کرنا) میں اس کے غلط کے ساتھ مجلس ہوئے اور وہ صحیحہ کرنا چاہتے ہیں
 پہلے ہی فوت ہو چکے تھے حتیٰ ایت معتدل۔ قید کے معنی کو سے پہلے ہی فات
 تھے۔ اس کے بارے میں جو کہوں نے ایت معتدل کی طرف سے پھر
 اس کے ساتھ دوسرے۔

اس وہ معتدل حضرت علی معات نے بارے میں اس کے لئے کہ
 جب وہ اس کے معانی کو دیکھتے ہیں حالانکہ وہ پہنچ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہی
 کی بنیاد پر اس کے معنی سے کہیں کہ اس کے معنی میں اس کے مختلف حصوں میں ہیں
 میں وہ اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 عرب کی لغت میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 مشتبہ نہیں، یہ اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 متعدد حصوں میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 معتدل اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 مختلف حصوں میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں

لہذا اس سے اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 کراؤ اس میں اس طرح ان کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں

1. اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں

تو اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں

اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں

اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں

اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں

5.32: حضرت امام غزالی کی تحقیق

اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں
 اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں اس کے معنی میں

اللہ عہدہ وسلم انا قال: "كان الله ولا شيء معه"

وقال أبو الحسن ابن المذاوي ونقله من خطه

أوصف الهواء بالفوقية والتحية مكروه عند أهل العلم لما في ذلك
من الجعل كالماء لیس كالأشياء جلّ وتعالى، قال ولما
تختلف أن الجار لا يعلوه شيء من خلقه بجل، وأنه لا يعمل بالأشياء
بفسه ولا يزول عنها، لأنه لو حل بها لكان منها، ولو زال عنها لما في
عها فالتماثل على هذا أكثر من هذا المعبر على المعنى المكروه،
والغالب المألوف.

(دفع شبه ما كف لمرید ص ۹۱ طبع ۱۳۹۱ م، داس بیروت، ص ۱۱)
جاء بکرم لوق (اوپر) اور تحت (نیچے) رتہ کتاب دی طرف سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
دی طرف یہاں عطا فی "فوق" سے بھی میں ہے۔ جس اس حدیث کا معنی
ہے اللہ تعالیٰ کتاب کے دیرینہ مدیر اور فرما کے ماتحت ہے۔ جب کہ مخلوقات کے
تجدد میں تھے تو انہوں نے اس کے بارے میں ۲۰ کیا۔ کتاب بھی تو اللہ تعالیٰ
کی مخلوق۔ میں سے ہے "فوق" کہہ کر مخلوق سے یہاں بھی ہوتا کہ کتاب کے
اوپر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ صراحت دیتے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات تھی اور
لہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ صبر کہ حضرت عمران بن حنین بنیام
رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی ذات موجود تھی اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ ہی تھے۔

حضرت ابوالحسن بن مذاوی (اقتنی ۱۳۳۵ھ) کہتے ہیں کہ میں نے اس سے
ساتھ سے لکھے ہوئے سے نقل کر رہا ہوں

"بل علم کے نزدیک ہوا کے وصف فوقیت اور تحت کے خلاف سے بیان رہا مراد ہے۔
اس لیے کہ اس کو تو یہاں برتت بنا رہا ہے جو چاہے بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی ذات
ہر کائنات کو سب سے بہت بلند و بالا ہے فرماتے ہیں ہم اس وقت میں کسی قسم کا
اختلاف نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی جوار ذات سے اس کی مخلوق میں سے کوئی چیز بلند

یہ حدیث بہت صحیح ہے۔ اس میں حدیث میں حدیث کے ساتھ ہیں جو مخلوق میں
سببوں میں ان کے دور میں نے باطل تشبیہوں کو داخل کر دیا تھا۔ ماس جی
ان روایت سے کہیں احتراز کیا ہے۔ امام مسلم نے بھی اس بات سے احتراز کیا
اس کی روایت کر دہ حدیث میں اس سے اس کے شیخ یحییٰ بن علی بھی نہیں
ہیں۔

اس حدیث کے دوسرے راوی دیکھ بن حدیث یا حدیث ہیں جو مجهول العین ہیں
راوی سے چیخ شام کے بارے میں بھی روایت معتبر نہیں۔ چہ جائیکہ اس
عقیدہ والی بات کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے لیے یہاں یا قدم عام مآثر
جاء جو اس بناویہ کے معانی ہے۔

علامہ کوثر سے لکھا ہے کہ جن کی صحبت میں حدیث کے بارے میں ہو
تھام کے موقوف یہ بھی مقرر کیا، حدیث پیش برائی ۱۰۱ م، حکام کے
میں یہ سرور دنیا حاصل کیا ہے (۱۰۱ م، ۱۹ م ۳۹۳)

۴۔ ہالی سے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے اس سر تردی تحقیق ہالی ۱۰۹ م
اس کی حدیث تحقیق ہالی رقم ۱۸۲ مقرر اعلیٰ ۱۹۳ م، ۲۵۰ م، ۶۱ م

۵۔ سر سے ساتھ ساتھ در شاہ شہر کی حدیث کی بہت حدیث شریع بیان فرمائی
(یہ حدیث فیض الباری مع اسرار ص ۲۲۹، ۲۰۰ م، طبع رشیدیہ کوثر)

5.4.1: علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن جوزی کی تحقیق

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں

اعلم أن الفوق والتحت يرجعان إلى المسحاب لا إلى الله تعالى
والله معى فوق، فإمعنى كان فوق المسحاب بالتدبير والمهي
وليس كان المقوم بأنسور بالمخلوقات سالوا عنها، والمسحاب هو
جملة خلقه، ولو سئل عما قبل المسحاب، لأخبر أن الله تعالى كان ولا
شيء معه، كذلك روى عن عمران بن حصيص عن رسول الله صلى

"وكان عرقه على الماء
واما قوله "في عماء" فقد روى بالعد والقصر، قال المذنب هو العبد
مترقب، والحراية بجهة المغنوة، أي هو العبد بالقهر والتأخير
بالعنان
واما بالعصر، قال الترمذي عن يزيد بن هارون أنه قال العصى أي
ليس معه شيء،

فالمعنى أنه كان وحده، ولا شيء معه، ويدل عليه حديث عمران بن
حصين لأبى في الصحيح "كن لله ولم يكن شيء غيره" وزوى
"ولا شيء" معه، فلهذا عدم الاشياء بالعصى لأن لأعصى لا يرى شيء،
وكذلك المعلوم لا يرى

ومعنى التخصيه والخوقية في المعنى بقول "ما تحتها هو" يعني ليس
سحب المعدوم المعبر عنه بالعصى هو، ولا فوقه هو، لأن ذلك
المعدوم لا شيء، فلم يكن له تحت ولا فوق بوجه

السريه في ابطال صحيح التلخيص ٥٥٥٢٥٥٣ المؤلف ابو عبد الله
محمد بن ابي القاسم بن محمد بن جماعة الكائن الحنوفى الشافعى بد
الدين (تولى ٣٢٢ هـ) المصنف: محمد بن امين على
الناشر دار البصائر بدمشق الطبعة الاولى ١٣٢٣ هـ
قضية حجج اهل التلخيص ١٢٥٢٢٥٢ المؤلف ابو عبد الله محمد بن
ابراهيم بن محمد بن جماعة الكائن الحنوفى الشافعى بدمشق
(تولى ٣٢٢ هـ) المصنف: وهبى سليمان عازجى لالبابى الناشر
دار البصائر للطباعة والنشر بدمشق الطبعة الاولى ١٣٢٥ هـ

اس حدیث میں حضرت یحییٰ بن عطاء، حضرت وکیع بن خالد (جو ہمیں حدیث میں بھی کہ
جاتا ہے) سے روایت کرتے ہیں منفرد ہیں۔ ان معمرت وکیع سے روایت کرتے

میں حضرت یحییٰ بن عطاء وکیع بن خالد سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں راوی مجاہد
ہیں۔ امام ربیع سے اس کو روایت کیا ہے جب کہ یہ اور روایت جس کو امام ربیع
روایت کریں وہ فروعات میں بھی تحت یحییٰ ہیں چہ جائیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت جو
اصول یحییٰ (یعنی یحییٰ بن عطاء) میں ثبت ہوں۔

جس حدیث پر بحکمہ عقیدہ کے لوگوں نے اس حدیث سے احتجاج کیا ہے کہ جناب
راوی اہل حدیث سے نہیں کے افظا کا کارکن کیا ہے، وہ یہاں پہلا ثابت کرتا

ہے
اس سے اس حدیث کا ضعیف ہونا اس کا قابل احتجاج نہ ہونا ہوا ہے۔
اس کو صحیح بھی مان لیا جاسکتا ہے تو اس کا غرض یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ
میں پہلے پہل داخل ہوئے وہ اس حدیث میں بھی داخل ہو گئے، کوہنگام میں دیتے تھے
اس سے یہ لوگ کہ قسم سے طبیعت اور وقت خود ہوتے تھے۔ ہر ایک دین اور
دین کو سمجھنے والے نہیں تھے۔ تو پہلے ان کو تو روز کرتے اور دین میں ان کو
افکار عالیہ کے علم میں کی جیسے ہمارے میں جلا کرتے تھے۔

اس کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے رب کا عرش کہاں ہے؟ میں اس میں مصاف
محدث ہے۔ اس میں کیا طرف؟ پہلے ان کا زمانہ و کائنات عشرہ علی
القائمہ دلالت کرتا ہے۔

اس حدیث کے الفاظ "میں عماء" اور غیرت سے روایت کیے گئے ہیں۔ اس کے
ساتھ ہوتا اس کے سبب کے بارے میں۔ اس سے مراد جہت غلو ہے۔ یعنی ہاں ہے
میں پر غرور اور نہ کہ ساتھ نہ کہ مکان اور جگہ کے لحاظ سے۔

فہرست میں بغیرہ کے ساتھ ہو، حضرت امام ترمذی، حضرت ربیع بن ہارون سے نقل
کرتے ہیں کہ یہوں نے فرمایا "میں العصى" یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی چیز بھی۔
تھی۔

لہذا اس کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ واحد اور یکساں تھی، کوئی چیز بھی اس کے ساتھ
نہ تھی۔ اس معنی پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث جو بخاری میں ہے،

اور اسی رقی سے اللہ جل جلالہ کی شہادت تھی۔ اس سے وہ پھر نہ تھکا۔
 روایت میں ہے اللہ جل جلالہ کی شہادت تھی۔ اس سے وہ پھر نہ تھکا۔
 اور اسی رقی سے اللہ جل جلالہ کی شہادت تھی۔ اس سے وہ پھر نہ تھکا۔
 محدود چیز تھی جس میں ممکن نہ تھی۔
 انہی میں تحت اور تحت کی تھی۔ اس سے وہ پھر نہ تھکا۔
 کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں ممکن نہ تھی۔ اس سے وہ پھر نہ تھکا۔
 اس کے اوپر وہی چیز تھی۔ اس سے وہ پھر نہ تھکا۔

5.4.4 - حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تحقیق

اس حدیث کی کتاب میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے یہ حدیث نام، جس کی اللہ
 سے حاصل ہے۔ یہ حدیث مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (م ۱۳۵۵ھ) سے منقول ہے۔
 مؤلف مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب کا نام ہے۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
 سے بدون تشویش و شکاکات نقل کیا گیا ہے۔ اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس کا نام یہ ہے۔

اور اس کے ساتھ اس حدیث میں ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔

اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔

اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔

اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔

اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔

اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔
 اس حدیث کی کتاب کا نام ہے۔

اور کلام اس قسم ہے کہ ہم یہ سن رہے ہیں کہ اس کی تعویذ ہے یہ خوشی
 یہ وہاں سے کہ دیکھو تو یہی ہے عرش کے اوپر ہونے والا ہے۔ اس کے
 مل جائے جس طرح سے حدیث و حدیث عرش ہے۔ یہاں تک کہ وہی ہوں
 اس طرح کہ یہ بھی کہ کیا کہہ دو۔ تفتیشی و افسانہ ہوں جس طرح کہ یہ
 کی طرح (چوں چوں کی آواز) ہوتی ہے کیونکہ دیا کے چہرے سے یہ ہے۔
 و جس کا یہاں پہاڑوں سے بھی زیادہ ہو جو حد ہے۔ اس سے واضح ہو کتاب
 کہ حدیث میں یہ آواز اس قسم کے عقائد حد کے بارے میں یہ تھے؟ کیونکہ یہاں
 سے اس کتاب کو پسند یا ہے اس کی شاعت کے لیے حدیث کا کیونکہ یہ
 بھی معلوم ہو کہ اب شیخ محمد بن عبد الوہاب کے ساتھ دلوں کا عقیدہ دیا ہے؟
 شیخ سے اپنی عقائد کی بابت مشہور کتاب الوہاب میں اس حدیث ثابت ہو
 ہو گیا کہ چہ کہاں سے حدیث پر مکتوف حدیث و حدیث کے کوئی حدیث
 ہوئے کا حدیث میں نہ آیا تھا اور نہ حدیث میں سے کلمات حدیث میں نہ تھے،
 میں اس کو کیا کہیے کہ شیخ عبد الوہاب اس میں شیخ (موسلم ۱۵۵۱ھ) نے یہی
 شیخ نے حدیث میں ہادی حدیث نقل کر دی اور لکھا کہ شیخ کی اس حدیث کو حدیث کو حدیث
 لکھا کہ اسے نقل کرتے ہیں

صاحبِ تہذیب الامور فی غیر مقلدین کے بہت بڑے محدث ہیں۔ حق یہ ہے کہ بعض جگہ وہ خاموشی سے گزر جاتے ہیں اور کوئی تائید حافظہ الہی نہ دیکھ سکیں۔ ان کے اصلاحات کے لیے نہیں کرتے اور کہیں کہیں ان کے خلاف بھی بغیر تصریح نام سے لکھ دیتے ہیں مگر یہاں ان میں سے ان میں سنی سنی کے ساتھ حدیثِ نبویہ و احادیثِ اہل بیت علیہم السلام یا کہ یہ حدیثوں میں امر و نہی کے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے وہ ہے اور یہی عقیدہ حق ہے اور اس پر توحید اور حاکمیتِ نبویہ و رحمت کرتی ہیں اور یہی بدستِ سلف صاحبین صحابہ و تابعین و میرہ اہل علم کا ہے۔ میرہ سے عرش کا انکار کیا ہے اور اس کا بھی کہ اللہ تعالیٰ عرش کے وہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ برجگہ ہے اور اس کو نہ ملے ان کے عقائد عقیدہ جملہ ہیں۔ والہی سلف اور وہ عقیدہ کے لیے اور یہی

یہ جامعہ، "ادب و تصنیف" اور "تعارف و کتابت" کے شعبوں میں کام کرتی ہے۔ یہ جامعہ
 جامعہ "اعلیٰ" میں ہے۔ یہ بھی دیکھو کہ امام ترمذی اس حدیث کی تالیف کے بارے میں
 ویدیا میں عرض کیا کہ یہ حدیث ترمذی (تاریخ) کی تالیف میں
 ہے (تقریباً ۱۰۵۰ء)۔

حدثنا محمد بن الصباح لروى، حدثنا محمد بن أبي قيس عن
عبد بن عبد الله بن عمرو، عن الأعمش بن قيس عن عبد
بن عبد الملك قال قال في ليلته، في غصانه فيهم رسول الله
صلى الله عليه وسلم فمروا بهم سجدة فظفر ليلته ففعلوا
بهم هذه قال شهاب قال "والله" قالوا راجع
قال "ويعني" قالوا ويعني قال أبو ذؤود ثم قيس يعني حيدرا
بن هبل بن روم بعد بين السماء والأرض قال لا ينبغي
قال "إن بعد ما بينهما واحد أو ليس و ليلته وسبح من
سماؤه فوقها كذلك حتى على سبع سماوات ثم فوق سماوة
سحر يس أسفله وأعلى من ما بين السماء إلى السماء ثم فوق ذلك
سماوة وتعالى من أصلهم و ركبهم مثل ما بين السماء إلى السماء ثم
عسى ظهورهم عرش ما بين أسفله وأعلى من ما بين السماء إلى
سماوة ثم الله تبارك وتعالى فوق ذلك
قال لا بأس بصحيفه في رقيقه ما بين سبع سماوات ثم سبع سماوات
انطرافه راسه

حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے فرماتے ہیں کہ میں ایک بڑا عتہ سمیت (مکہ کی پتھریلی راوی) میں تھا وہاں رسول اللہ ﷺ بھی اس عتہ میں سوئے تھے۔ ایک پانی کی برتن رسول اللہ ﷺ نے اس طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھ کر اس کا کپ نام رکھنے ہوا۔ لوگوں نے کہا: صاحب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”

میں نے کہا اور حنا بھی۔ (ایم ایچ او ڈکریا کرتے ہیں، میں نے حنا کا لفظ نہ
 نہیں سنا۔ جناب! اللہ جنت کے فرمایا جنہیں معلوم ہے کہ وہ
 ۵ میں نے صدمہ ہے کہ وہوں سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ جنت
 "ان کا درمیانی حاصل ۲۷ ہے، ۳۲ سال کی مسافت کا ہے۔ پھر میں نے
 ۴ میں بھی اسی طرح ہے، یہاں تک کہ آپ جنت کے سات آسمانوں
 ۵ تاویں آسمانوں سے دوسرے آسمانوں کے نیچے وہی کاہ صدمہ کی ہیں
 جس طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا ہے۔ پھر اس کے ادنیٰ
 ۶ میں نے پہلی جہنم میں آسمانوں کے حنا اور حنا سے درمیان
 ۷ میں نے یہ آسمان کا دوسرے آسمان سے ہے۔ پھر ان کی پختوں پر حنا
 کے اور پھر کا درمیانی حاصل آسمان کا دوسرے آسمان سے ہے
 ۸ یہ حنا میں ہے۔ آپ سے۔

میں صدمہ جنت کے حقیقہ کا ثابت کر رہی ہوں گے۔

میں حدیث ۱۶۴ میں حنا سے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۶۴ میں حنا سے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

(سنو دی ای، ۱۶۴ میں حنا سے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔)

بائیں رقم ۱۶۴

علامہ السیوطی نے فرماتے ہیں

استاذہ جلیل، علیہ عبد اللہ بن عمرہ قال اللہی فیہ جہال

(سنو دی ای، ۱۶۴ میں حنا سے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔)

میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۵ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۶ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۶۴ میں حنا سے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۵ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۶ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۷ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۸ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۹ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۰ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۱ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۲ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۳ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۴ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۵ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۶ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۷ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۸ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۱۹ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۲۰ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۲۱ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۲۲ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۲۳ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۲۴ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۲۵ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۲۶ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

۲۷ میں نے حدیث صدمہ کے ساتھ ساتھ۔

جمہور متعلمین و محدثین نے یہ باتوں کو عقیدہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟
 اس کی نسبت اپنے تفسیر میں آیت "وہو حبل عروس و نکح وہو ہمہ" سے
 لے کر لکھا ہے جس کی قیامت کے عرش کو آنے والے فرشتے کی نہیں گے۔ ہر دور
 حالات، کریمے میں وہاں آیت کے تحت "وہو حبل عروس" بھی روایت کی ہے اور
 عقیدہ موجود ہے تو اس عقیدہ کا تعلق کے ساتھ اس وقت کیوں کر کیا جا رہا ہے؟
 مفسرین نے عرش کے بارے میں بھی کئی احتمالات لکھے ہیں اور مشہور مفسرین
 شیعہ سے مراد آنے والے فرشتے بیان کیے ہیں تو پھر آ کر وہ عقیدہ کیوں رہ گیا
 ہو گیا؟ اور وہ بھی کسی صحیفہ و مکرر روایت سے جس کے روی "ناک" ہو گیا۔
 سے بھی متہم کیا گیا ہے اور ایسے راویوں کی روایات جو حدیث ابن تیمیہ کی نظر میں
 ناقض اعتبار ہیں، جو کتب کا مجدد (راوی) کرتے ہیں۔

ترجمہ کی تفصیل پر محدثین نے یہ عقیدہ ہے۔ اور وہاں کا سکوت وثیق نہیں ہے۔
 حضرت مولانا سید محمد رضا بکھون فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت نے ایک اسماء حدیث
 سے سوچا کہ کیا وہ دو میں سب احادیث صحاح ہیں؟ کہے گئے کہ جی ہاں کیا
 نور نام ابو دے لیا ہے کہ جس حدیث پر میں سکوت کروں وہ بھی صحیح میں
 میں سے کہنا یہ بات اس طرح عام میں ہے، یہ کہ حدیث میں وہ غیر ثابت ہیں وہاں
 سے فیصلہ کیا ہے کہ امام ابو دے میرا ہے اسی احادیث پر بھی سکوت کیا ہے، جس سے
 روایت کا صحیفہ و متکمیر ہو سب کو معلوم ہے کیونکہ معتدل حدیث کرکے والوں
 سے یہی حال کا علم ہدایت ضروری تھا (پورہ ج ۱ ص ۱۱۵)۔

بقول حافظ بن عمر، غیرہ قداء محدثین روایت کی پوری سدی پیش کر کے پہلے آپ
 بری مذکورہ کچھ بیٹے تھے۔ کیونکہ اس وقت سب اہل علم و رجال کے حال سے واقف
 ہوتے تھے لیکن بعد کے دور میں یہ چارے رہا کہ منکر روایوں کی حدیث بغیر اقد
 جوع کے نقل کی جائے۔ کیونکہ حال کا علم علماء میں بھی کم ہو گیا تھا۔

حدیث ابن تیمیہ سے مراد "تیسرے" میں یہ بھی لکھا کہ جب کسی علم کا دلیل شرعی
 درجہ شروع ہونا ثابت ہو جائے تو پھر کوئی حدیث اس عمل کی نصیب کی اس کے

جس کے بارے میں محدثین ہوئے کا علم ہو تو اس کے اس عمل کے لفظ و ثواب کو
 حق سمجھ لیا جائے لیکن اگر میں سے کسی نے یہ عمل کیا کہ محض حدیث صحیفہ کی بناء پر
 کسی عمل کو مستحب یا واجب قرار دیا جائے۔ اور جو یہ کہے وہ جوع کا مخالف ہوگا
 (التوسل والوسید ص ۸)۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر صحیفہ حدیث سے کسی عمل کا احتیاج
 ثابت نہیں کیا جاسکا، یا عقائد و روایات کی دستاویزات کے اصول مسائل کا
 درجہ فردی مسائل، ان سے بھی کم درجہ کا ہے۔ کہ اس وضعیف و منکر و معلوم و
 آحاد تک بھی ثابت کر سکتے ہیں؟ کیا یہ بات جوع امت و ائمہ کے خلاف نہیں ہے؟
 تمام علماء امت و ائمہ و ائمتہ و ائمتہ کے یہی قائل وکیل کو ضروری مانتے ہیں۔ پھر اس
 کی موجودگی میں منکر و معلوم احادیث کو پیش کرنے کی کیا ضرورت رہا کرتی ہے؟
 (الوار اباری ج ۱ ص ۳۰۰ ص ۳۰۱ ص ۳۰۲ ص ۳۰۳ ص ۳۰۴ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶ ص ۳۰۷ ص ۳۰۸ ص ۳۰۹ ص ۳۱۰ ص ۳۱۱ ص ۳۱۲ ص ۳۱۳ ص ۳۱۴ ص ۳۱۵ ص ۳۱۶ ص ۳۱۷ ص ۳۱۸ ص ۳۱۹ ص ۳۲۰ ص ۳۲۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۳ ص ۳۲۴ ص ۳۲۵ ص ۳۲۶ ص ۳۲۷ ص ۳۲۸ ص ۳۲۹ ص ۳۳۰ ص ۳۳۱ ص ۳۳۲ ص ۳۳۳ ص ۳۳۴ ص ۳۳۵ ص ۳۳۶ ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ ص ۳۳۹ ص ۳۴۰ ص ۳۴۱ ص ۳۴۲ ص ۳۴۳ ص ۳۴۴ ص ۳۴۵ ص ۳۴۶ ص ۳۴۷ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹ ص ۳۵۰ ص ۳۵۱ ص ۳۵۲ ص ۳۵۳ ص ۳۵۴ ص ۳۵۵ ص ۳۵۶ ص ۳۵۷ ص ۳۵۸ ص ۳۵۹ ص ۳۶۰ ص ۳۶۱ ص ۳۶۲ ص ۳۶۳ ص ۳۶۴ ص ۳۶۵ ص ۳۶۶ ص ۳۶۷ ص ۳۶۸ ص ۳۶۹ ص ۳۷۰ ص ۳۷۱ ص ۳۷۲ ص ۳۷۳ ص ۳۷۴ ص ۳۷۵ ص ۳۷۶ ص ۳۷۷ ص ۳۷۸ ص ۳۷۹ ص ۳۸۰ ص ۳۸۱ ص ۳۸۲ ص ۳۸۳ ص ۳۸۴ ص ۳۸۵ ص ۳۸۶ ص ۳۸۷ ص ۳۸۸ ص ۳۸۹ ص ۳۹۰ ص ۳۹۱ ص ۳۹۲ ص ۳۹۳ ص ۳۹۴ ص ۳۹۵ ص ۳۹۶ ص ۳۹۷ ص ۳۹۸ ص ۳۹۹ ص ۴۰۰ ص ۴۰۱ ص ۴۰۲ ص ۴۰۳ ص ۴۰۴ ص ۴۰۵ ص ۴۰۶ ص ۴۰۷ ص ۴۰۸ ص ۴۰۹ ص ۴۱۰ ص ۴۱۱ ص ۴۱۲ ص ۴۱۳ ص ۴۱۴ ص ۴۱۵ ص ۴۱۶ ص ۴۱۷ ص ۴۱۸ ص ۴۱۹ ص ۴۲۰ ص ۴۲۱ ص ۴۲۲ ص ۴۲۳ ص ۴۲۴ ص ۴۲۵ ص ۴۲۶ ص ۴۲۷ ص ۴۲۸ ص ۴۲۹ ص ۴۳۰ ص ۴۳۱ ص ۴۳۲ ص ۴۳۳ ص ۴۳۴ ص ۴۳۵ ص ۴۳۶ ص ۴۳۷ ص ۴۳۸ ص ۴۳۹ ص ۴۴۰ ص ۴۴۱ ص ۴۴۲ ص ۴۴۳ ص ۴۴۴ ص ۴۴۵ ص ۴۴۶ ص ۴۴۷ ص ۴۴۸ ص ۴۴۹ ص ۴۵۰ ص ۴۵۱ ص ۴۵۲ ص ۴۵۳ ص ۴۵۴ ص ۴۵۵ ص ۴۵۶ ص ۴۵۷ ص ۴۵۸ ص ۴۵۹ ص ۴۶۰ ص ۴۶۱ ص ۴۶۲ ص ۴۶۳ ص ۴۶۴ ص ۴۶۵ ص ۴۶۶ ص ۴۶۷ ص ۴۶۸ ص ۴۶۹ ص ۴۷۰ ص ۴۷۱ ص ۴۷۲ ص ۴۷۳ ص ۴۷۴ ص ۴۷۵ ص ۴۷۶ ص ۴۷۷ ص ۴۷۸ ص ۴۷۹ ص ۴۸۰ ص ۴۸۱ ص ۴۸۲ ص ۴۸۳ ص ۴۸۴ ص ۴۸۵ ص ۴۸۶ ص ۴۸۷ ص ۴۸۸ ص ۴۸۹ ص ۴۹۰ ص ۴۹۱ ص ۴۹۲ ص ۴۹۳ ص ۴۹۴ ص ۴۹۵ ص ۴۹۶ ص ۴۹۷ ص ۴۹۸ ص ۴۹۹ ص ۵۰۰ ص ۵۰۱ ص ۵۰۲ ص ۵۰۳ ص ۵۰۴ ص ۵۰۵ ص ۵۰۶ ص ۵۰۷ ص ۵۰۸ ص ۵۰۹ ص ۵۱۰ ص ۵۱۱ ص ۵۱۲ ص ۵۱۳ ص ۵۱۴ ص ۵۱۵ ص ۵۱۶ ص ۵۱۷ ص ۵۱۸ ص ۵۱۹ ص ۵۲۰ ص ۵۲۱ ص ۵۲۲ ص ۵۲۳ ص ۵۲۴ ص ۵۲۵ ص ۵۲۶ ص ۵۲۷ ص ۵۲۸ ص ۵۲۹ ص ۵۳۰ ص ۵۳۱ ص ۵۳۲ ص ۵۳۳ ص ۵۳۴ ص ۵۳۵ ص ۵۳۶ ص ۵۳۷ ص ۵۳۸ ص ۵۳۹ ص ۵۴۰ ص ۵۴۱ ص ۵۴۲ ص ۵۴۳ ص ۵۴۴ ص ۵۴۵ ص ۵۴۶ ص ۵۴۷ ص ۵۴۸ ص ۵۴۹ ص ۵۵۰ ص ۵۵۱ ص ۵۵۲ ص ۵۵۳ ص ۵۵۴ ص ۵۵۵ ص ۵۵۶ ص ۵۵۷ ص ۵۵۸ ص ۵۵۹ ص ۵۶۰ ص ۵۶۱ ص ۵۶۲ ص ۵۶۳ ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ ص ۵۶۶ ص ۵۶۷ ص ۵۶۸ ص ۵۶۹ ص ۵۷۰ ص ۵۷۱ ص ۵۷۲ ص ۵۷۳ ص ۵۷۴ ص ۵۷۵ ص ۵۷۶ ص ۵۷۷ ص ۵۷۸ ص ۵۷۹ ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ ص ۵۸۲ ص ۵۸۳ ص ۵۸۴ ص ۵۸۵ ص ۵۸۶ ص ۵۸۷ ص ۵۸۸ ص ۵۸۹ ص ۵۹۰ ص ۵۹۱ ص ۵۹۲ ص ۵۹۳ ص ۵۹۴ ص ۵۹۵ ص ۵۹۶ ص ۵۹۷ ص ۵۹۸ ص ۵۹۹ ص ۶۰۰ ص ۶۰۱ ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۰۴ ص ۶۰۵ ص ۶۰۶ ص ۶۰۷ ص ۶۰۸ ص ۶۰۹ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱ ص ۶۱۲ ص ۶۱۳ ص ۶۱۴ ص ۶۱۵ ص ۶۱۶ ص ۶۱۷ ص ۶۱۸ ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ص ۶۲۱ ص ۶۲۲ ص ۶۲۳ ص ۶۲۴ ص ۶۲۵ ص ۶۲۶ ص ۶۲۷ ص ۶۲۸ ص ۶۲۹ ص ۶۳۰ ص ۶۳۱ ص ۶۳۲ ص ۶۳۳ ص ۶۳۴ ص ۶۳۵ ص ۶۳۶ ص ۶۳۷ ص ۶۳۸ ص ۶۳۹ ص ۶۴۰ ص ۶۴۱ ص ۶۴۲ ص ۶۴۳ ص ۶۴۴ ص ۶۴۵ ص ۶۴۶ ص ۶۴۷ ص ۶۴۸ ص ۶۴۹ ص ۶۵۰ ص ۶۵۱ ص ۶۵۲ ص ۶۵۳ ص ۶۵۴ ص ۶۵۵ ص ۶۵۶ ص ۶۵۷ ص ۶۵۸ ص ۶۵۹ ص ۶۶۰ ص ۶۶۱ ص ۶۶۲ ص ۶۶۳ ص ۶۶۴ ص ۶۶۵ ص ۶۶۶ ص ۶۶۷ ص ۶۶۸ ص ۶۶۹ ص ۶۷۰ ص ۶۷۱ ص ۶۷۲ ص ۶۷۳ ص ۶۷۴ ص ۶۷۵ ص ۶۷۶ ص ۶۷۷ ص ۶۷۸ ص ۶۷۹ ص ۶۸۰ ص ۶۸۱ ص ۶۸۲ ص ۶۸۳ ص ۶۸۴ ص ۶۸۵ ص ۶۸۶ ص ۶۸۷ ص ۶۸۸ ص ۶۸۹ ص ۶۹۰ ص ۶۹۱ ص ۶۹۲ ص ۶۹۳ ص ۶۹۴ ص ۶۹۵ ص ۶۹۶ ص ۶۹۷ ص ۶۹۸ ص ۶۹۹ ص ۷۰۰ ص ۷۰۱ ص ۷۰۲ ص ۷۰۳ ص ۷۰۴ ص ۷۰۵ ص ۷۰۶ ص ۷۰۷ ص ۷۰۸ ص ۷۰۹ ص ۷۱۰ ص ۷۱۱ ص ۷۱۲ ص ۷۱۳ ص ۷۱۴ ص ۷۱۵ ص ۷۱۶ ص ۷۱۷ ص ۷۱۸ ص ۷۱۹ ص ۷۲۰ ص ۷۲۱ ص ۷۲۲ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ ص ۷۲۷ ص ۷۲۸ ص ۷۲۹ ص ۷۳۰ ص ۷۳۱ ص ۷۳۲ ص ۷۳۳ ص ۷۳۴ ص ۷۳۵ ص ۷۳۶ ص ۷۳۷ ص ۷۳۸ ص ۷۳۹ ص ۷۴۰ ص ۷۴۱ ص ۷۴۲ ص ۷۴۳ ص ۷۴۴ ص ۷۴۵ ص ۷۴۶ ص ۷۴۷ ص ۷۴۸ ص ۷۴۹ ص ۷۵۰ ص ۷۵۱ ص ۷۵۲ ص ۷۵۳ ص ۷۵۴ ص ۷۵۵ ص ۷۵۶ ص ۷۵۷ ص ۷۵۸ ص ۷۵۹ ص ۷۶۰ ص ۷۶۱ ص ۷۶۲ ص ۷۶۳ ص ۷۶۴ ص ۷۶۵ ص ۷۶۶ ص ۷۶۷ ص ۷۶۸ ص ۷۶۹ ص ۷۷۰ ص ۷۷۱ ص ۷۷۲ ص ۷۷۳ ص ۷۷۴ ص ۷۷۵ ص ۷۷۶ ص ۷۷۷ ص ۷۷۸ ص ۷۷۹ ص ۷۸۰ ص ۷۸۱ ص ۷۸۲ ص ۷۸۳ ص ۷۸۴ ص ۷۸۵ ص ۷۸۶ ص ۷۸۷ ص ۷۸۸ ص ۷۸۹ ص ۷۹۰ ص ۷۹۱ ص ۷۹۲ ص ۷۹۳ ص ۷۹۴ ص ۷۹۵ ص ۷۹۶ ص ۷۹۷ ص ۷۹۸ ص ۷۹۹ ص ۸۰۰ ص ۸۰۱ ص ۸۰۲ ص ۸۰۳ ص ۸۰۴ ص ۸۰۵ ص ۸۰۶ ص ۸۰۷ ص ۸۰۸ ص ۸۰۹ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ ص ۸۱۳ ص ۸۱۴ ص ۸۱۵ ص ۸۱۶ ص ۸۱۷ ص ۸۱۸ ص ۸۱۹ ص ۸۲۰ ص ۸۲۱ ص ۸۲۲ ص ۸۲۳ ص ۸۲۴ ص ۸۲۵ ص ۸۲۶ ص ۸۲۷ ص ۸۲۸ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ ص ۸۳۱ ص ۸۳۲ ص ۸۳۳ ص ۸۳۴ ص ۸۳۵ ص ۸۳۶ ص ۸۳۷ ص ۸۳۸ ص ۸۳۹ ص ۸۴۰ ص ۸۴۱ ص ۸۴۲ ص ۸۴۳ ص ۸۴۴ ص ۸۴۵ ص ۸۴۶ ص ۸۴۷ ص ۸۴۸ ص ۸۴۹ ص ۸۵۰ ص ۸۵۱ ص ۸۵۲ ص ۸۵۳ ص ۸۵۴ ص ۸۵۵ ص ۸۵۶ ص ۸۵۷ ص ۸۵۸ ص ۸۵۹ ص ۸۶۰ ص ۸۶۱ ص ۸۶۲ ص ۸۶۳ ص ۸۶۴ ص ۸۶۵ ص ۸۶۶ ص ۸۶۷ ص ۸۶۸ ص ۸۶۹ ص ۸۷۰ ص ۸۷۱ ص ۸۷۲ ص ۸۷۳ ص ۸۷۴ ص ۸۷۵ ص ۸۷۶ ص ۸۷۷ ص ۸۷۸ ص ۸۷۹ ص ۸۸۰ ص ۸۸۱ ص ۸۸۲ ص ۸۸۳ ص ۸۸۴ ص ۸۸۵ ص ۸۸۶ ص ۸۸۷ ص ۸۸۸ ص ۸۸۹ ص ۸۹۰ ص ۸۹۱ ص ۸۹۲ ص ۸۹۳ ص ۸۹۴ ص ۸۹۵ ص ۸۹۶ ص ۸۹۷ ص ۸۹۸ ص ۸۹۹ ص ۹۰۰ ص ۹۰۱ ص ۹۰۲ ص ۹۰۳ ص ۹۰۴ ص ۹۰۵ ص ۹۰۶ ص ۹۰۷ ص ۹۰۸ ص ۹۰۹ ص ۹۱۰ ص ۹۱۱ ص ۹۱۲ ص ۹۱۳ ص ۹۱۴ ص ۹۱۵ ص ۹۱۶ ص ۹۱۷ ص ۹۱۸ ص ۹۱۹ ص ۹۲۰ ص ۹۲۱ ص ۹۲۲ ص ۹۲۳ ص ۹۲۴ ص ۹۲۵ ص ۹۲۶ ص ۹۲۷ ص ۹۲۸ ص ۹۲۹ ص ۹۳۰ ص ۹۳۱ ص ۹۳۲ ص ۹۳۳ ص ۹۳۴ ص ۹۳۵ ص ۹۳۶ ص ۹۳۷ ص ۹۳۸ ص ۹۳۹ ص ۹۴۰ ص ۹۴۱ ص ۹۴۲ ص ۹۴۳ ص ۹۴۴ ص ۹۴۵ ص ۹۴۶ ص ۹۴۷ ص ۹۴۸ ص ۹۴۹ ص ۹۵۰ ص ۹۵۱ ص ۹۵۲ ص ۹۵۳ ص ۹۵۴ ص ۹۵۵ ص ۹۵۶ ص ۹۵۷ ص ۹۵۸ ص ۹۵۹ ص ۹۶۰ ص ۹۶۱ ص ۹۶۲ ص ۹۶۳ ص ۹۶۴ ص ۹۶۵ ص ۹۶۶ ص ۹۶۷ ص ۹۶۸ ص ۹۶۹ ص ۹۷۰ ص ۹۷۱ ص ۹۷۲ ص ۹۷۳ ص ۹۷۴ ص ۹۷۵ ص ۹۷۶ ص ۹۷۷ ص ۹۷۸ ص ۹۷۹ ص ۹۸۰ ص ۹۸۱ ص ۹۸۲ ص ۹۸۳ ص ۹۸۴ ص ۹۸۵ ص ۹۸۶ ص ۹۸۷ ص ۹۸۸ ص ۹۸۹ ص ۹۹۰ ص ۹۹۱ ص ۹۹۲ ص ۹۹۳ ص ۹۹۴ ص ۹۹۵ ص ۹۹۶ ص ۹۹۷ ص ۹۹۸ ص ۹۹۹ ص ۱۰۰۰ ص ۱۰۰۱ ص ۱۰۰۲ ص ۱۰۰۳ ص ۱۰۰۴ ص ۱۰۰۵ ص ۱۰۰۶ ص ۱۰۰۷ ص ۱۰۰۸ ص ۱۰۰۹ ص ۱۰۱۰ ص ۱۰۱۱ ص ۱۰۱۲ ص ۱۰۱۳ ص ۱۰۱۴ ص ۱۰۱۵ ص ۱۰۱۶ ص ۱۰۱۷ ص ۱۰۱۸ ص ۱۰۱۹ ص ۱۰۲۰ ص ۱۰۲۱ ص ۱۰۲۲ ص ۱۰۲۳ ص ۱۰۲۴ ص ۱۰۲۵ ص ۱۰۲۶ ص ۱۰۲۷ ص ۱۰۲۸ ص ۱۰۲۹ ص ۱۰۳۰ ص ۱۰۳۱ ص ۱۰۳۲ ص ۱۰۳۳ ص ۱۰۳۴ ص ۱۰۳۵ ص ۱۰۳۶ ص ۱۰۳۷ ص ۱۰۳۸ ص ۱۰۳۹ ص ۱۰۴۰ ص ۱۰۴۱ ص ۱۰۴۲ ص ۱۰۴۳ ص ۱۰۴۴ ص ۱۰۴۵ ص ۱۰۴۶ ص ۱۰۴۷ ص ۱۰۴۸ ص ۱۰۴۹ ص ۱۰۵۰ ص ۱۰۵۱ ص ۱۰۵۲ ص ۱۰۵۳ ص ۱۰۵۴ ص ۱۰۵۵ ص ۱۰۵۶ ص ۱۰۵۷ ص ۱۰۵۸ ص ۱۰۵۹ ص ۱۰۶۰ ص ۱۰۶۱ ص ۱۰۶۲ ص ۱۰۶۳ ص ۱۰۶۴ ص ۱۰۶۵ ص ۱۰۶۶ ص ۱۰۶۷ ص ۱۰۶۸ ص ۱۰۶۹ ص ۱۰۷۰ ص ۱۰۷۱ ص ۱۰۷۲ ص ۱۰۷۳ ص ۱۰۷۴ ص ۱۰۷۵ ص ۱۰۷۶ ص ۱۰۷۷ ص ۱۰۷۸ ص ۱۰۷۹ ص ۱۰۸۰ ص ۱۰۸۱ ص ۱۰۸۲ ص ۱۰۸۳ ص ۱۰۸۴ ص ۱۰۸۵ ص ۱۰۸۶ ص ۱۰۸۷ ص ۱۰۸۸ ص ۱۰۸۹ ص ۱۰۹۰ ص ۱۰۹۱ ص ۱۰۹۲ ص ۱۰۹۳ ص ۱۰۹۴ ص ۱۰۹۵ ص ۱۰۹۶ ص ۱۰۹۷ ص ۱۰۹۸ ص ۱۰۹۹ ص ۱۱۰۰ ص ۱۱۰۱ ص ۱۱۰۲ ص ۱۱۰۳ ص ۱۱۰۴ ص ۱۱۰۵ ص ۱۱۰۶ ص ۱۱۰۷ ص ۱۱۰۸ ص ۱۱۰۹ ص ۱۱۱۰ ص ۱۱۱۱ ص ۱۱۱۲ ص ۱۱۱۳ ص ۱۱۱۴ ص ۱۱۱۵ ص ۱۱۱۶ ص ۱۱۱۷ ص ۱۱۱۸ ص ۱۱۱۹ ص ۱۱۲۰ ص ۱۱۲۱ ص ۱۱۲۲ ص ۱۱۲۳ ص ۱۱۲۴ ص ۱۱۲۵ ص ۱۱۲۶ ص ۱۱۲۷ ص ۱۱۲۸ ص ۱۱۲۹ ص ۱۱۳۰ ص ۱۱۳۱ ص ۱۱۳۲ ص ۱۱۳۳ ص ۱۱۳۴ ص ۱۱۳۵ ص ۱۱۳۶ ص ۱۱۳۷ ص ۱۱۳۸ ص ۱۱۳۹ ص ۱۱۴۰ ص ۱۱۴۱ ص ۱۱۴۲ ص ۱۱۴۳ ص ۱۱۴۴ ص ۱۱۴۵ ص ۱۱۴۶ ص ۱۱۴۷ ص ۱۱۴۸ ص ۱۱۴۹ ص ۱۱۵۰ ص ۱۱۵۱ ص ۱۱۵۲ ص ۱۱۵۳ ص ۱۱۵۴ ص ۱۱۵۵ ص ۱۱۵۶ ص ۱۱۵۷ ص ۱۱۵۸ ص ۱۱۵۹ ص ۱۱۶۰ ص ۱۱۶۱ ص ۱۱۶۲ ص ۱۱۶۳ ص ۱۱۶۴ ص ۱۱۶۵ ص ۱۱۶۶ ص ۱۱۶۷ ص ۱۱۶۸ ص ۱۱۶۹ ص ۱۱۷۰ ص ۱۱۷۱ ص ۱۱۷۲ ص ۱۱۷۳ ص ۱۱۷۴ ص ۱۱۷۵ ص ۱۱۷۶ ص ۱۱۷۷ ص ۱۱۷۸ ص ۱۱۷۹ ص ۱۱۸۰ ص ۱۱۸۱ ص ۱۱۸۲ ص ۱۱۸۳ ص ۱۱۸۴ ص ۱۱۸۵ ص ۱۱۸۶ ص ۱۱۸۷ ص ۱۱۸۸ ص ۱۱۸۹ ص ۱۱۹۰ ص ۱۱۹۱ ص ۱۱۹۲ ص ۱۱۹۳ ص ۱۱۹۴ ص ۱۱۹۵ ص ۱۱۹۶ ص ۱۱۹۷ ص ۱۱۹۸ ص ۱۱۹۹ ص ۱۲۰۰ ص ۱۲۰۱ ص ۱۲۰۲ ص ۱۲۰۳ ص ۱۲۰۴ ص ۱۲۰۵ ص ۱۲۰۶ ص ۱۲۰۷ ص ۱۲۰۸ ص ۱۲۰۹ ص ۱۲۱۰ ص ۱۲۱۱ ص ۱۲۱۲ ص ۱۲۱۳ ص ۱۲۱۴ ص ۱۲۱۵ ص ۱۲۱۶ ص ۱۲۱۷ ص ۱۲۱۸ ص ۱۲۱۹ ص ۱۲۲۰ ص ۱۲۲۱ ص ۱۲۲۲ ص ۱۲۲۳ ص ۱۲۲۴ ص ۱۲۲۵ ص ۱۲۲۶ ص ۱۲۲۷ ص ۱۲۲۸ ص ۱۲۲۹ ص ۱۲۳۰ ص ۱۲۳۱ ص ۱۲۳۲ ص ۱۲۳۳ ص ۱۲۳۴ ص ۱۲۳۵ ص ۱۲۳۶ ص ۱۲۳۷ ص ۱۲۳۸ ص ۱۲۳۹ ص ۱۲۴۰ ص ۱۲۴۱ ص ۱۲۴۲ ص ۱۲۴۳ ص ۱۲۴۴ ص ۱۲۴۵ ص ۱۲۴۶ ص ۱۲۴۷ ص ۱۲۴۸ ص ۱۲۴۹ ص ۱۲۵۰ ص ۱۲۵۱ ص ۱۲۵۲ ص ۱۲۵۳ ص ۱۲۵۴ ص ۱۲۵۵ ص ۱۲۵۶ ص ۱۲۵۷ ص ۱۲۵۸ ص ۱۲۵۹ ص ۱۲۶۰ ص ۱۲۶۱ ص ۱۲۶۲ ص ۱۲۶۳ ص ۱۲۶۴ ص ۱۲۶۵ ص ۱۲۶۶ ص ۱۲۶۷ ص ۱۲۶۸ ص ۱۲۶۹ ص ۱۲۷۰ ص ۱۲۷۱ ص ۱۲۷۲ ص ۱۲۷۳ ص ۱۲۷۴ ص ۱۲۷۵ ص ۱۲۷۶ ص ۱۲۷۷ ص ۱۲۷۸ ص ۱۲۷۹ ص ۱۲۸۰ ص ۱۲۸۱ ص ۱۲۸۲ ص ۱۲۸۳ ص ۱۲۸۴ ص ۱۲۸۵ ص ۱۲۸۶ ص ۱۲۸۷ ص ۱۲۸۸ ص ۱۲۸۹ ص ۱۲۹۰ ص ۱۲۹۱ ص ۱۲۹۲ ص ۱۲۹۳ ص ۱۲۹۴ ص ۱۲۹۵ ص ۱۲۹۶ ص ۱۲۹۷ ص ۱۲۹۸ ص ۱۲۹۹ ص ۱۳۰۰ ص ۱۳۰۱ ص ۱۳۰۲ ص ۱۳۰۳ ص ۱۳۰۴ ص ۱۳۰۵ ص ۱۳۰۶ ص ۱۳۰۷ ص ۱۳۰۸ ص ۱۳۰۹ ص ۱۳۱۰ ص ۱۳۱۱ ص ۱۳۱۲ ص ۱۳۱۳ ص ۱۳۱۴ ص ۱۳۱۵ ص ۱۳۱۶ ص ۱۳۱۷ ص ۱۳۱۸ ص ۱۳۱۹ ص ۱۳۲۰ ص ۱۳۲۱ ص ۱۳۲۲ ص ۱۳۲۳ ص ۱۳۲۴ ص ۱۳۲۵ ص ۱۳۲۶ ص ۱۳۲۷ ص ۱۳۲۸ ص ۱۳۲۹ ص ۱۳۳۰ ص ۱۳۳۱ ص ۱۳۳۲ ص ۱۳۳۳ ص ۱۳۳۴ ص ۱۳۳۵ ص ۱۳۳۶ ص ۱۳۳۷ ص ۱۳۳۸ ص ۱۳۳۹ ص ۱۳۴۰ ص ۱۳۴۱ ص ۱۳۴۲ ص ۱۳۴۳ ص ۱۳۴۴ ص ۱۳۴۵ ص ۱۳۴۶ ص ۱۳۴۷ ص ۱۳۴۸ ص ۱۳۴۹ ص ۱۳۵۰ ص ۱۳۵۱ ص ۱۳۵۲ ص ۱۳۵۳ ص ۱۳۵۴ ص ۱۳۵۵ ص ۱۳۵۶ ص ۱۳۵۷ ص ۱۳۵۸ ص ۱۳۵۹ ص ۱۳۶۰ ص ۱۳۶۱ ص ۱۳۶۲ ص ۱۳۶۳ ص ۱۳۶۴ ص ۱۳۶۵ ص ۱۳۶۶ ص ۱۳۶۷ ص ۱۳۶۸ ص ۱۳۶۹ ص ۱۳۷۰ ص ۱۳۷۱ ص ۱۳۷۲ ص ۱۳۷۳ ص ۱۳۷۴ ص ۱۳۷۵ ص ۱۳۷۶ ص ۱۳۷۷ ص ۱۳۷۸ ص ۱۳۷۹ ص ۱۳۸۰ ص ۱۳۸۱ ص ۱۳۸۲ ص ۱۳۸۳ ص ۱۳۸۴ ص ۱۳۸۵ ص ۱۳۸۶ ص ۱۳۸۷ ص ۱۳۸۸ ص ۱۳۸۹ ص ۱۳۹۰ ص ۱۳۹۱ ص ۱۳۹۲ ص ۱۳۹۳ ص ۱۳۹۴ ص ۱۳۹۵ ص ۱۳۹۶ ص ۱۳۹۷ ص ۱۳۹۸ ص ۱۳۹۹ ص ۱۴۰۰ ص ۱۴۰۱ ص ۱۴۰۲ ص ۱۴۰۳ ص ۱۴۰۴ ص ۱۴۰۵ ص ۱۴۰۶ ص ۱۴۰۷ ص ۱۴۰۸ ص ۱۴۰۹ ص ۱۴۱۰ ص ۱۴۱۱ ص ۱۴۱۲ ص ۱۴۱۳ ص ۱۴۱۴ ص ۱۴۱۵ ص ۱۴۱۶ ص ۱۴۱۷ ص ۱۴۱۸ ص ۱۴۱۹ ص ۱۴۲۰ ص ۱۴۲۱ ص ۱۴۲۲ ص ۱۴۲۳ ص ۱۴۲۴ ص ۱۴۲۵ ص ۱۴۲۶ ص ۱۴۲۷ ص ۱۴۲۸ ص ۱۴۲۹ ص ۱۴۳۰ ص ۱۴۳۱ ص ۱۴۳۲ ص ۱۴۳۳ ص ۱۴۳۴ ص ۱۴۳۵ ص ۱۴۳۶ ص ۱۴۳۷ ص ۱۴۳۸ ص ۱۴۳۹ ص ۱۴۴۰ ص ۱۴۴۱ ص ۱۴۴۲ ص ۱۴۴۳ ص ۱۴۴۴ ص ۱۴۴۵ ص ۱۴۴۶ ص ۱۴۴۷ ص ۱۴۴۸ ص ۱۴۴۹ ص ۱۴۵۰ ص ۱۴۵۱ ص ۱۴۵۲ ص ۱۴۵۳ ص ۱۴۵۴ ص ۱۴۵۵ ص ۱۴۵۶ ص ۱۴۵۷ ص ۱۴۵۸ ص ۱۴۵۹ ص ۱۴۶۰ ص ۱۴۶۱ ص ۱۴۶۲ ص ۱۴۶۳ ص ۱۴۶۴ ص ۱۴۶۵ ص ۱۴۶۶ ص ۱۴۶۷ ص ۱۴۶۸ ص ۱۴۶۹ ص ۱۴۷۰ ص ۱۴۷۱ ص ۱۴۷۲ ص ۱۴۷۳ ص ۱۴۷۴ ص ۱۴۷۵ ص ۱۴۷۶ ص ۱۴۷۷ ص ۱۴۷۸ ص ۱۴۷۹ ص ۱۴۸۰ ص ۱۴۸۱ ص ۱۴۸۲ ص ۱۴۸۳ ص ۱۴۸۴ ص ۱۴۸۵ ص ۱۴۸۶ ص ۱۴۸۷ ص ۱۴۸۸ ص ۱۴۸۹ ص ۱۴۹۰ ص ۱۴۹۱ ص ۱۴۹۲ ص ۱۴۹۳ ص ۱۴۹۴ ص ۱۴۹۵ ص ۱۴۹۶ ص ۱۴۹۷ ص ۱۴۹۸ ص ۱۴۹۹ ص ۱۵۰۰ ص ۱۵۰۱ ص ۱۵۰۲ ص ۱۵۰۳ ص ۱۵۰۴ ص ۱۵۰۵ ص ۱۵۰۶ ص ۱۵۰۷ ص ۱۵۰۸ ص ۱۵۰۹ ص ۱۵۱۰ ص ۱۵۱۱ ص ۱۵۱۲ ص ۱۵۱۳ ص ۱۵۱۴ ص ۱۵۱۵ ص ۱۵۱۶ ص ۱۵۱۷ ص ۱۵۱۸ ص ۱۵۱۹ ص ۱۵۲۰ ص ۱۵۲۱ ص ۱۵۲۲ ص ۱۵۲۳ ص ۱۵۲۴ ص ۱۵۲۵ ص ۱۵۲۶ ص ۱۵۲۷ ص ۱۵۲۸ ص ۱۵۲۹ ص ۱۵۳۰ ص ۱۵۳۱ ص ۱۵۳۲ ص ۱۵۳۳ ص ۱۵۳۴ ص ۱۵۳۵ ص ۱۵۳۶ ص ۱۵۳۷ ص ۱۵۳۸ ص ۱۵۳۹ ص ۱۵۴۰ ص ۱۵۴۱ ص ۱۵۴۲ ص ۱۵۴۳ ص ۱۵۴۴ ص ۱۵۴۵ ص ۱۵

العربی، حضرت امام ابن الجوزی، حضرت امام ابوالحیاءؒ سے اس بار ۱۹۱۹ء میں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

(3) حضرت امام ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: ایک روایت سے کسی شخص سے کہا: "تو جیسا ہے" حضرت نے کہا: "تو جیسا ہے"۔ یہ روایت ہے۔ جیسا کہ امام تاج "شرح" میں لکھتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والے صرف اور صرف ہاک ہیں۔

حضرت امام احمدؒ کی حدیث کی سند میں موجود راوی یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں: ”اے کذاب یہی جھوٹا ہے، حدیثیں وضع کرتا ہے۔“ جیسے دیکھیں۔

۱۔ کئے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عباسؓ کے مابین بہت بڑا تعلق اور بہت ہی زیادہ انقطاع پایا جاتا تھا۔ چرچا بھی باقی رہتا ہے رچہ دریاں میں حضرت اصفؓ واسطہ ہوگی۔

کے مت سے صحابہ استغواء لازم (یعنی حفظہ و اتمام) اور معرفت با
وہ حفاظ و رموز ہیں، اہم سے کہ، ایسے ہی خیال یا سب سے پہلے محو
کا اس طرح فنی کرنا کسی بھی اہم سے کے اہم سے دور نہیں ہو سکتا۔
حضرت امام مسعودی مانتے ہیں، حضرت عبداللہ بن حمیرہ سے روایت کے
حضرت مالک بن انس سے روایت کے۔

حضرت ہمارے ہاں اہل علم و محبوں انیس ہوئے۔ سوائے جہالت
صرف اور صرف دو شخص رہے جو اس دور سے تھے
حضرت ہمارے ہاں کہ جس وقت ہی روپیہ کی پیدائش ہے جب وہ
مصرف نہ ہوں۔

حضرت ابراہیم حربی (جو حضرت ہمام احمدؒ کے اصحاب میں بڑے جلیل القدر

١٠٠٠

حضرت باقر علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے اپنے پیغمبر سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے پیغمبر سے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

میں نے اس کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز بھی یاد کی ہے کہ

حضرت ابو موسیٰؓ سے حدیث پہنچی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ
جو شخص اپنے لیے کسی چیز کو چاہے اور اسے دیکھ لے تو اس کا اجر ختم ہو جاتا ہے

حضرت امام ابن اعرابیؒ اپنی کتاب شریح ترقی میں جس حدیث افعال کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یہ ہائیں اہل کتاب سے ماخوذ ہیں۔“ کی کوئی اصل صحیح کہیں

مرتب ناموں کو اپنی کتاب نوع البشر میں شامل کیا ہے۔ یہ تحقیق بہت باطل ہے کیونکہ اس کے راوی بھی نہ ائمہ، نہ متقدم۔

نصرت حاصل ہو چکا ہے۔ یہاں میں یہ دعویٰ ہے کہ وہ سب
کے بارے میں فکر کرتے ہیں۔ یہی نصرت ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ مدنی اپنے تیسریں کتاب میں لکھتے ہیں کہ

وہ آپ ﷺ کے پروردگار کے لوگوں کو اس روز سنبھالتے تھے۔ انھوں نے
 ان کے تحت فرماتے ہیں

وذكروا في صفات هؤلاء النمائية أشكالاً متكادمة صرباً عن ذكرهم

ابو المحيط في الغرر ١٥٨٩ المؤلف ابو حيان محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان الثوري ادب في الامم لسي (القول في)

سبحانك عبادتي محمد جميل الناشر دار الفكر بيروت الطبعة

سودہ ماکبر و عجاب قالہ اعلم ان لیس فی اللہ
سودہ ماکبر لا و لہ عجب و حل فی کمالہ شیء ، حل
و نقدت اسماءہ ولا الہ غیرہ

الأحاط بالواقع بذات العرش من حسن الأخط الحاصل فی
لہذاک صفة للرحل وللعرش ومعاد اللہ أن تعدہ صفة للہ و
لہ لفظ الأخط لم یأت بہ من ثابت

فی هذه الأحادیث إلیة تؤمن بما شیخ منها وبما اتفق الضمیر
مرادہ و آخر اوردہ فأنما عا فی اسنادہ مقال و اختلف العلماء فی
و تأویلہ لہذا لا یعرض لہ بغیر بل برویہ فی الجملة و بین خدہ
الحديث إنما سقاه لباہیہ مما لو هو من علو اللہ تعالیٰ فوق حیرہ
مما یؤلف آیات الکتاب

والعلو للعلی العذر فی إخراج صحیح الأخبار و سلفہا من ۳۵۰۴۲
مؤلف من لدین ہ عہدہ محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد
لذہبی (توفی ۷۴۸ھ) المصنف ابو محمد ابرہہ بن عبد المتق
ناشر مکتبۃ انوار السلف برہمن المطبعة الأولى (۱۳۱۶ھ)

یہ حدیث بہت ہی عجیب و غریب کی اور وہ ہے کہ
جان میں جس میں سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے
تاریخ و آثار عرب و اسلام کی اس کی طرف سے اس کی طرف سے
اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے

یہ حدیث بہت ہی عجیب و غریب کی اور وہ ہے کہ
اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے
اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے

یہ حدیث بہت ہی عجیب و غریب کی اور وہ ہے کہ

یہ حدیث بہت ہی عجیب و غریب کی اور وہ ہے کہ
اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے
اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے

یہ حدیث بہت ہی عجیب و غریب کی اور وہ ہے کہ
اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے
اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی طرف سے

5.6.3 :- بشرط صحت حدیث کی مراد

بشرط صحت اس کی مراد دوسری ہے۔ علامہ قطب الدین نے ہیں

قال الشیخ عبد الکلام إذا جرى على ظاهره كان فيه نوع من
لکھنؤ و سکیفہ عن اللہ و صفاتہ متعبہ لفظی أن لیس المراد منه
بحقیقہ هذه الصفة ولا سجدہ علی حدہ بقیہ و اما ہذا کہ
مغرب رہا نہ تقریر عظمہ اللہ و حلالہ سعادتہ و ما قصدہ لہ لہذا
مستند من حدیث کہ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
ما یؤلف من رکلاہ و ما یؤلف من حدہ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
و صفہ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
و حلالہ و قیوہ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
بسطہ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
قولہ و لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ

الکرمی من العرش کمقدار کرمی یحکون عند سریر قدوس
لقدیمی القاعد علی السرب، فیکون الشرب أعظم قدر من الکرم
الموضوع دوسہ موصفہ للقدیم ہذا هو المقصود من لخبیر عند
بعض أهل النظر واللذ الغلہ و لخبیر موقوف لا یصح رفعہ فی السر
علی اللہ علیہ وسلم وأما المقدمون من أصحابنا فہم لم یفسروا
أفضل ہدہ ولم یشتغلوا بترویجہا مع اعتمادہم ان اللہ تعالیٰ و حد
غیر ضعیفین، ولا یدی جراحیہ.

(کتاب الاسماء والصفات ج ۲ ص ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸ طبع مکتبہ سرمدی لکھنؤ)
حضرت عبداللہ بن عباس علیہ السلام فرماتے ہیں: "وَمِنْ كُتُبِ السَّعَادَاتِ وَالْأَزْوَاجِ
تِلْكَ الَّتِي فِيهَا دُورُ الْبُحْرِ"۔ اس سے مراد ہے کہ اس کتاب میں
کے مقابلہ میں کوئی مقدمہ نہیں ہے۔

اس حدیث میں موصوفہ "قدیمی" یعنی عمر سادت سے فرمایا ہے۔ اس طرح اس
روایت میں "امور شمری" سے بھی بغیر سادت سے مروی ہے۔ تو یہ سہی
تہذیب سے "موصوفہ" سے موصوفہ "قدیمی" سے موصوفہ "قدیمی" سے

اس حدیث سے مراد ہے کہ اس حدیث میں "قدیمی" سے موصوفہ "قدیمی" سے
ماہ سے کیا گیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے حفاظ سے ہوا ہے۔ تو
تہذیب سے پائی ہوئی ہے۔ "امور شمری" سے موصوفہ "قدیمی" سے
گویا کہ تہذیب کی مقدمہ سے موصوفہ "قدیمی" سے موصوفہ "قدیمی" سے
ہوا ہے۔ اس روایت سے علم واللہ سے اس میں قصور ہے۔ اللہ اعلم
بہدوینہ و قوتہ کی عیب۔ اس کا مرقع، وفاق نہیں ہے۔

ہمارے کام میں سے حلقہ میں اس جیسی روایت کی تفسیر نہیں کرتے ہیں اور
ی اس جیسی حدیث کی تاویل میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس اعتقاد کے ساتھ کہ اللہ
تعالیٰ یکتا وکیل ہے اس سے حسب وادجہ رہت نہیں ہیں۔

جامعہ جلال الدین سیوطی (السنن ج ۱) فرماتے ہیں

قلب ہذا علی سبیل الاستعداد - یعنی اللہ عن تشبیہ - و یوصفہ
اخر احد بس حریز عن تضاحک فی الآیہ قل کرمی لیدی یوصع
تحت العرش لیدی تجعل الملوک عنہ اقدامہم
(الغلو المنقوۃ ج ۲ ص ۱۷۷ المؤلف: عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین
السیوطی (المنقوۃ ج ۲ ص ۱۷۷) الناشر: دار الفکر، بیروت)

اس میں استقامت و کایاں یا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تہذیب سے بہت بلند ہے۔ اس کی تہذیب
میں بھی کرم سے اس سے کہی جاتی ہے کہ اس کو امام ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ "ی
ہوئی ہے جس وقت سے یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ ہے وہاں لکھتے ہیں۔

یہ مقدمہ بواسطہ علی بن محمد بن سائیل ارشدی مصری لکھتے ہیں قلب قادسیں
ن احديث الدي صححه الشيخ ابني، ضعيف فلا يكون في صفه
لکرمی حدیث صحیح (حاشیہ "الرسالۃ الخاریۃ" الاثر: ابی بکر، ص ۱۸ طبع مصر)
میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح کوئی حدیث حسن و شیخ بانی سے صحیح ہے۔
یہ حدیث ضعیف ہے تو یہ کوئی حدیث بھی حدیث کرمی کی صفت میں صحیح نہیں ہے

اس حدیث میں "قدیمی" سے موصوفہ "قدیمی" سے موصوفہ "قدیمی" سے
کرم سے موصوفہ "قدیمی" سے موصوفہ "قدیمی" سے موصوفہ "قدیمی" سے
کہ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھ کر کے
رکھے ہیں، حالانکہ اس سے اس قرآن حدیث کی بولی بھی لیں نہیں ہے۔ ا
تاریت بھی ہو چکا ہے کہ سری قدموں کی جگہ سے، تو اس کا معنی ہوگا کہ سری، عرش کی
بہت بہت ہی چھوٹی ہے۔ اسی معنی پر حضرت ابن عباسؓ کے اس قول کو محسوس یا
جائے گا۔

5.9: علامہ ابوالحسن سیف الدین آمدیؒ کی تحقیق

لغفت المشبهه علی أنه تعالیٰ فی جهة، وخصه بوجه الفوی

6.1: حضرت امام ابن فورک (المتوفی ۱۰۳۰ھ) کی تحقیق

حضرت امام ابن فورک (المتوفی ۱۰۳۰ھ) فرماتے ہیں

ذکر خبر آخر جنا یقتضی التأویب ویوم ظاہرہ انشبه
وهو من لاخبار المشہورۃ عند اهل النقل وذلك مما یستحق مدح
المکان وقد روی فی معنیہ اخیر سد کمرہ ولا غایلا من ذلك
ما روی فی السحر ان حایہ عرفت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من ارید عنقہ فی تکفیرۃ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول "ایں اللہ" فاشارت لی اسماء علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم "اعتقہ فیئہ مومۃ"

اعلم ان الکلام فی ذلک من وجہین

أحدهما فی تأویل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "ایں اللہ" مع استحالة کونه
فی مکان

والثانی قوله تھا مومہ من غیر ظہور عمل مہا

فأما الکلام فیما یقتضی قیامہ صلی اللہ علیہ وسلم "ایں اللہ" فان
ظاہر اصحہ تدل من لفظ "ایں" انہا موضوعہ لاسوال عن المکان
ویستخرج بہا عن مکان المسوؤل عنہ ب "ایں" فیل "ایں هو"
وذلك ان اهل النسخہ قالوا ان نقل علی اهل البدن فی الامتہام
عن مکانہ یقولوا "ہو فی بیت" ام فی المسجد ام فی السوق
ام فی بقعہ کذا" וכذا وصفاً یقتضی جمع الجمع لا مکنہ یستعملون
بہا عن مکان المسوؤل عنہ ب "ایں"

وہذا هو اصل حدیثہ اسکنہ غیر یہی قد استعملوہا عن مکان
المسؤول عنہ فی غیر ہذا المعنی توسعاً یضاً شیئہا بما وضع لہ
وذلك ہم یقولون عند استعلام منزلة المستعلم عندہ من استعمالہ

ایں منسوخۃ فلان مسکب" وایں فلان من لا میر" واستعملوہ فی
استعلام المعرف ب "ایں" برہین بانہ یقولوا "ایں فلان من فلان" وایں
یریدون المسکب والمحل من طریق التماثل فی البیان بل یریدون
لاستفہام عن الرتبہ وامرئہ رکذہک بقویوں فلان عند فلان
مکان وامرئہ ومکان فلان فی قلب فلان حسن یریدون بذلك
جرتہ وانہ حدیثی تعریف وانہ قد اقرامہ ولا مانہ

قد کان ذلک مشہور فی اللغۃ حمل "ایں" بمعنی قوله صلی
اللہ علیہ وسلم "ایں اللہ" استعمالاً لمتزلزلة وقدرہ عندہا ویں قلبہا
وشارب لی اسماء ردت بشاربہا علی امہ فی لسماء عنہا علی
قولہا انما انزلہا عن رقبہ وغلو سرلہ فلان فی السماء
ای ہو رفیع لثانی عظیمہ امہمدر

تدلک قریباً "ایں لسماء" علی طریق ابانۃ ایہا سببہا عن محبہ
فی قلبہا ومعر فیہا بہ

ونما اشارت بی لسماء "تھا کانت حرمہ" فذلک بشاربہا علی مثل
دلالتہ علی عیہ بحوہد الیسمی، واذا کان كذلك لم یحز ان
یحمل علی غیرہ من مقتضی محذور تشبہہ والتعکس فی المکان
ولکیف

ومن أسخدها من قال ان الثقلان إذا قال "ایں اللہ فی السماء" یرید
بذلک بہ فوفہ من طریق الصنف لا من طریق "نجهة علی بحو قوہ
سبحانہ" مسوؤل فی اسماء" لم یکر ذلک

وہا فوفہ عبد اللہ والسلام "اعتقہ فیئہ مومۃ" فیحمل
بکونہ قد عرف یصابہا بحو قوہ فاحیر بذلك عن ظہور اشارتہا سی
ہی غلامۃ من غلامات الایمان

ویستعمل ان یكون سماءاً مؤمۃ علی الظاہرہ من حالہا وان ذلک

لَقَدْ يَشْكِي مِنَ الْمَطْلُوبِ مَنْ لَدُنْهِ مِنْ بَرٍّ وَآلِهِ لَا يَقْبِرُ بِعَدْلِكَ ظُهُورُ الْأَعْمَالِ وَالْوَفَاءُ.

(مشکل الحدیث و بیادہ سن ۱۳۱۵ھ مطبوعہ محمد بن محمد بن فورک الانصاری الاصبہانی ابو بکر النورانی) لمحقق موسی محمد علی النور عالم الکتاب بیروت لطبعہ الدارۃ ۱۳۸۹ھ

اس میں وہ احادیث اور کئی جائیں گیں جن میں تاویل کرنا ضروری ہے۔ یہ احادیث کا ظاہر تشبیہ کا وہم پیدا کرتا ہے۔ اس میں وہ حدیث آریں جائیں گی جو محدثین کرام کے ہاں مشہور ہیں اور جن میں مکالمے کا ذکر ہے۔

حضور ﷺ سے کسی ایک روایت کی اس غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ کہا ہے میں اس کو دیکھتا ہوں جو حضور ﷺ سے کسی روایت سے پوچھتا ہے اللہ جانتا ہے؟ تو اس روایت سے ہمارے ہاں کی طرف اشارہ کیا حضور ﷺ سے فرمایا اس کو راہ کرو، کیونکہ یہ مؤمن ہے۔

2 جانا چاہتا ہے اس حدیث میں وہ جو سے تحقیق نہ کی ہے۔

3 یہاں کرم ﷺ کا فرمان آئی لہذا (وہ حدیث یہاں نہیں آئی) اس میں "ہیں" (یہاں ہے) کا لفظ ہے جو مکان کے سوال کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ اور "ہیں" کے غرض سے "ہیں" (جس سے سوال کیا جائے) سے مکان کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے وہ کہاں ہے؟۔ یہ اس لیے ہے کہ اہل لغت کہتے ہیں: جب اہل زبان کسی شخص کو مکان یا جگہ کے بارے میں سوال کرنا یا مشغلہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں یہ وہاں میں ہے؟ یا وہ مسجد میں ہے؟ یا وہ بازار میں ہے؟ یا وہ وہاں میں ہے؟

یہ تو انہوں نے ایسا لفظ وضع کیا ہے جو ان تمام جگہوں کے مجموعہ سے ہے جو وہ سہل سے مکان کے بارے میں "ہیں" سے اول کر کے پوچھتے ہیں

وہ ذکر کردہ معنی ہی اس لفظ کا اصل معنی ہے۔ اس کے علاوہ اہل زبان توقع اور مشابہت کا لفظ کرتے ہوئے اس معنی کے علاوہ اس لفظ کو دوسرے معانی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جب اہل زبان نے سنسن کی قدر و منزلت معلوم نہ کی ہو تو وہ کہتے ہیں تیر۔ یہ ایک لفظ جس کی قدر و منزلت کیا ہے؟ میرے ہاں فلاں شخص کا کیا مقام ہے؟ پھر وہ اس لفظ کو اشخاص کے مرتبہ کے فرق پر معبود کر کے لیے بھی جتے ہیں فلاں فلاں کے کہاں ہے؟ اس سے یہ کہی جائے کہ فلاں میں دوتا ہے، اور نہ ہی جگہ کے فرق کی جگہ سے گئے جہاں جگہ ہوتا ہے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس سے اس سے بہتر اور کم اور زیادہ بات سے لحاظ سے مرتبہ اور درجہ کی بات ہے۔

جب اس لفظ کا یہ معنی بھی ختم میں مشہور و معروف ہے تو یہ بھی مناسب ہے کہ یہاں یہاں کے جناب راجل اللہ ﷺ کے فرمان کا معنی یہ ہے کہ "نفس اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں اس سے مراد آپ ﷺ کی یہ بات کہ میں دنیا کی سب سے زیادہ اہمیت والی چیزوں کی قدر و منزلت معلوم نہ کر سکتا ہوں۔ اس لفظ سے یہاں صرف اشارہ ہے یہ بتلادیا کہ اس کے دوسرے اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت آسمان میں ہے۔ اس کا قائل ہے تو اس سے مخاطب جب وہ کسی شخص کی قدر و منزلت اور اس کی جگہ کی جگہ کو بیان کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے فلاں فلاں میں ہے۔ اس کی یہ بات والا اور بلند قدر و منزلت کا لفظ ہے۔

اسی طرح اس لفظ کی اقول "آسمان میں" اشارہ کر کے بتلانا اس بات پر ہے۔ اس کا اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عظمت ہے۔

اس کو دوسرے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں فلاں فلاں کرنا اس جیسے معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب ایسا ہے تو ان الفاظ کو اس کے علاوہ معانی پر محمول کرنا جائز نہیں ہے جس سے حد و تشبہ مکان میں ممکن و مستقر اور اس کیفیت کا معنی نکلا ہو۔

ہے؟ لیکن جس چیز کا شریعت نے اطلاق کیا ہے اس کا اطلاق کرنا کہ وہ اپنے ... کے اوپر کا رہے اور وہ شے پرستی سے اس سے راتھو نہ ہوگی سے متعلق ہے۔
تک کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں بھی قمری متون میں ہے۔

یس کمتدنی و هو لجمع البصر (الشرعی)
ترجمہ: یہ چیز جس سے دوری ہے جو یہ کتاب سب کچھ بتا رہی ہے۔
یہ عقائد کے پاس والے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائی۔

6.3: حضرت امام غزالی کی تحقیق

واما حکمہ صلوات اللہ علیہ بالإیمان للنجارية لما أنارت أبو
لسماء فقد انكشف به أبصار، إذ ظهر أن لا سبيل للمعسر من
تفہیم علو الرتبة إلا بالإشارة إلى جهة العلو، فقد كانت خروساء كما
حكى وقد كان نظرُ به إليها من عبدة لاوتان ومن تعبد إليها في
بيت الأصنام، لاستطقت بمعصتها، فغرقت بالإشارة إلى السماء
معبودها ليس في بيوت الأصنام كما يعتقد أولئك.

(الاقتصاد في الاعتقاد ص ۱۱۶، ۱۱۷ المؤلف أبو حامد محمد بن محمد
المهرلي الطوسي (اترک ۵۰۵) وضع حواشيه أسس محمد عبدال
استرلاری انشاور در المصحح بيروت لبنان طبعه الأولى ۱۳۲۹)
جسے کہتا ہے جس کا وہ کی طرف اشارہ کیا کہ حضور ﷺ اس کے سامنے
ہونے کا حکم دیا۔ اس سے بھی یہ ثابت ہوتی ہے کہ جہت فوق شرف الہیات
ہے۔ سب یہ بات ظاہر اور مسلم ہے کہ آخری (گتے) کے لیے طور پر کو ثابت
کے ساتھ ہے ۲۔ تاہم سے اوپر اشارہ کرتے کے در کوئی دستہ نہیں
دو ہونڈی کوئی بھی جیسا کہ روایت کیا گیا (یہی وجہ ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام
کبریٰ (ج ۲ ص ۳۸۸) میں اس حدیث پر عنوان باندھا ہے: "سبب اعتقاد"

المعروسة اذا اُخبرت بالإيمان وحلت" اس لوٹری کے بارے میں خیال
یہ کیا تھا کہ وہ جنوب کی چاروں طرف اور وہ اس بات کا عقیدہ رکھتی ہوگی کہ اس سے
مجبوریت خانے میں ہوں گے۔ پس اس کو اپنے اعتقاد کو بیان کرنے کا کہا گیا۔ پس
اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ اس کا معبودیت خانے میں نہیں ہے جیسا کہ لوگ
اس کے بارے میں خیال رکھتے تھے۔

6.4: حضرت امام رازی کی تحقیق

للفظ "أيس" كما يجعل من الاغن المكان فقد يجعل من الاغن
للمرلة وأشار بها إلى السماء أي هو ربيع بغير قدر حد وإنما يحكي
منها يترك الإشارة لفصور عقلها وقلة فهمها
(أساس التفسير في علم الكلام ص ۱۳۶ المؤلف أبو عبد الله محمد بن
عمر بن الحسن بن الحسين النجفي الرازي الملقب بالخضر المدي الرازي
مخطوط الزی (اترک ۵۰۶) الناشر مؤسسة الكتب الثقافية بيروت
الطبعة الأولى ۱۳۱۵)

لفظ "أيس" کا جسے استعمال کتاب کے یہ ہوتا ہے، ایش یہ لفظ اس وقت اور درجات
کو معبر کرنے کے لیے بھی ہوتا ہے کہ جاتا ہے۔ اس شخص ان شخص سے کتاب
ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث میں سوس بھی قد رومیت کا ہوا۔ اس سان کی
طرف، تاہم کے اشارے سے یہی مراد ہوگی جسے اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی زیادہ بلند
اور قد و منزلت دانی ہے۔ اس لوٹری کے کم عقل اور کم فہم ہونے کی بنا اس کے اس
اشارے پر عمل اکتفا کیا گیا۔

6.5: علامہ بدرالدین بن جماعة کی تحقیق

وقد بسك بهذا الحديث من قال بالهوية وجعله عمدهم وقد

لقد علم أن سمهم في صدر أبعته بالنسبة إلى لعنة أمها كان
وجود الباري تعالى ووحديته بالالهية لعانهم بما يؤسهم
الغفوة وقرهم على عقائد ثبوت وجوده تعالى وشرده بالالهية
ادعائهم لا تختص نظر فيما سم بالغفوة من الأدلة لدقيقه والعلم
الكني، ففتح منهم أولا بالإجابات الصلي في ذلك ولا طريق له
مع الغفوة مما تقدم دهم

فمنها أشارات إلى التسمية علم النبي ﷺ عظمه له تعالى عده
ووحديته، ونفرتها من آلهة الأرض عند أبي كانوا يعبدونها، فله
فيهم ذلك منها ما بها عن نفسه الكريمة ليهم أفراده بربه نبي مر
ثابه عقد الإسلام، فمما دلت "أرسون نله"، عدم ﷺ إسمها
وقل يجوز أن يراد بـ "أرسون نله" والبره في صدرها كما يناد
نيس فلا من هلا ورسيد منك" توسعا في التلازم ولا يرد
بدك، لا الزكبه وضمرة

ويقرر الباس لصاحبه أن معنى منك؟ فيقول في لسانه بـ
علي محل أنهي

(الفتاوى في إبطال حجج التشبه م ٣٨١٥٣٤٩) المؤلف أبو عبد الله
محمد بن إبراهيم بن سعد الله بن جماعة الكنتاني الحموي الشافعي بـ
الدين (الترقي ٣٣٤٤) المحقق محمد أمين عيسى
الناظر دار البصائر القاهرة، معبر الطبعة الأولى (١٣١٥) إيداعه
قطع حجج أهل التطويل م ٢١٦/٢١٥ المؤلف دأبو عبد الله محمد بن
إبراهيم بن سعد الله بن جماعة الكنتاني الحموي الشافعي بـ
الدين (الترقي ٣٣٤٤) المحقق وهي سليمان غارجي الإلياسي بـ
دار البصائر القاهرة والنشر والتوزيع دمشق الطبعة الأولى ١٣٥٥

اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل بکڑی ہے جو جنت کے قائل ہیں۔ انہوں نے

اس دلیل کو بہت ہی محو جاتا ہے۔۔۔ بات پہلے کر چکی ہے۔۔۔ دشت سے شرواع کے
بارے میں یہ بات زیادہ تضحی کہ عام لوگوں سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ
رجہ داری تعارف ثبات اور توحید و ہیئت کا اقرار کریں۔ اس لیے عام لوگوں سے
ما تیرید معذرت، حالانکہ جس سے وہ انہیں اور الفت رکھتے ہوں اور اس سے انہوں
کی حالی نے ثبوت اور توحید و ہیئت کے عقائد کے قریب کوٹالی سمجھا گیا ہے اس
لیہ کہ اس کی عقلیں اور اس میں ان قریب عقول رائل اور تعصب کی تحمل نہیں ہوتیں
جس سے وہ مانوس نہیں ہیں۔ اس سے ابتدا کی طور پر توحید و یاری تعالیٰ کے انسانی
ثبوت پر ہی اتنا برا کیا۔ اس لیے کہ اس کے ہا کوئی اور صورت ہی تھی کہ اس سے
صرف وہی طلب کیا جائے جس کو ان کے ذہن اور عقل قبول کرتے ہوں۔

بہت سی دہائی سے اس کی طرف اشارہ کیا تو یہی کرم ﷺ نے یہ معلوم کر لیا کہ
اس نے اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کا عقیدہ وہ جو اسے اور اس سے
معبودوں کی اس میں ایک عمت ہے جس کی مشرکہ ہو چکا ہے تو اسے پھر
سے رسول اللہ ﷺ سے اس سے توحید و ثبات چاہا یا تو اس سے اپنی بات
مقدس کا اس سے بات کہ اس سے ثبوت کا بھی قریب بھی معلوم ہو چاہے خود اس سے
عقیدہ ہے پھر یہ سب اس سے ہوا۔ اس اللہ ﷺ کو اس کے مسلمان ہوئے کا
آپ ﷺ کو کم ہو گیا۔

چونکہ کہا گیا ہے کہ کہ آپ ﷺ کی مر لفظ "ابن" سے اس کے اس میں اللہ تعالیٰ
کی وحدانیت اور نہ کے بارے میں کرنا تھا۔ جیسا کہ بیان کیا ہے فلاں فلاں سے
کہا ہے، اور یہ چھوٹے کہاں ہے "کلام میں وحدانیت" سے ہے اس سے
مراد یہ ہے کہ وہ اس کا حوالہ کرنا ہے، اور انسان ہے مانگی سے ہوتا ہے میرا
مقام تھو سے کہاں ہے؟ وہ کہتا ہے آساں میں۔ اس سے اس کی مراد اعلیٰ مقام کی
ہوتی ہے۔

ترجمہ

قبل أحد والحق بنة، فاطلعت ذات يوم فإد الذئب قد ذهب بشاة من
عشعها، وأنا راجع من بيبي آدم، آسف كما يسهور، لكنني صككته
عشقه، فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فعمم ديك عني
فقلت يا رسول الله أفلا أغضها؟ قال اتنى بها فأتيت بها، فقال لها
ابن الله، فأتيت في السماء، قال من أنا؟ قالت تب رسول الله، قال
اغضها فإنها نومة

(صحیح مسلم ص ۳۸۱، رقم ۵۳۵۳) زقیم، عبد الرقی، مابناء محرمہ الکلاء
فی الضلالت، وشیخ ماکان من ابحاثه المصنف محمد بن عبد الله
لنظیر دار احیاء التراث العربی، بیروت

حضرت، میرزا، فی اس حدیث کو صحیح ثانی میں بیان نہیں کیا ہے۔ البتہ اس حدیث
در کتاب "غفران" فعال بعد میں قسمت العاطس کے جواب میں
بیان کیا ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث میں اس بات کو کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔
لقد تالی کتاب میں میں۔ مہوں سے اس حدیث کو اشارہ غفلت کیا ہے۔ یاد
ست یاد دہانی کہ اس حدیث میں قصاص دیا ہے۔

حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر حدثنا أبو حفص التميمي، حدثنا
أبو داود عن حدثنا يحيى بن أبي كثير حدثني هلال بن أبي ميمونة
حدثني عطاء بن يسار، حدثني معاوية بن الحكم رضى الله عنه قال
قلت يا رسول الله كنا حديث عهد بجاهليتنا فجاء ابنه بالسلام
وبينا أنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة غطس رجل من
العموم فعمئت برؤسك الله فلما انصرف النبي صلى الله عليه
وسلم دعاني وقال صلاحنا هذه لا يصنع فيها شيء من كلام الناس
وأما هي الشيخ والشيخ وقراء القرآن

(خلق العمال ص ۵۸ باب العمال العباد المرفوع محمد بن اسحاق
بن ابراهيم بن السعيرة البخاري، ابو عبد الله (تبرلي ۶۹۷) لمحقق

دعید الرحمن عمیرہ، الناشر دار المعارف السعویة، الیواص)
حضرت امام مالک کی مؤطا امام مالک روایت کی ہے "فانها مؤمنة" کے الفاظ
نہیں ہیں۔

۲ حدیث سے اعتقاد کے لیے مکمل ثابت کر کے کی دلیل بیکار اور مست نہیں
ہے کہ اس حدیث لال اور ایتب قائم ہو چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مکمل روایات
رہاں روایات سے پاک اور مزہ ہیں۔ مہوں سے روایتی ہے

قل نفس ما شئ السماوات ولا أرض قل لله (الانعام ۱۳)
اس سے پوچھو کہ "سماوات و زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کی ملکیت ہے؟" کہ
دو کہ "اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔"

یہ آیت اس بات کو بیان کر رہی ہے کہ مکمل اور جو مخلوق اس میں رو رہی ہے، سب اللہ
تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔

۴ الف ما شئ فی ثقیل و لہب (الانعام ۱۳)
۵ اس حدیث میں بھی غلط فہمیاں ہیں۔ سب اس کے قبضے میں ہیں۔

یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ تمام مخلوق جو کچھ بھی فرما دے وہ وہاں ہے، سب اللہ تعالیٰ
کی ملکیت ہے۔ یہ دلائل ہیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مکمل اور روایات اور
روایات و روایات سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور اللہ تعالیٰ مکمل و روایات سے پاک اور
مزہ ہیں۔ جیسا کہ امام راہی نے اپنی کتاب "اساس التقدیس" میں بیان کیا ہے۔

۳ اس حدیث کی سند اس میں مضطرب پایا جاتا ہے۔ مگر یہ علامہ دہلوی نے اس کی
صحیح کی ہے۔ اس حدیث کے حرق کے لیے علامہ دہلوی کی کتاب العلو و شروہ مؤطا،
المنخریہ کی کتاب التوحید کا مطالعہ فرمائیے۔ اس سے اس حدیث کے سند اور متن
میں مضطرب معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ اس کو تعداد و واقعات پر محمول کیا گیا ہے۔ انہیں اس
حدیث کے ماہرین اور اہل علم و نظر اس بات سے متعلق نہیں ہیں۔

روایت میں "رجل مبہم" کو حضرت ابن ابی عمیر پر محمول کیا گیا ہے۔ حضرت کعب بن
مالک اور وہ حدیث جس میں "عس اصرا" سے روایت ہے وہ دونوں صحیح نہیں ہیں۔

واقف میں بھی ہوں گے۔

8 سید شریف جرجانیؒ نے "شرح مواقف" میں فرمایا ہے "ہم کہتا ہے کہ آپ ﷺ کا سوال اس لفظی کے عقیدہ کو جاننے کے لیے ہوا، اور نہ اس کے پورا کرنے والی ہے یا وہ اللہ جو آسمانوں کا رب ہے اس کو ماننے والی ہے۔"

9 اہل علم ایسے شخص کو جو عام لوگوں میں سے ہو، اس کے بارے میں یہ حدیثیں ہیں کہ اس کا اصل عقیدہ جاننے کے لیے الفاظ سوہرا کا استعمال کریں اور اس کے اللہ تعالیٰ کے اوصاف بیان کرنے میں ان الفاظ کو بھی قبول کریں جو سوہرا ہیں، جیسا کہ امام قرطبیؒ نے "معجم شرح سنن مسلم" میں اس حدیث کا یہ میں شرح میں بیان فرمایا۔

10 علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں "علامہ کے باب یہ بات ثابت اور طے شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں و زمین میں نہیں دیکھتا اور نہ اس کا عاقل ہو سکتا ہے اس کوئی شے نہ کرے سے یہ بات سمجھ گئی کہ اللہ رب العزت کی جو قدر و عظمت اس کے ہاں تھی، اس کو اشارہ کر کے ظاہر دیا۔"

11 اگر اس لفظ "ایس اللہ" کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی اس کے وہی معنی لیے جائیں گے، جو علامہ یاقوتیؒ اور ابن العربیؒ نے بیان کیے ہیں۔ اس معنی کے اختیار سے میں کون مستند نہیں ہے اس دوسرا ماسوں کی حدیث، معنی، وصول دین اور فقہ میں جلالیہ قدر مسلم ہے اس کا انکار کوئی جاہل ہی کر سکتا ہے (السیف المقل من ۸۴۵۸۲ مکتبۃ لاہوریۃ للتراث قاہرہ، مصر، العقیدۃ و علم الکلام ص ۸۴۵۸۵ طبع ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

6.8۔ اس حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں

اس حدیث میں جو ہے کہ باندگی کے کہ اللہ تعالیٰ جان میں رہی ہے (ہاں پر) ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے کثیر کثرت فرمائی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آسمانوں پر یعنی عرش پر ہے درست اور حتمی نہیں کیونکہ

اس حدیث میں بات کی قید نہ ہو سکتی ہے۔

فرمان میں ہے "وہو لدی لشدوہ ولفی لا من بقلہ ہرکم وحرہ نحمہ وبعہ عاتکسین (الاحزاب ۲)" اور وہی اللہ ہاں میں ہے اور میں میں ہی۔ وہ تمہارے پیچھے ہونے میں بھی چاہتا ہے اور کھلے ہوئے حالات بھی۔ اور جو کچھ کسی کی تم کر رہے ہو اس سے بھی واقف ہے

نہایت عمدہ تعالیٰ کی رحمت و کرم سے ایک آواز پر ہے وہ ایک میں پر ہے "ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کہ یہ ہی صفت یا چلنے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوئے کو مراد لیا ہے اس صفت یا چلنے سے مراد یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر بھی ہیں اور زمین پر بھی ہیں یعنی جہاں ہیں تو یہ بھی عطا نہیں ہے۔"

6.9۔ کم علم اور کم عقل لوگوں کو رخصت

جو شخص اس پہلو اور حامل ہو اور اس کو مہربان صفت سے فی رحمت و مہربانی سے اللہ تعالیٰ نے عقل و سمجھ نہ دی ہو اس کا کچھ کے مطابق بات نہیں کر سکتی ہے جب کہ صاحب علم و دانش مدد سے وہ بات قبول نہیں کی جاتی۔ دیکھیے باندگی سے جو جواب دے اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہیں وہی لشدوہ ولفی عاتکسین ویر مقدرین کے جہاد سے بھی دیکھیں یہ جو ہے یہ بھی ہاں ہے ہر کچھ جواب دے تاکہ اللہ تعالیٰ ہاں کے ہاں پر ہیں یا ہاںوں سے یہ ہیں یا کھلے باندگی پر ہیں۔ ہاں ہے ہاں میں سے کوئی معنی بھی وہ نہیں ہے جو علموں سے ہے دیکھیں اس کے۔

ایک اور حدیث جو بخاری اور مسلم میں مذکور ہے۔ اس میں ہے کہ ایک شخص جس نے ایمان میں رہا تو جس جس کی موت کا وقت آیا (پہلی پچھلی زمین کی گواہی کر کے اس پر اللہ تعالیٰ کے خوف کا بہت زیادہ غلبہ ہوا اور رحمت کے عہد سے بہت زیادہ خوف زدہ ہوا اور اس نے اپنی ناچھی سے) یہ صاف کیا کہ دوبارہ اٹھنا اس صورت میں ہوگا جب لاش کو صحیح و سالم دفن کیا جائے اور اگر اس کو چلا کر راکھ کر دیا

ہے۔ راکھ کو نکھیر دیا جائے تو پھر وہ بارہ تھا۔ تو کہہ کی کیا ہے اس سے۔
 جتنا کہ دوستی کے جب میں مر جان تو مجھے نہ مرنا پڑا۔ پھر تم میری اس
 میں سے آؤ گی تو کہیں فکلی میں نکھیر دیا اور آدمی کہیں دریا میں بہا دیا۔
 کہیں بہاؤ تھاں مچل۔ ہے اور میں جو اور کے یہ ہمارا دم۔ یہ جان
 ہے۔ یہ کہیں ایسا نہ دیکھوں کہ اللہ جان کی قسم! خدا کے مجھے پڑا تو وہ
 یہ ست حد سب سے گا جو دنیا جہان میں گئی کوئی نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس
 میں سے اس کی رحمت پر گل یا ایلہ میں شیعہ و شیخ رہا۔ پھر
 میں بہاؤں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا تو اس نے اپنے میں موجود راکھ کے
 جواؤ کو جمع کر دیا اور زمین کو حکم دیا تو اس نے اپنے میں موجود تمام روح
 اہل قتل سے اس کو دیا۔ ورنہ یہ دیکھ کر کہ ہے پھر یہ کہ ہے یہاں پر
 ہے۔ میں یہ کہ ہے یہ کہ ہے تو جو جہاں سے کہ ہے اس سے کہ ہے
 ہے یہ کہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے کہ ہے وہی کہ ہے اس سے کہ ہے
 جہت میں ہے۔

اگر احدی سے معلوم ہوا کہ مذکور شخص نے یہ خیال کیا تھا کہ ہلا کر راکھ ہے۔
 برا نکھیر ہے۔ جہاں سے کہ ہے اس پر قدرت ہے۔ یہ مفید و حسن معلوم
 ہے کہ قاتلین کم سمجھ اور کم علم شخص سے اللہ جان سے کہ ہے وہ کہیں نہ دیا۔
 کی خدا خوفی کو دیکھ کر اس کو معاف کر دیا۔

مرثیہ اولی اللہ و ہوتی پٹی کتب "بحمد اللہ" میں فرماتے ہیں
 وقوم بقصص غفلت غفلتہم کاکثر لصیب والمصوبین و علاحد
 والارحام و کثیر برعمیہ منس بہ لا یمن بیم و ذابح حلیہ
 سرسودہ لا عقل لہم لذلک لکعی من یمدہم بمل ما کمر
 من مد مدعی مدعیہ و سلفہ من بحاریہ الموت و سلفہا
 اللہ فاس بی السد مدبر دہمہ ان شہیدہ بالنسب
 لئلا یفرق بکمد

(حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲ ص ۲۰۵ المؤلف احمد بن عبد الرحمن بن الشہید
 وجہہ الامین بن مظہر بن منصور المعروف بہ "الشاہ ولی اللہ المصنوی"
 (المصنوی ص ۱۱۱) (المحقق السید سابق، الناشر دار لجنہ بیروت،
 لبنان الطبعۃ الاولى، سنۃ الطبع ۱۴۱۲ھ)

یہ جو کہ دو میں اس کی کہیں باتیں ہیں مثلاً اشیاء ہے عقل وک سے عام
 میر و جس سے کہ ہے میں کہ کہتے ہیں کہ یہ صفت تھا کہ میں جس جسم و روح
 سے کہ ہے اس سے کہ ہے تو کہیں کہ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تو عقل ہی
 کہیں کہ ہے اس سے کہ ہے عقل میں کہ ہے اس سے کہ ہے اس طرح کہ اس طرح
 نام تو اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے
 سے کہ ہے اللہ کہاں ہے تو اس نے اشارہ کیا کہ آسمان پر ہیں اس کے اس جواب
 میں کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے
 سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے
 مسلمانوں کے ساتھ مشابہت اختیار کریں تاکہ امت کا شیرازہ نہ بکھرے۔

اس سے وہ باتیں معلوم ہوئیں۔
 عقل و جس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے
 اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے اس سے کہ ہے
 کہ اللہ کہاں ہے؟

اللہ جہاں ہے جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں
 جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں جس میں
 کیف للہ؟ فقال "ان الذی کیف الکیف لا یقال لہ کیف"
 الصہب لعلی الدہس و مدیر الشرفۃ الناحیۃ عن القرنی الہ الکلی ص ۲۰۱
 المؤلف علیہ بن محمد الأمیر ابی، ابو المظفر (القولی و غیرہ) (المصنوی
 کمال یوسف المصنوی الناشر عالم الکتاب، لبنان الطبعۃ الاولى، ۱۴۰۳ھ)
 حضرت علیؑ سے یہ چھوٹی باتیں کہ تو حضرت علیؑ سے کہ ہے

ایں (مکان) کو پیدا کیا ہے اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا کہ وہاں بھی
ایں مکان میں ہے؟ اسی طرح حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ کی بیعت
ہے؟ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا: جس ذات نے کیفیت کو پیدا کیا، وہ
یہ۔ اس سوال نہیں کرتے۔

باب ۱۰۱ اللہ تعالیٰ کے مدنی۔ تو۔ وہ۔ یہ۔ اور وہ صاحب حمہ، منظر
پہ نظر میں۔ قطعاً۔ سے احادیث کے ساتھ اس علم و معرفت کے مدنی کا
تقریباً۔ جسے تو ہم سے نجات دلانے میں قوشا ہے اس کو بھی مفید ہو لیکن یہ علم
مفسرین استعارہ۔

6.10۔ حدیث حضرت ابو بکر صدیقؓ

حافظ زبیر بن الدیٰ غیر مقلد نے اپنے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے حضرت ابو
صدیقؓ کی بیعت میں پیش کی اور اس کا ترجمہ بھی طبع کیا۔ ملاحظہ فرمائیں
جس میں یہ الفاظ ہیں۔ ذات پان تو سید ابو بکر صدیقؓ سے سہ پر خط
دیتے ہوئے ہیں۔

بُيْعَ بَكْرٍ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ خُوَاسِرِ
الْحَمَاقِيِّ (المعروف بالزبير) الْمُحَقِّقِ كَمَا لِيُؤَسِّفَ الْحَوَاتِ الْخَاشِعِ مَكْتَبِهِ

الرشيد، انوارها الطيبة، الأولى رقم ۱۰۱
ابو بکر بن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن علی بن خواسری
الحماقی (المعروف بالزبير) المحقق كما ليؤسف الحوات الخاشع مكتبه
الرشيد، انوارها الطيبة، الأولى رقم ۱۰۱

تیسرا حصہ بیعتوں کے متعلق ہے۔ اور تیسرا مضمون وہ ہے جو ہمیں میں ہے وہ تیسرا
معلومات نہیں ہے۔

جواب۔ حافظ زبیرؓ نے اس کا غلط ترجمہ کیا ہے۔

اور اگر تمہارا معبود وہ ہے جو آسمان پر ہے تو تمہارا معبود فوت نہیں ہوا۔
یہ صحیح ہے یہ مقلد ہے آپؐ کی احادیث۔ یہ ہے اس میں تو یہ
ہے۔ حدیث کے اب میں۔ کا یہ ہے الا۔ عیسیٰ الخضر۔ حسب
حدیث میں تو علیؓ کا وہی۔ ان کے لئے (یہ) ہے۔ اس میں تو یہ علیؓ
(صفحہ ۱۳۲)

اسی حدیث کا ہی ثریب وغیرہ میں بھی کئی جگہ مروی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ
حدیث میں اس کا یہ ہے۔ حدیث میں اس کا یہ ہے۔

اب بعد فہم۔ کان مسکون۔ بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد مات۔ ومن کان بعدہ من فہم۔ کان
عن لا یعرب۔

اسی حدیث میں راوی نے روایت بائیں کی ہے۔
اس حدیث کا یہ نقل میں بھی مسند۔ ان کے لئے (یہ) ہے۔ ان کے لئے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ”بلا کیف“ ہے

7.1۔ حضرت مجدد الف ثانی کی تحقیق

حضرت مجدد الف ثانی اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں
 اذن علی کسی چیز کے ساتھ متحد میں ہے ورنہ وہ چیز اس کے ساتھ متحد ہے اور نہ ہی
 کون چیز الودیعہ میں صوں رکھی ہے اور شدہ کسی چیز میں طول کرتا ہے۔ بعض
 (جرحہ ص ۲۰) مستحسبی (مردہ ج ۲) اس کی جناب لیس میں بھاس ہے
 کیب تمہیں (ج ۱) یا (پارہ ہوتا) بھی اللہ بکون بارگاہ میں مسموع ہے۔
 اللہ جل جلالہ کا مثل و ہم صغر بھی کوئی نہیں۔ اور نہ ہی اس کے بڑے پہنچے ہیں
 اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات سے مثل و نہ کیسے ہے۔ یہ شہد اور سہ نو ہے۔ ہم
 صرف تباہات میں کہ درجہ میں اور نہ صفات کاملہ کے ساتھ متعطف ہیں جس
 کے ساتھ اس نے حوائج و مت کی تعریف فرمائی ہے۔ لیکن جو کچھ اس سے ہماری فہم
 اور آگ میں آتا ہے وہ جو کچھ ہماری عقل تصور کرتی ہے۔ اللہ جل جلالہ اس سے مراد
 جلتے جیسا کہ میں نے کیا چاہا ہے

لَا تُشَبِّهُهُ لَأَبْصَارُ وَهُوَ يَذَرُكَ الْأَبْصَارُ وَهُوَ الْبَاطِنُ الْحَقِيقُ
 (ان نوام ۱۰۳)

لگا ہیں اس کو ٹکٹس پائیکٹیں، اور وہ تمام ٹکائیوں کو پائیتا ہے۔ اس کی ذات اتنی ہی لطیف
 ہے، اور وہ اتنی ہی باخبر ہے۔

دور و جان پارگاہ آست
 خوش آریں پے نیرہ اندک کہ است

جرحہ ص ۲۰
 بارگاہ آست جو پہنچے کہہ سکے کہ وہاں وہ ہے
 (منوبات ص ۲۰) ہائی محمد الف ثانی قاری دفتر امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
 رؤف اکیدی (۱۳۰۰ء)

7.2۔ حافظ ابن تیمیہ کی تحقیق

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں

القول فی الصفات کالقول فی الذات، فإن الله ليس كمثله شيء، لا في
 ذاته، ولا في صفاته، ولا في أفعاله، فإن كان له ذات حقيقة لا تماثل
 الذات، فله ذات متصفة بصفات حقيقة لا تماثل صفات سائر الذوات.

لأن قال لسائل كيف استوى على العرش؟ قيل له - كما قال ربعة
 ومالك وغيرهما الاستواء معلوم، وكيف مجهول، والإيمان به
 واجب، والسؤال عن الكيفية بدعة

لأنه سؤال عمن لا يعلمه البشر، ولا يمكنهم لإحاطة عنه وكذلك إذا
 قال: كيف ينزل رب إلى سماء الدنيا؟ قيل له: كيف هو؟ قال: قال أن لا أعلم
 كيفه. قيل له: ونحن لا نعلم كيفية نزوله، إذ العلم بكيفية الصفات يستلزم
 العلم بكيفية الموصوف، وهو فرع له، وتابع له

(المصرية: تحقيق لآليات الأسماء والصفات وحقيقة الجمع بين الذات
 والشرع، ص ۲۲، ۲۳، المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحلوم
 بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني
 المحبسي الدمشقي (المتوفى ۷۲۸ھ) المحقق د. محمد بن عودة
 السعوي الناشر: مكتبة العبيكان، الرياض الطبعة السادسة ۱۴۲۱ھ)

کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں "کیف" (کیفیت) کا سوال نہیں جاسکتا۔ اور کیف (کیفیت) تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے منسلک ہے۔ اس لیے اس کے لیے ایک راہی اور مدنی شخص ہے۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: "اس کو یہاں سے نکال دو۔"

☆ اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام مالکؒ نے سمعت استویٰ و اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کر کے تفصیل سے سکوت فرمایا اور صرف ان الفاظ پر اکتفا کیا: "کما وصف به نفسه"۔ اور کیفیت کو جو اس میں صفت ہے، اللہ تعالیٰ سے ہی لیا۔

7.6 مائت عن غیر مجهول وتکلمت فی غیر معقول

قال ابن عبد البر قال بعضی وحدثنا یوسف بن صلاح المحرومی بالرمه قال كنت عند مالك اذا جاءه عراقي فقال له يا عبد الله مسألة يريد ان يسألک عنها فقال مالك راسه فقال يا ابا عبد الله الرجل حسن عینی العرش استوی کیف استوی قال سأل عن غیر مجهول وتکلمت فی غیر معقول انک امرؤ سوء اخر جوفه فاعلوا به حتى فاعرجوه.

(التبیه لصافی الموطأ من المعانی والامالیہ ۱/۵۵۵ المؤلف ابو عمر یوسف بن عبد الله بن عبد البر النمري طبع وزارة عموم الاوقاف والشؤون الاسلامیة المغرب ۱۳۸۵ھ)

ترجمہ علامہ بن عبد البرؒ فرماتے ہیں حضرت کی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت یوسف بن صلاحؒ کو دیکھا کہ وہ مدینہ میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم لوگ حضرت امام مالکؒ سے پاس موجود تھے۔ پھر ایک عراقی فارسی والا شخص آیا، اس نے کہا اے ابو عبد اللہ! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ تو حضرت امام مالکؒ نے ثابت میں ہر بلائی۔ تو اس نے کہا اے ابو عبد اللہ! قرآن مجید میں سے "العرش حسن عینی العرش استوی" (سورہ طہ ۵) (وہ بڑی درست اور عرش پر استواء فرماتے ہوئے ہے)

حق تعالیٰ عرش پر کیسے مستوی ہے؟ وہ اس کا استواء کیسا ہے؟ تو حضرت امام مالکؒ نے میرے بھائیوں کے بارے میں سوچ کر دیا اور تو نے میرے معقول کا نام کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ تو نے اللہ تعالیٰ پر توئی اور مدنی شخص ہے۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: "اس کو یہاں سے نکال دو۔"

☆ تو یہاں سے روایت میں کیف کی قاعدہ ہی نہ گئی ہے۔ اسی طرح کی روایت مائت امام مالکؒ سے متعلقہ ہے۔ اور اس روایت میں حضرت امام سلمہؒ سے اللہ عنہا سے بھی منقول ہے۔

7.7 نبوت لفظ الاستواء غیر مجهول عن غیر مالک

أخبرنا عبد الله بن محمد بن أحمد قال ثنا عبد الصمد بن عيسى قال حدثني فحمدة بن عمرو بن نجيبة أبو يحيى النهدي بالكوفة في حديثه سالم قال حدثنا أبو كماله محمد بن سريس أنبأني قال ثنا أبو عمير الحنفی عن فزارة بن حازم عن نوح بن عمار عن أمه عن أم سلمة في قوله (لرحمن على العرش استوی) طه ۵ قال کیف غیر معقول ولا استواء غیر مجهول ولا قرآنہ ایمان والحدیث یہ کفر (شرح اصول اعتقاد اہل السنة والجماعة ج ۳ ص ۳۳۰، ۳۳۱ رقم ۶۶۳)

مؤلف ابو القاسم عبد الله بن الحسن بن منصور لطبری التبریزی لایسکانی (الترغیب والترہیب) تصنیف محمد بن سعد بن حمدان الطاعنی الناشر دار طيبة، المبعوثیة الطبعة: الخامسة، ۱۴۲۳ھ)

ترجمہ اُمّ المؤمنین حضرت امّ سلمہؓ رضی اللہ عنہا قرآن مجید کی اس آیت "العرش حسن عینی العرش استوی" (سورہ طہ ۵) کی تفسیر میں فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے سنی، استواء تو مجہول نہیں ہے یعنی معلوم ہے اس کا اقرار ایمان ہے اور انکار کفر ہے۔

☆ ومن طریق یحیی بن یحیی عن مالک بن مویس الملقب عن أم سلمة لكن قال فيه "والفرار به واجب والسؤال عنه بدعة"

(فتح ہادی ج ۱۳ ص ۹۸ طبع دار السلام، ریاض)

حضرت امام مالک سے بھی حضرت ائمہ سرشت سے بھی یہی منقول ہے، لیکن اس میں سے کہ معنات کا اقرار وجہ ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

ع ۱. **أَجْرُ مَا عِزَّ اللَّهُ بِهِ، أَحْمَدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ شَيْكِبِ النَّهْوَ دِيُّ قَالَ ثَابِتُ بْنُ يَكْرِ أَحْمَدُ بْنُ مَحْمُودِ بْنِ يَحْيَى دَوْدُ النَّهْوَ دِيُّ سَهْوُ دُ سَنَةِ ثَلَاثِ عَشْرَةِ وَثَلَاثِينَ قَالَتْ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَدْقَةَ قَالَتْ ثَابِتُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَمِيَّةٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ "الْمَرْحُومُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى" (طہ ۵)، كَيْفَ اسْتَوَى؟ قَالَ "الْأَسْوَاءُ عِزُّ مَجْهُوْلٍ وَالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْلُومٍ، وَمِنْ لَيْدِ الزَّيْنَبِ عَنْ عِيسَى الرَّسُولِ الْبَلَاغُ وَعَبْدُ تَصْدِيقٍ"**

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة ج ۳ ص ۳۳۳ طبع دار السلام، ریاض)

المعروف هو القاسم هـ سہ بن الحسن بن منصور الطبری البری اللاتکانی (التولی ۱۸۱۸) تحقیقی. أحمد بن سعد بن حنبلان القامدی، الناشر دار طيبة، السعودية. الطبعة الثامنة، ۱۴۲۳ھ)

وَمِنْ طَرِيقٍ وَبِشَّةٍ بَنِي أَبِي عَمِيَّةٍ الرَّحْمَنُ أَنَّهُ سَمِعَ كَيْفَ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ "قَالَ الْأَسْوَاءُ عِزُّ مَجْهُوْلٍ وَالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْلُومٍ وَعِيسَى الرَّسَالَةُ وَعَلَى رُسُوبِهِ لِبَلَاغٍ وَعَلِيَا النَّسِيمِ"

7.8 **الاستواء معلوم والكيف مجهول** کا معنی و مراد حضرت امام مالک سے اوپر مذکور روایات میں محفوظ اور ثقہ راویوں سے منقول ہیں۔

مگر چہ بعض لوگ جیسے حدیث میں جیساں سے مذکور روایات کو اس طرح بھی نقل کرتے ہیں

"الاستواء معلوم والكيف مجهول ولا بد من به واجب والسؤال عن الكيفية بدعة"

(مجموع الفتاوى ج ۳ ص ۳۵) مؤلف تقی مدنی ہو عباس احمد بن عبد بخیم بن بیدہ بحرانی (تولی ۱۲۸۸ھ) المحقق عبد الرحمن بن محمد بن قاسم الناشر مجمع المنكب لهد طباعة المصنف بشريف المدينة المنورة، المملكة العربية السعودية عام النشر ۱۴۱۶ھ)

اس کی تفسیر بعض علماء نے یوں کی ہے

"الاستواء معلوم" 1
استواء معلوم ہے یعنی ہماری منقول اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے لئے سو بہ صرف اور صرف، شہید رہتی غائب ہونا اور قدر کا نام ہے، یہ کہ استقرار اور سکون والا، کیونکہ یہ تو جسام کی صفات ہیں سے ہے۔

2 **"وَالْكَيْفُ مَجْهُولٌ"**
اس لفظ سے اللہ تعالیٰ کی مشابہت کو ان احوال میں جیسے حیات جبہ مثلاً مرتبہ و خبر سے موصوف نہیں کیا جاسکتا۔

3 **"وَلَا يَمْنَعُ بِهِ وَحْدٌ"**
استواء یہاں نہ واجب سے کیونکہ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے۔

4 **"وَالسُّؤَالُ عَنِ الْكَيْفِ بِدْعَةٌ"**
کیسیت سے، اس میں سو بہ رتبہ بدعت ہے، کیونکہ طلب صاحب علم سے اس طرح کے سوال سے اس طریقہ میں ہے تھا بلکہ وہ تو اس مسائل کی تحقیق کی معرفت کو اللہ تعالیٰ کے پروردگار سے تھے۔

7.9 **الكيف بالمجسم** (کیف کا لفظ مجسم کے لیے ہے)
کیف کا لفظ تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے مرفوع ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے معقول

سے کیس (کیسٹ) کی جی کا عقیدہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ليس كمنه شيء* وهو الشيخ البصير (الشوقي)

ترجمہ: مولانا جی ایس۔ نیشنل پبلشنگس، لاہور وی سے جو مباحثات تمام سب کچھ دیکھا ہے۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

(سورت احکامات ۱۳۶)

جسے "ہات پیرے" تھڑکڑ سے ایک ہے۔ تھڑکی یہ ہے کہ سب اس سے

خطاب ہیں اور کسی محتاج نہیں۔۔۔ کی کوئی اے اور وہ کسی کی ہے۔

۱۰۔ اس کے جوتے کاوتی بھی نہیں۔

هل تعلم له مبياً (مریم: ۶۵)

کیا تمہارے غلم میں کوئی اور ہے جو اس بھیسی صفات رکھتا ہو؟

مرتبہ یہ ہے اللہ تعالیٰ سے حق میں کیف کسبے کہاں ہے؟

نہ لے لے کہ جیسا کہ یہاں جو چاہے، ایک تو صرف مجسم، مٹھکے، مٹھکے کے ہے۔

ہے جیسے رنگ، شکل، مقدار، حرکات میں۔ اللہ تعالیٰ نے، تو کسی میں ہے۔

۱۔ روایات میں استوی معلوم ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ معلوم

کبرہ ہی انقرن کہ بیت عدت" ستو غلی لہرٹ" کا رقرس یم میں

نہایت اور مشہور ہے۔ اسی طرح ختمیہ و اخوان میں 'و الخلیف مسمیون' کا ذکر

جے تو وہ حضرت امام ربیعؒ کے قتل "ولای نفس کف" و کبریا

ترفع ”پر محبوب ہے، یا اس روایت کو مسترد کیا جائے گا کیونکہ فقہاء و محققان یہ غیر ثابت

4

7.10۔ اللہ تعالیٰ سے کیفیت متفی ہے

۱ یہ مقلدین اور سلفی اس روایت پر اس لیے فرعت میں کہ اس نے وہ اپنی عقیدہ نشی

تو: "اچھا سچے میں بلا لکھ سکا عقیدہ ہے کہ ستو کی ہیبت تو ہے، لیکن ہم اس کو

جائے۔ اس عقیدہ میں کیفیت کا اثبات ہے، اور التذوقی کے لیے حیرت

میں نے ستر = کا تحقیق کیا ہے

وہ یہاں کردہ روایات کے مطابق حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ربیعہ بن ابی

معبود ازل سے ابد حقیقت، امام، ملک سے اللہ تعالیٰ کے سوا، علی العرش کی نصیر ان معاذ

تے ہیں

الاصوات غير مجهول ولا يقال كيف و لكنهم غير معقول

ستو، تو مخلص ہے، کی عیت کے بارے میں سوال بھیجیں کیا چا سکتا، عیسٰی تو میرے

ماتقوں سے جتنی کچھ میں ہی نہیں سکتی،

اسوی غیر معلول مضمون سے کہ اس لفظ کا لغوی معنی ہے معلوم ہے۔

پاک میں اس کا دمر ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسے اس کی شاہ کے بقول ہے، عرش پر مستوی

11

وَالْكَافِرُ غَيْرُ مُنْقَرِفٍ” کا معنی ہے کہ اس کی شکل و صورت، ہیئت و طرز

اسبقہ ریحہ معقول ہے یعنی عقل اس کو قبول نہیں کر سکتی۔ عقل کا وہاں گزری نہیں

ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کا اطلاق کرنا جائز ہے کیونکہ یہ جو اجسام کی صفات

میں سے ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں،

عن أحمد بن حنبل أنه قال استوى كما ذكر لا كما يحطّر البشر

الأدبيل الثقات في الأرباب الأسماء والصفات والآيات المحكمات

والمشتبهات من المؤلف: مرقس بن يوسف بن أبي بكر بن أحمد

المكرمي المقدسي الحبيبي (التركي ١٣٢٣ هـ). المحقق: شعيب الأرنؤوط

لناشر، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى ١٩٧٦م.

حضرت امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ صفت استواء ایسے ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ

نئے بیان کیا ہے، سو یہ جیسا کہ کسی دسان کے فکر و خیال میں آ سکتا ہے۔

۱۶ کے تحت دعوے کا دائرہ کار

کے متعلق نئی ذرا بات کہیں کہیں نہ ملے۔ یہ سب کچھ ”پرمحلول ہے، یا اس درجہ است

ہو سکتا ہے۔ یہاں پر، "وَالْكَافُ مَجْهُولٌ" کے

اظہار سلفہ صائین میں سے کسی سے بھی سند صحیح مروی نہیں ہے۔ یہ الفاظ تو ایک خاص عقیدہ کی ترویج کے لیے پیچیدہ کئے گئے ہیں کہ استواء علی العرش میں استواء ہی پر عزت اور شکل و صورت تو ہے لیکن ہم اس کو نہیں جانتے ہیں۔ یہ معانی تو سلفہ صائین کے قول "وَلَكَيْفَ عِبْرًا مَعْقُول" کے خلاف ہیں۔ یہ ظنون لوگوں کے ہاں رہاں و رہاں ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ عقیدہ دیکھتے ہیں کہ اس کی عزت کے ہاں استواء سے مراد نہیں ہے۔ مستقر رہے اور انھیں کے نزدیک بغیر ماست عرش کے اور اس کی عزت نہیں ہے۔ یہ لوگ اس حوالہ سے کہ سلفہ صائین کو بیعت نہ بیعت نہ ہی کرے تھے۔

اس عبارت کے احیاء علوم الدین (ج ۱ ص ۲۰۰) الناشر دار المعرفۃ بیروت) میں موجود ہونے سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے، کیونکہ اس کے مؤلف حضرت امام غزالی ہیں۔ اس عبارت کا وہ مطلب نہیں ہے جو یہ لوگ مراد لیتے ہیں۔ حضرت امام غزالی اپنی کتابوں میں اس کی صراحت پوری طرح کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسمیت و جہت مکان و حدود و مقدار سے منزہ اور میرا ہیں (جیسا کہ اس کتاب میں بھی بعض اعتبار نقل کر دیئے گئے ہیں)۔ اس لیے حدود و مقدار تو مخلوق کی صفات ہیں سے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمَقْدَرٍ (۱۰۰)

اور یہ اس کے ہاں ہر شے پر ہے

اسی طرح مکان و جہت تو جسم کی صفت ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم نہیں ہیں۔

۷ اصل اشارہ کی کتب میں جو یہ بات دی جاتی ہے کہ استواء معلوم و سکیفہ معقولہ "انہ فی عزت" استواء "غیر معقولہ" و الکئیف غیر معقولہ "نقطہ تفسیر ہے۔ حضرت امام مالک اور دوسرے سلفہ صائین سے اس بات کی ثبوت نہیں ہے۔ اس سے غیر مقلدین کا یہ مراد یہاں غلط ہے۔ استواء کی کیفیت یہ ہے، لیکن ہم اس کو نہیں جانتے ۱۰۷۵۱ء ایک مجہول ہے۔

جو بعض شاعر نے اس الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے تو وہ ہرگز اس کا معنی یہ نہیں لیتے

بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ استواء کی حقیقت حقوق کے لیے نامعلوم ہے۔ اس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کو جسمیت اور مکان و جہت کے ساتھ متصف ہونے سے پاک اور منزہ جانتے تھے، یعنی وہ تہذیب ہادی تعالیٰ کے قائل تھے۔

۹ غیر مقتدر بن اسطی حضرت کا اس سے جو مقتدر ہے وہاں کے عقیدہ کے موافق ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم نہیں جس کے لیے جہت اور جہز ثابت ہے۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ یہ کہیں یہ لوگ عقیدہ کرتے ہیں جب کہ استواء علی العرش کو جس بھی ماست میں پھر اس کو مجہول بھی ماست ہیں شاید اس کی مراد اس سے یہ ہو کہ عرش کی صورت میں ہے یا کوئی اور صورت ہے۔

مشہور نقوی حافظ محمد سر تقی الزبیدی فرماتے ہیں

حضرت امام ابن العربی حضرت امام مالک کے قول کی تفسیر میں فرماتے ہیں "وَلَكَيْفَ عِبْرًا مَعْقُول" یعنی حقوق کی صفات کے خلاف ہے۔ جو بھی مخلوقات کے خلاف ہے ہوگی تو اس کا اللہ تعالیٰ شہادت کرنا عقل و عقل سے ممکن نہیں ہے۔ اور ہاں اس اللہ تعالیٰ سے جس کی حالت کی استواء، غیر معقولہ یعنی اس کا معنی مل غت کے ہاں معلوم ہے۔ والا یصلحہ "یسی شاہد کی تعالیٰ کے واقعی معنی کے مطابق ایمان نہ ہے۔ واجب" واجب ہے کیونکہ یہ بدعتوں اور کئی کتابوں پر ایمان لانا ہے۔

(اصحاف السادة المتقين ج ۳ ص ۸۲ طبع دار الفکر بیروت) اوالہ الشہادۃ عن الآیات والأحادیث المشاہدات، ص ۵۵ الملل النعمان، ابن البیان، طبع دار البیان العربی، القاهرة)

۱۱ بعض ائمہ کا یہ قول "مروہا کما جاء ولا کیف" کا معنی یہ ہے جو یہاں سے بعض ایسی باتوں جس کے ظہور سے اثبات جسمیت و صفات جسمیت کا ثبوت ہو سکتا ہے جیسے حدیث مروی۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اس الفاظ کو ایسے ہی روایت کرو جس کے خلاف معنی، جو جسم کی صفات میں معلوم ہوتے ہوں، کا عقیدہ نہ رکھو۔ ان شرکی مراد اللہ تعالیٰ سے جسمیت اور صفات جسمیت کی نفی ہے، جیسے حرکت اور سکون۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ سے خود اپنی ذات سے اس صفات کی مراد دی ہے۔

لیس کمیلہ سیء و فو بسبع البصیر (شور)

کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے اور وہی ہے جو ہر بات کو سب کچھ دیکھتا ہے۔

ان اس کا مقصود ان خصوص کو اس آیت شکر کی طرف دوانا ہے۔

12 غیر متقدمین کا یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے لیے کیفیت ثابت ہے، دونوں کو اس

اظہار میں آتے ہیں یہ بھولیں سمیت اور صفات سمیت پر محمول ہیں، لیکن ہم اس

حیثیت کی کیفیت و تہیں حاصل ہے۔

13 اس اسات و احوال میں اس کے قول "بلا کیف" سے یہ ہے کہ اسواء۔

موجہوں، متفقہ اور وحدت میں ہیں۔ محاذات کا معنی کسی چیز کا دوسری کے مقابل

اور سامنے ہونا ہے۔ جب ہم اس کی سطح سے نیچے ہوتے ہیں تو ہم اس کے محاذات میں

ہوتے ہیں اور جب ہم فضا میں ہوتے ہیں، ہم ان کے محاذات میں ہوتے ہیں۔

پہلا تاں و پر داس تاں کے محاذات میں سے ہے کرسی محاذات کے محاذات میں

سے ہے۔ عرش بگل جانب سے کرسی کے محاذات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ

یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے ساتھ بھی عرش پر بیٹھتی محاذات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ

تعالیٰ کے معنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے ساتھ عرش پر جاسکے ہے یا اس کے

مقابلہ میں ہے اور اس کے محاذات میں سے ہے۔ اس لیے کہ محاذات کے

مقابلہ میں ہے اور اس کے محاذات میں سے ہے۔ اس لیے کہ محاذات کے

مقابلہ میں ہے اور اس کے محاذات میں سے ہے۔ اس لیے کہ محاذات کے

مقابلہ میں ہے اور اس کے محاذات میں سے ہے۔ اس لیے کہ محاذات کے

مقابلہ میں ہے اور اس کے محاذات میں سے ہے۔ اس لیے کہ محاذات کے

مقابلہ میں ہے اور اس کے محاذات میں سے ہے۔ اس لیے کہ محاذات کے

مقابلہ میں ہے اور اس کے محاذات میں سے ہے۔ اس لیے کہ محاذات کے

مقابلہ میں ہے اور اس کے محاذات میں سے ہے۔ اس لیے کہ محاذات کے

رب مثل بسورت، ہمیں نے کیونکہ صورت کی کیفیت کی تقاضی ہے، یہ اللہ تعالیٰ اور

اس کی صفات سے نفی ہے۔

15 جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کیفیت تو مخلوق کی صفت ہے۔ یہ یہ مقدمہ میں پر

کامل رہا ہے خوب متنبہ ہیں کہ اس میں ایک ہییت سے جس ہم اس کو کہیں چاہتے۔

16 غیر مقلدین کا یہ کہ حضرت امام مالک کا قول "الکیف عبر معقول" کی مراد یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کیفیت تو ہے نہیں محض اس کا کچھ نہیں سمجھتے، چنانچہ ہم اس کو نہیں

چاہتے۔ یہ اس کا یہ بات عقیدہ ہے، جس کی کوئی جہاں میں ہے۔ حضرت امام مالک کا

اپنا قول "کیف عنہ معلوم" اس کے اس عقیدوں کی گواہی ہے کہ واقعی

طہر اور واضح ہے۔ یہ اس کے اس میں تھریج کر رہا ہے کہ کیفیت تو اللہ تعالیٰ سے

مرفوع ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سے نفی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی کیفیت سے متصف نہیں ہے،

یعنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر استواء کیفیت، اس میں سے جس مخلوق جب اسواء جو ہوں اور

استقرار سے ہوتا ہے نہیں ہے۔

17 تعجب و رجا کی بات تو ہے کہ یہ مقدمہ حضرت امام مالک کے قول "کیف

عبر معقول" سے دلیل کیسے پڑاتے ہیں تاکہ یہ ان کی دلیل میں نہیں ہے، جب

کہ یہ اس کے معنی میں تحریف کرتے ہیں اور حضرت امام کے دوسرے قول،

"وکیف عنہ مرفوع" کو اپنی خواہش نفسانی کی بنا پر چھوڑ دیتے ہیں۔

18 پس اس سے علامہ شمس کے اس قول کا اطلاق واضح ہو گیا

إن معنی قول "بدون تکلیف" لیس معناه: ألا يعتقد لها كيفية، بل

نعتقد لها كيفية لكن المعنى علمنا بالكيفية لأن اسماء الله على

لعرش لا شك أن له كيفية، لكن لا تعلم، لقوله إلى اسماء الدب له

كيفية، لكن لا تعلم، لأن ما من موجود إلا وله كيفية، لكنها قد تكون

معلومة، وقد تكون مجهولة.

(شرح الشريعة الواسطية ج ۱ ص ۹۹ - طبع الدمام، السعودية)

ترجمہ: اس کے قول "بدون تکلیف" کا یہ معنی نہیں ہے کہ کم کیفیت کا عقیدہ رکھیں رکھنے

14 حضرت امام ربیع بن حاتم البصری سے نقل کرتے ہیں

وَأُتِيَتْ بِحَبِيبٍ عَذِيبٍ وَعَلَى كُلِّ مَنْشَرٍ أَنْ يَعْبُدَ اللَّهَ رَبًّا لَيْسَ بِهِ

صُورَةٌ وَلَا هَيْبَةٌ، فَإِنَّ الصُّورَةَ تَفْتَنُصِي الْكَيْفِيَّةَ وَهِيَ عِبَادَةُ اللَّهِ وَعَنِ صِفَاتِهِ

مَبْعُوثَةٌ (کتاب الاسماء والصفات ج ۲ ص ۱۰۰ - طبع جدید)

ترجمہ: ۱۰ چہرہ ہم پر بلا تمام مسئلوں پر واجب ہے کہ اس بات کو جاننا ضروری ہے کہ وہ

بلکہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس کی کیفیت ہے لیکن ہم سے کیفیت کے علم نہ ہو۔
اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ستوہ علی العرش کی یہ قرب کیفیت تو ہے لیکن اس کا ہم نہیں
علم نہیں ہے۔ اسی طرح آسمان دنیا کی طرف نزول کی کیفیت تو ہے لیکن اس کا ہم نہیں
علم ہے۔ کیونکہ وہی بھی جو وہی چیز ہوس کی کیفیت تو ہوتی ہے وہ بھی معلوم ہوتی ہے۔
اور بھی مجبوس ہوتی ہے۔

اسی طرح اس سے حیرت انگیز مولانا عطاء اللہ حقیقہ کے اس عقیدہ کا بطلان اور سکا۔
اس پر سناں لگانا بھی واضح دیکھا

معاذ سے جو عبارت تو میں پہلے است کر کے دہلی مردی ہیں سے مراد کیفیت نہ
تو میں سے تفسیر و معانی تو میں نہیں تفسیریں ہوں سے حو کی ہیں جس کا
حاصل اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہونے کا عقیدہ ہے۔ امام ابن تیمیہ۔ شرح حدیث
الترس۔ میں ان تفسیروں کو بوی تحقیق تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ امام ابن تیمیہ
کے یہ بیانات صفات کی نسبت تو میں تفسیر کا تصور ہی بیوقوف ہے۔

(نثر حیات شاہ اسلام میں جیسے جس ۱۴۶)
حضرت امام مالک کا اس شخص کو ہرگز کرنا تو ہے آدمی اور بدعتی شخص ہے اس کو یہاں
سے نکال دو۔ اس وجہ سے ہے کہ اس شخص نے ”کیف استوی“ یعنی ”ستوہ“ کی کیسے
کا حال یہ تھا۔ آپ نے یہ بات جان چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کیفیت سے منزہ اور
پاک ہے۔ اس لیے کہ بہتیت مخلوق کی صفات میں سے ہے۔

ابن تیمیہ مقلدین کے پاس اپے مسلک پر ایک بھی قرآن وحدیث کی دلیل نہیں جس
سے ثابت ہو سکے کہ اس کا نزول حق ہے جب کہ دوسری طرف سمجھ سکتے ہیں
سے۔ آپ صحت کے متعلق چیزیں مقلدین میں۔

صفات سے خواہ پر محمول کیا اور اس سے حق محدود کر لیں۔
اللہ تعالیٰ کی تمام صفات سے کبھی متعلق ہے کہ کھ کی صفات اجسام کی صفات میں۔
میں جیسا کہ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر بن محمد اللہ المتحارانی الشافعی
(المتوفی ۷۹۷ھ) فرماتے ہیں۔

لما ثبت أن الموصوف ليس بجسم ظهر أنه لا ينصف بشيء من
تكميلات المحسوسة بالحواس الظاهرة أو الباطنة مثل: الصورة
واللون والطعم والرائحة والملمس والذوق والسمع والبصر والشم والذوق
ذلك إذ لا يقدر عليها إلا ما ينصف لأجسام

(شرح المقامات فی علم الکلام ج ۲ ص ۶۷۷، المؤلف: سعد الدین مسعود
بن عمر بن عبد اللہ المتحارانی الشافعی (المتوفی ۷۹۷ھ) مطبع دار المعارف
عمان لاہور ۱۳۷۷ھ)

جب واجب تعالیٰ جسم نہیں تو کیفیات سے موصوف نہیں ہو سکتا۔ چاہے وہ کیفیات
میں ہوں یا نہ ہوں۔ یہ بات جس شخص کو نہ ہو جس کا طبع سے وہ جسم سے
تک، ظہم وغیرہ۔ کیونکہ ان اشیاء سے جس کچھ جاتا ہے جو جسم کے ساتھ عام ہیں۔

حضرت وغیرہ کہتے ہیں حضرت محمدؐ کو چاہے میں سے میں۔ وہ اس کی
 ہوا کرتے ہیں کہ ال سے ال ال یہ ہیں جو علیؑ سے مراد ایک مرتبہ
 یہ کہ کہتے ہیں کہ یہی رہنے کا نظریہ کی قسم میں۔ محمدؐ سے
 ثابت ہے کہ وہی وہی رہا ہے نظر و نظر (نما) نہیں ہے۔

روایتیں۔ علیؑ کی دیکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو تمام مطلق پر حجت و شرف
 سے یہ مقام پر فائز کر دیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ان فرشتوں میں ہیں
 لی علیؑ عتدک نبیا

وآلہ مع السجین

آیات میں کہہ رہا ہے کہ یہ وہی ہے۔

حاضر و حاضر۔ یہاں یہ حضرت محمدؐ کے بارے میں ہے کہ یہ
 ہیں۔ حضرت امامؑ کے ہاں ہے حضرت محمدؐ کے ہاں ہے یہی وہی ہے
 میں۔ یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے
 یہاں یہی وہی ہے

مشاورہ، یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے
 یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے
 یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے

یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے
 یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے

یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے
 یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے

یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے
 یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے

یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے
 یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے

یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے
 یہاں یہی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے علیؑ کے ہاں ہے

کہ اس کو سلطان نے اپنے ساتھ لیا تھا۔

8.5 علامہ بدر الدین ابن ابن جماعت کی تحقیق

سروی عن خالد بن سائب التیمی عن النعمان بن محمد عن
 عبدی بنی بقرہ عن عبدی بنی بقرہ

هذا حديث صحيح وقد صرح به بعض العلماء وقد صرح به بعض
 علماء الحديث وقد صرح به بعض علماء الحديث وقد صرح به بعض

(التزي في ابطال حجج التشبه ص 109 المؤلف: أبو عبد الله محمد بن

إبراهيم بن محمد بن جماعة الكنعاني العموي الشافعي، بدر

الدین (الترغی ص 233) المحقق: محمد بن محمد بن علی بن علی، الناشر

دار البصائر، القاهرة، مصر، الطبعة: الأولى، 1417ھ، 1996م

حجج أهل التعليل ص 128 المؤلف: أبو عبد الله محمد بن إبراهيم بن

محمد بن جماعة الكنعاني العموي الشافعي، بدر

الدین (الترغی ص 233) المحقق: محمد بن محمد بن علی بن علی، الناشر

دار البصائر للطباعة والنشر، دمشق، الطبعة: الأولى، 1417ھ، 1996م

یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث میں فرق ہے کہ اس حدیث میں

حجاز میں ہے بعض جگہوں پر ہے کہ اس حدیث میں بھی ہے کہ صحیح حدیث

میں اس حدیث سے کہ کہ تم کو خود و شفاعت کا ہے جو قیامت میں اس حدیث

کرم علیہ السلام میں ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے (عرش پر بٹھے) اس حدیث کا

کرتی ہے۔

8.6 علامہ شمس الدین ذہبی کی تحقیق

فأما فعلة فعلة فبينا على العرش فلم يصح في ذلك نص، بل في

بعض شبہات کے جوابات

شبہ 1 ۵۵۵ جی آدم کی غیر مقدس مائت میں ۵۵۵ م میں انتہی سکی حد، شہابیہ و قہر سے ملتی ہیں، روایتیں ہوں عربی حیات کے مسلمانوں میں الامری فرماتے ہیں مجھ سے اس آئی، اور عجمی حق سے ہر امت میں آپ یا ستوی مملی استون پوپا سے ہیں۔ تو میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں (عقیدہ ال حدیث ص ۲۲۸)۔

جواب غیر مقلدین، مقلی، اہل سنت، جماعت کو جو ستون تاویل سید، سے کرتے ہیں (مغلطہ بنتے ہیں۔ غیر مقلدین اور معتزلہ۔ اہل سنت، جماعت و عجمی میں۔ اہل میں معتزلہ اہل سنت، جماعت، معبرہ (مذہب نہ پڑھے) کہتے ہیں، کیونکہ اہل سنت و الجماعت کہتے ہیں۔ تقدیر بھی اور اہل سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مکی حق و عدالت حیرت میں اور حقائق شریکی۔ اور جو مذہبوں میں کا پیدا کرتے والا ہے، لیکن غیر سے اسکی سب اور سے راسی میں۔ مغلطہ میں کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ شہابیہ حادی تقدیر سے کہیں سے۔ یہ کام ہے۔ الحیاذہاتہ

غیر مقلدین کے قاضیات میں سے یہ مکی تہ۔ غیر مقلدین کہتے ہیں۔ اس اور اپنی کہیں میں کہ عرب، ستوی معنی، سنوں، پیچھے کی ہیں۔ پھر یہ بھی جیتے ہیں جو اس کے بالکل متضاد ہے۔ اس میں مکی سے یہ بہت سے استید، تو ح۔ (ایک ۱۰۰۰ م پر عید پانے کی شش کر: ۱ سے ہوتا ہے) (ابھیے شبہ 2)۔ پتہ میں لاپرواہی، اور عدم تکبر کو طہر کر رہی ہے۔ یہ لوگ ایسی باتیں بھی کر جاتے ہیں جن کو یہ کہتے ہی نہیں۔

استون، تفسیر "شہابیہ" (کتاب ہونا قدرت و کبریا، کا شہرہ) سے کرنا اہل لغت کے ہاں مشہور و معروف ہے

۱ امام غائب اصلہائی (انتہائی ۵۵۰۲) فرماتے ہیں

وعسی غدی ہای اسواء۔ یعنی القسطی معنی الاستیلاء، کقولہ الرخمن علی العرش اسعوی (طہ ۵)۔

(ملفوظات القرآن، امام غائب اصلہائی، ص ۲۵۱)

۲ "شہابیہ" کے بعد حرف "علی" آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے غالب ہونا۔ جیسے اس "تہ" آتی ہیں۔

بزرگمن علی العرش اسعوی (سورت طہ ۵)

۳ وہ بڑی رحمت والا عرش پر استواء فرمائے ہوئے ہے۔

۴ مشہور تقدیر ہوں الرحمن مہدی میں مکی میں سب (انتہائی ۵۵۰۲) فرماتے

بزرگمن علی العرش اسعوی (سورت طہ ۵): اسعوی

۵ وہ بڑی رحمت والا عرش پر استواء فرمائے ہوئے ہے۔

یعنی وہ غالب فرمائے ہوئے ہے۔

(غریب القرآن والتفسیر، ص ۱۱۳، المؤلف ابو عبد الرحمن بن المباوکہ)

طبع مؤسسة الرسالة، بیروت)

یہ دو جلد میں سب شبہات مکی اور ربیکی، یا لغز، (انتہائی حبیہ)

۶ ساتھیوں میں سے ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں میں نے امام احمد کے ساتھیوں میں سب جیسا امام میں ایک حصوں ہونے میں اس سے

مسائل میں۔

(انباء الرواة علی انباء النحاة، ج ۲ ص ۱۵۱۔ المؤلف قطعی، طبع

مؤسسة الکتاب الطباعی، بیروت)

۷ حضرت امام ابو نعیم میں شہابیہ (انتہائی ۵۵۰۲) پر تفسیر سورت بقرہ، آیت ۲۵

وهو الصبر فوق عبادته وقو الحكيم المخير (الانعام: ١٨)

اردو: اپنے بندوں کے آپ کا کل اقتدار لکھتا ہے اور وہ جیکر بھی ہے، پوری طرح باخبر بھی۔

یہاں تک کہ اس کا کہنا چاہئے گا کہ وہ بندوں کے بید کرے۔ سے پہلے ہی مقبور ہو گیا۔
وہ اپنے امور میں جب اس کا وجود اس کی پیدائش سے پہلے ہی مددوں کے لیے نہیں ہوگا۔
امام عمر بن عبد الملک انجری (متوفی ۲۵۷ھ) فرماتے ہیں

قال قيل الاستواء بمعنى الغيبة يعني سبي مكافحة ومحاولة قد
هذا باطل. لا فوالها الاستواء عن ذلك لأبنا عنه الفهر
(الارشاد النوراني لادبہ فی اصول الاعتقاد ص ۵۹) المصنف امام الحرمین
عبد الملک الجعفی (المتوفی ۷۸۸ھ) اصل من مکتب النکبة النکبة بیروت

مگر کوئی یہ کہے استواء سے کسی میں موجود شے سے متاثر ہونا یا اس کے بعد ہونا
ہے۔ تو ہم کہتے ہیں یہ باطل ہے۔ کیونکہ اگر استواء اس بارے میں خبر دے رہا ہے تو
وہ اس بارے میں خبر کی بھی خبر دے رہا ہے۔

علامہ محمد بن اسود (متوفی ۲۵۷ھ) امام شافعی کی کتاب الاموال والنفقات
کے حاشیہ میں فرماتے ہیں

من حمله على معنى لاسيلاء، حمته عليه بحرಿದೆ من معنى المذهب
(تفہیم کتاب الاموال والنفقات ص ۱۰۷ طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت)
جس شخص سے استواء و تنبیہ کے معنی پر محمول کیا ہے، تو اس نے اس میں مقابلہ کے
معنی کی تجزیہ کر کے محمول کیا ہے۔

ہم کہتے ہیں ہم بل سست و اجہ امت اللہ تعالیٰ کے وہ اوصاف بیان کرتے ہیں جو
لہ تعالیٰ کے رکن ہیں اور وہ سید کی صفت سے جس کا معنی تہرے ہے۔ وہ ہے بحمدہ وہ
اللہ تعالیٰ کے لیے وہ اوصاف بیان کرتے ہیں جو اس کی شان کے حق میں ہیں اور وہ
مستقر علی وعرش کی صفت ہے۔ اور یہ حرکت اور اقامت کرنے کے معنی میں ہے۔
وہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں خاص ہے۔ جس چیز کو وہ تہرے خداوندیہ کی بات کرتے ہیں وہ

تو اس پر مستطیع اور ہائے۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ
بیاں کر دی، و اللہ تعالیٰ نے ایسے اوصاف بیان کر دیئے جو انہیں اللہ تعالیٰ والجماعت
کے ملفوظ میں سے کسی سے بھی بیاں نہیں کیے ہیں۔ ہاں یہ عقائد مجسمہ فرقہ کے
بانیوں کو گمراہی کے سرور میں

اس کے سے یہ مدعیان کا فرمان بھی ہے
و کہ من عیب حکیم (النساء ص ۷)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ہر بات کو خوب جائے والا بھی ہے، حکمت والا بھی۔

بل علم اس سے کہ تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ایسے ہی ہیں۔
اس کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے

كتب له لا عيش ان ورسلي ان الله قولي عويذ (الحجرات ۲)
اللہ تعالیٰ ہے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غائب آئیں گے یقیناً
رہو کہ اللہ تعالیٰ موت والا ہے۔

پس یہ یہ کہ یوں نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرد اس مشرکوں کے ساتھ جملہ کر رہا تھا
پھر اللہ تعالیٰ کا مدد ہوگا پھر جواب میں اگر یہ یوں نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ سے منسوب ہے۔
ہم بھی نہیں کہ میں مات تو "ستولی" کے بارے میں بھی کہو۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ
کے بارے میں مضامین لکھے ہیں۔ ہاں جب اس کا اطلاق انسان کے معلق ہوگا تو
اس میں یہ مفہوم مرد ہو سکتا ہے۔ یہی وہ ہے کہ مشہور سلی ماہر شیعہ نے بھی اس
طرف توجہ دائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں،

"ان الغالب من كلمة (استولى) انها لا تكون الا بعد مغالبة ولا احد
يغالب الله"

(شرح العقيدة الواسطية درج ۱ ص ۲۷۷ المؤلف: محمد بن صالح بن محمد
الحميني (المتوفى ۳۳۱ھ) المحقق: سعد قوار الصميل. الناشر: دار ابن
الجوزي، الرياض، المملكة العربية السعودية. الطبعة: الخامسة ۱۳۹۹ھ)
غالب ہو گا کہ مفہوم طے "ستولی" میں مغالبہ کے بعد ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر تو کوئی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 ابن ابراهيم بن سعد الله بن جماعة الكناني المحمدي الشافعي، بدر
 الدين (الترقي ١٣٣٣ هـ). المصنف: محمد امين عيني علي. الناشر
 دار البصائر، القاهرة، مصر الطبعة الأولى ١٣٣١ هـ. الإيضاح الدليل في قطع
 صحيح أهل تعصيل م ٢٩ الموقوف أبو عبد الله محمد بن ابراهيم بن
 سعد الله بن جماعة الكناني المحمدي الشافعي، بدر الدين
 (الترقي ١٣٣٣ هـ). المصنف: وهبي سليمان غارحي الألباني الناشر دار البصائر
 للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق الطبعة الأولى ١٣٣٥ هـ.

ترجمہ اگر یہ کہا جائے کہ "استولی" (غالب ہونا) تو اس وقت کہ جاتا ہے، جب وہ پہلے
 سے غائب نہ ہو، یا کسی پر غالب آئے کہ اس سے بھگتا کرے یا پہلے عاجز ہو،
 پھر اس پر قادر ہو جائے؟

جواب اس استیلاء سے مراد قدرت نامہ (کمال قدرت) ہے، جو ہر قسم کے معبر اور مظلوم
 سے خفا ہو۔

ک آیت میں لفظ "نفس" ترتیب کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ تو خیر اور جان کی ترتیب کی
 قسم سے ہے۔ اس میں شخص کا جس پر عطف ہے
 عدم اس جملہ قرأتے ہیں

والاستواء بمعنى الاستيلاء، وأشهد له، في هذه الآية أنها لم ترد فظ
 الظاهر العظمة والقنطرة والسلطان والملك والمغرب فكيف
 بملك من الملك فيقولون فلان اموي علي كرمي المملكة،
 وإن لم يكن جلس عليه مرة واحدة ويريدون بذلك الملك

(المحقيق الجليلي في الرد على ابن تيمية فيما أورده في المقوى المحمدي،
 م ١٥٨٨، لفظ علامہ شہاب الدین احمد بن علی (الترقي ١٣٣٥ هـ). المصنف: د. م.
 الناقوي حبيشي، الناشر: مطبعة الفجر الجديدة، مصر ١٩٨٨ هـ.)

ترجمہ اور استواء تو استیلاء یعنی غلبہ کے معنی میں ہے۔ میں اسی کی گویا رہا ہوں۔ اس آیت
 میں صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت، سلطنت اور پادشاهی کا بیان

ہے۔ عرب کے لوگ اس کو پادشاهی سے کنایہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو ان
 عرب کہتے ہیں فلاں شخص مملکت کی کرسی پر براجمان ہے، اگرچہ وہ ایک مدت تک
 اس پر بیٹھا بھی نہ ہو۔ اس سے ان کا مقصد پادشاهی ہی ہوتا ہے۔

شبہ 3 حافظ علی گوندوی فرماتے ہیں استیلاء کا استعمال وہاں ہوتا ہے جس جگہ پہلے غلبہ نہ
 ہو اور بعد میں حاصل کہ جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ بعد والی پہلے عرش پر مستولی
 تھا، بعد میں غلبہ پا کر وہ مستولی ہوا ہے جیسا کہ ابن الاعرابی فرماتے ہیں، عرب
 مستول کا لفظ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی اس کا مقتدر ہو اور وہ اس پر غالب
 آجائے اور اللہ تعالیٰ کا تو کوئی (مستولی ہونے میں) محال ہی نہیں، وہ تو پہلے
 عرش پر ہے جیسا کہ اس سے جردی سے اور استیلاء عطف حاصل کرے کے بعد ہوتا ہے
 (عقیدہ بل حدیث م ٢٢٩، ٢٢٨)

جواب

استیلاء جو مخالف ضعف اور بجز سے ہو، اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر نہیں ہوتا
 بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے منزات۔ اللہ تعالیٰ تو قوی و قاهر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بجز
 و ضعف کی نسبت کرنا کفر اور بدعتی ہے۔ لہذا ابن الاعرابی کا انکار اس شخص پر ہے
 جس سے مستولی کو مستولی کہ اس معنی کے غلط ہے لیا جس میں معبر مقصود ہو۔ اس
 حق میں سے کسی سے بھی ایسا نہیں کہ ہے بلکہ جس کسی سے بھی استواء کی تائید
 استیلاء سے کی ہے تو اس نے صرف اس کے معنی مجرد کو ہی اختیار کیا ہے جس میں
 مقابلہ کا شائبہ بھی نہ ہو۔ جب استیلاء سے مقصود قہر اور عہدہ ہی ہے تو یہ اس کے لیے
 ضروری نہیں ہے کہ یہ قہر اور عہدہ معالیٰ کے بعد ہی ہو۔ وہی معنی میں ہم یہاں استولی کو
 پیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مراد ہے

وهو المقاهر فوق عباده وهو سبحانه الجبار (م ١٨)

اور وہ اپنے بندوں کے اوپر مکمل قہر اور مہکتا ہے، وراہ حکیم بھی ہے پوری طرح باجمہر
 بھی۔

كتب الله لأحسن ما أرسلني إن الله قوي عزيز (بخاری ٢١)

446

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات کھردی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب آئیں گے یقین رکھو کہ اللہ جی قوت والہ ہے اے ائمہ والا ہے۔

۲ حضرت ابراہیم قسطلانی سے سماعِ روایت کے آداب کا مسطور مقدمہ ہے۔ دولہ۔ تہذیب

“ولهما قاله نظر، فإن الاستيلاء من الولاء وهو القرب، أو من الولاية وكلاهما لا يدخل في إطلاقه لمضاد”

(إرشاد المساري لشرح صحيح البخاري، المطبوع في ١٣٥٥ هـ، ٦١٥ طبع
دار الفكر، بيروت، إزالة الشبهات عن الآيات والأحاديث المعتبرة
ابن البيان ص ١٠٣، طبع دار البيان العربي، القاهرة)

ترجمہ : اس سحر جی کے حوالے سے اس میں صبر ہے۔ اس لیے کہ استیل کا ، ولایت ہے ۔
اس کا معنی قرب ہے یا یہ "ولایت" سے ہے۔ ان دونوں کے معانی میں تضاد ہوا نظر
آئیگا۔

۲ وہ الفاظ جن میں ایک الفاظ سے کمال دور دوسرے الفاظ سے نقصان ہو۔ ان الفاظ کو وہ
حق جو ان کے معانی پر شاک ہے، وہ جو سرمدی کی کتاب سے ملتی
ہوں وہ یہ خاص ہے، جو مدنی معانی پر اوقات کے ہوں، وہ ان کی
جہ سے ملے۔ تنبیہ کا غلط ہے سرمدی سے یہی استعمال کیا ہے۔ گاتر میں معانی
کا مفہوم نہیں ہوگا۔ وہ پر اس سادہ دقت کا ہے۔ یہ کیا ہے جو استور کا معنی تنبیہ سے
نکرتے ہیں۔

۳ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

جاسم یہ ہے کہ سترہ پچیس ستیا ، را اشیل ، جس مستطیل سے " بعدہ " متیل
کے ہوا رقبہ خالی کا اسٹیلہ دایا نہیں ہے۔

(احرار الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۸، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۱۴۱۵ھ اور انوار اسلام ج ۵ ص ۵۰)

۴۔ متنی صاحب علی بھی اس شذائات و عجائبات کو اور صرف و کما سے بحث
اور حوالہ لغت کے درمیان ہیں۔ جب اس خط کی تاویل میں حوالہ سے تو پھر
غیر مقدم بن اس تاویل کے نکال کر اصرار رکھیں کرتے ہیں، یہ صرف اس جہ سے ہے

447

یہ لوگ مجسمہ عقیدہ رہے و غوں کی طرف عقیدہ کمرے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے مثلاً قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ عقیدہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مشقہ ہیں۔ یہ لوگ ایسا عقیدہ ہیں کہ جہاں جیسا کوئی نہیں ہے کسی سے بھی کیا ہیں یا درخت اور صف میں سے بھی نہیں ہے کسی کو یا جیسا کہ ہے اس کے خاکہ کو صرف مجسمہ فرقہ کے لوگ ہیں۔

حسب وعدہ ایسا ہی ہے، جس طرح اس وقت بھی یہ قول پرمیود، ۶۶۷ء میں کیا گیا ہے۔
ختم ہے / اس میں جو سب کے حوالے ہیں، یہ سب ایک ہی جگہ ہیں۔

تجربہ
 افسانہ عربی و فارسی زبانوں کے عظیم ترین شاعروں کے ہاں
 ادب میں تھا جس کا مقصد ہے۔ اپنی روایت کی بنیاد پر
 روایت اثبات کی ہے۔ پہلی بات میں ہے کہ اس میں شاعری کی
 نہیں ہے۔ اردو کے شاعر کی طرح شاعری و سوانح کی بنیاد
 ہے۔ اس میں شاعر کی زندگی کا علم ہے۔ اس کی بنیاد پر
 میں نے اس کا نام ہے۔ اس کا علم ہے۔ اس کا علم ہے۔ اس کا علم ہے۔
 کہ یہ ہم سب کے لیے ہے۔ اس کا علم ہے۔ اس کا علم ہے۔ اس کا علم ہے۔
 اس کا علم ہے۔ اس کا علم ہے۔ اس کا علم ہے۔ اس کا علم ہے۔

حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کا استشہاد

حادثہ میں یہی وجہ ہے کہ ان کے قتل کی حالت کا تذکرہ ہمارے میں۔
 قتل کی تیسری قسم سے ان کے قتل کی حالت کا تذکرہ ہمارے میں۔
 ان کے قتل کی حالت کا تذکرہ ہمارے میں۔
 ان کے قتل کی حالت کا تذکرہ ہمارے میں۔

استغفرني على العزبي والأضياع

ترجمہ اللہ تعالیٰ مرض و در تمام مخلوقات پر غالب ہو گیا۔

حافظ ابن خلدون لکھتے ہیں

فَبِمَا أَتَيْنَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفَاسِقِينَ

سنوی غمی مدد لایب مع آله بقدر استولی علی العرش والاشب
مجموع الفتاویٰ ج ۳۵، المؤلف علی الدین ابو العباس احمد بن
عبد العظیم بن حمید الحارثی (المتوفی ۳۹۶ھ) المحقق عبد الرحمن بن
محمد بن قاسم الناشر مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشريف
المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية عام النشر ۱۳۹۱ھ

ترجمہ: جب تمام سلاطین اس پر حاکم تھے تو اس نے کہ سنوی علی العرش کہا جائے گا اور اس پر
استولی نہ ہو جائے گا اور اس نے کہ سنوی علی العرش اور تم تمنا کرتے ہو غائب ہے۔

ولا استبدت محض من سوا الله المستبد مع الله مستول مستول
علی کل شیء من السماء والأرض وما بينهما

(مجموع الفتاویٰ ج ۳۶ ص ۳۹۶ المؤلف علی الدین ابو العباس احمد بن
عبد العظیم بن حمید الحارثی (المتوفی ۳۹۶ھ) المحقق عبد الرحمن بن
محمد بن قاسم الناشر مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشريف
المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية عام النشر ۱۳۹۱ھ)

ترجمہ: سلاطین کے حق میں سنوی اور اس کے سوا کسی کا حق نہیں ہے۔ حالانکہ وہ حق تو
آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام اشیاء پر غالب اور مقتدر ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

من استعزاه علی عرشه واستولاه علی جمیع خلقه من موجودات
ملکہ وفہرہ من غیر حاجۃ الی عرش ولا غیرہ

(بدائع الفوائد ج ۳ ص ۳۹۶ المؤلف محمد بن ابی بکر بن ابیوب بن سعد
سید الدین ابن قیوم الحوزیہ (المتوفی ۱۰۱۳ھ) الناشر دار کتاب العربی
بیروت، لبنان)

ترجمہ: خداوند تعالیٰ کا عرش ہے۔ تنویر تمام مخلوقات پر۔ اس پر ملک اور قہر و غلبہ و عباد
سب کا مالک اللہ تعالیٰ کا عرش و درباری اشیاء میں اس کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے۔

شعبہ 4 لیر مقلدین اور سنی کہتے ہیں کہ یہ شعر

قد استوی یشر علی العراق من غیر سیف و دم مہراق
اس شعر کا اصل معلوم نہیں ہے۔ تو یہ تم میں مجھوں کو اس سے اتفاق یوں کہتے ہو؟
یہ شعر معنوی ہے۔ یہ شرافت میں معرکہ نہیں ہے۔
اس میں سے بعض کہتے ہیں یہ عربی شاعر کا شعر ہے۔ یہ تم اس کے کام سے مل
کیوں لیتے ہو؟

ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں اس شعر کو اہل لغت نے منکر کر دیا ہے۔

پہلے غزالی کا جو شعر ہے۔ کتاب فتن ہے اس شعر سے استشاد کیا ہے۔ اس میں
فاروقی جنت ہے اس کے بعد اس وقت کی کوئی جنت نہیں رہتی کہ عمر اس سے قوی
نہیں پہنچتے۔ اس میں تو قیوم کی شجاعت تک و جانے سے اس سے ہوا و اہل
جنت سے کسی شجاعت سب سے زیادہ ہے۔ حالانکہ اس سے قاضی کو نہیں جانتے ہیں۔
علاء لغت میں سے کہتے ہیں لوگوں نے اس شعر سے استشاد کیا ہے۔ علامہ
اسلامی حاکم حرمی یہی ہے اس شعر میں سن است اصل (المتوفی ۵۹۰ھ) کی
طرف سے (تاریخ ابی اسحاق بن قاسم بن ۱۸۹ھ) کی طرف سے۔

ی طرف سے اس شعر میں سن است اصل ہے۔ حالانکہ اس سے اس
یہ شعر بصری مردان کے قیام سے ملتا ہے

قد استوی یشر علی العراق من غیر سیف و دم مہراق

(البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۴۸ طبع دار الکتب الخلیفہ بیروت)

حظ ہے شعر میں سے تم اس سے عربی اب قول یا قفا علامہ کی ہے۔

اس کو شاعر و عارف اپنے زمانے کا شاعر کہا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۵۸۹ طبع مؤسسة الرسالہ بیروت)

اسی طرح اہل لغت سے حاجیت سے کام لے کر اس سے بھی استشاد کیا ہے۔ حالانکہ وہ
تو اس کے بھائی تھے۔

دوسرے اہل لغت تھے جو اس کو اب بھی پہلے وقت اس کے عربی میں دیکھتے تھے۔
اس کی سے بھی یہ کہ یہ شعر معنوی ہے اور اس میں اہل لغت میں سے کسی سے اس

4 و هو سد فی السموات و فی الارض یصلہ سرکم و جہر کم و یصلہ
 مائیکبوز (۱۱۱ م ۳)

ترجمہ اس طرح ہے کہ مائیکبوز کا نام محیط ہے، اسی طرح اس کا علم بھی تمام
 کائنات کو محیط ہے، اور وہ ایک عبور برحق ہے، مائیکبوز میں درمیان میں اس
 سے سوائے کسی عبور نہیں ہو سکتا ہے، چپے و پچھے ہٹا جائے تو وہ مائیکبوز سے رو
 چپا ہو گا، اس واسطے کہ وہ مائیکبوز کا جوہر ہے، جوہر کا علم اس سے ہوتا ہے
 جس سے مائیکبوز کو جوہر اور سر (کے)۔

5 وغیر معکم یں ماکنہ بحیدہ ۴
 ترجمہ وہ ہے جس سے مائیکبوز ہے مائیکبوز ہی تم سے۔

6 و اللہ معکم (سورت محمد ۳۵)
 ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔

اس آیت میں سے کئی کئی (بجہ ایمیں) کے لگا کر اللہ تعالیٰ ہی سے ساتھ میں
 حقیقی اور حسی طریقے سے ہو گا جوہر، اسی طرح کر (نور باللہ) اللہ تعالیٰ
 آسمان میں ہیں تو پھر اس آیت کا مطلب کیا بیان کریں گے۔

7 و غیر ندی فی شمسہ لہ زلفی لارہ لہ زلفی العظیم العظیم
 (الفرخ ۸۳)

ترجمہ اس آیت کا معنی ہے جوہر میں بھی سمیوسے اور میں میں بھی سمیوسہ "رومی
 ہے جو حقیقت کا بھی، لک ہے، علم کا بھی، لک۔

ب میر مقدمین کے یہ ہیں یا آیتوں میں قابل بھی ہیں مائیکبوز کے یہ ہیں
 روایت دعوت کے یہ ہیں اس حقیقت و حقیقت کے ایک حسی طریقے سے ہیں اپنے
 علم و ہمتوں میں اسی طرح یہی آیت بھی جوہر میں ہیں بلکہ انہوں میں سے
 آپ سے تمہارے یہ ہیں کہ معان و مطالب میں ہیں جوہر کی دعوت و
 مدد شای کا مظہر ہے۔ لہذا غیر مقلدین کے پاس "اللہ فوق العرش بخوفہ
 حسیہ پران میں ہیں۔

شعبہ 7 میر مقدمین، اسلی یہ متراس سے ہیں، اسٹوری ٹاویل شیڈ سے کیا ہے
 متراس کا قوت ہے کہ اس سے وہاں سے ایک گہرا رقبہ ہے۔ لہذا انہوں نے اس
 قول کو کیوں اختیار کرتے ہوئے؟

جواب اس میں وہی مسئلہ ہے کہ اس مسئلہ میں متراس بھی مائیکبوز سے ہے۔ یہ
 نہیں ہے کہ متراس کا ہر کام باطل ہی ہو۔ بلکہ ان کے کئی اقوال اہل حق کے موافق بھی
 ہیں۔ یہاں اس سے مراد ہے کہ متراس کا یہ مسئلہ ہے۔ مائیکبوز سے ہے۔ مائیکبوز
 طریقہ لایہ ۶ لہذا محمد رسول اللہ و پیغمبریں اس سے ہیں۔ مائیکبوز
 پس اس سے کئی کئی چیزیں ہیں؟

شیخ ابو نعیم نسفی اپنی کتاب "تہذیب الاولیاء" میں فرماتے ہیں

و یستحب ہذا لاریل الی معتزہ یسر بنی لای صحابہ ابو ہدایہ
 العاریل و لم یخص بہ المعتزلہ (تہذیب الاولیاء ج ۱ ص ۱۸۳)

ترجمہ اس آیت کا معنی ہے کہ اس سے کئی کئی چیزیں ہیں، لہذا صحابہ
 نے بھی اس تاویل کو اختیار کیا اور یہ مسئلہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

شعبہ 8 میر مقدمین اسلی اس مسئلہ سے ہے کہ متراس

انہوں سے کہنے سے متراس تو اللہ تعالیٰ میں درست ہے، اس سے کہ متراس
 "استی" کیے ہوئے ہیں۔ اس سے کہ متراس شیعہ پر خولی رہا، یہ جوہر
 سے ہے۔ جب اس سے کہ متراس "استی" ہو کر شیعہ پر خولی رہا، یہ جوہر
 سے ہے کہ متراس "استی" ہو کر شیعہ پر خولی رہا، یہ جوہر
 متراس کے قوی کے مطابق متراس ہے۔

جواب یہاں اس سے کہ متراس سے ہے کہ متراس

الاستلاء سے کہ متراسی القدرہ و البھر، جوہر دیکھ ہم اللہ فی
 لہذا متراس کا لہذا متراس و البھر و البھر، جوہر دیکھ ہم اللہ فی
 البھر یہ ہے لا یصلی سید الی غیرہ کما فی لہذا "فل من
 لہذا متراس سید و البھر العظیم، لہذا متراس لکرب البھر لہذا

استوی یعنی استولی ۔ کہہ ہو عام فی الموضع نہ کہنا ۔ لہذا مع
 اضافہ ہی عرس کی بقول استوی علی السماء وعلی الہوی والحد
 الارض وعلیہا ودونہا وسحوہا لہو مسو علی العرس لہذا تعنی
 لہذا علی علی کہ بقول استوی علی العرش ولا یقال استوی علی ہذا
 لاشیاء مع یہ بقول استولی علی العرش والاشیاء علیہ ان معنی استوی
 خاص رہے نہ جس عام کلمہ لاشیاء

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۵ ص ۴۵ طبع ۱۳۵۰ھ) عہد غلطہ ۱۰۰۰
 ہم اس پر من مانت کتے ہیں جو وہ ہم پر کہتے ہیں ۔ کہ یہ کہا ہے گا کہ اللہ تعالیٰ
 سے ہی سمعت قائم ہو گیا ہے

وقو القاهر فوق عباده وهو المحکم الخ (سورہ ۱۸)

اور وہ اپنے عباد کے اوپر مطلق رہتا ہے اور وہ جبرم بھی ہے پر مطلق رہتا
 ہے ۔
 تو یہ تم کو کہتا ہے ۔ کہ تعالیٰ میں اور امت و پادشاہ اور اس پر بھی قدر ہیں
 اس کی حد تعالیٰ سے کہہ کر اگر وہ اس کی نی کر لیں تو وہ اس میں شامل ہوں میں
 کے حصہ سے نہ تعالیٰ سے یہ اس میں جبر کی صفت بیان ہوئی ۔ اور کہ وہ اس کا
 جبر و ممانیوں پر اس میں ممانی پر بھی کہیں کہ ہم سے کائنات اس سے نہ جبر
 اور قیاس چاہے اس کا معنی ۔ مستحکم مانتے کہ یہ کہہ چاہے کہ تعالیٰ سے شریک
 وغیرہ پر بھی کہتا ہے ۔ کہ اس سے اس کے دو پر بیان کردہ شہر کا عہد و ثبات ہو گیا ۔ اسی
 طرح حاکم میں جبر سے اس قول کی شاعت بھی معلوم ہوئی جو اس سے اس میں
 معید ۔ کہی ہے قول کی موافقت اور تائید میں کہی ہے جس میں وہ نہ تعالیٰ کے
 ہر سے کہہ رہا ہے

ولو شاء لاستغفر عسی ظہر بعوضہ لاستغلت بہ بقدرتہ ولطف
 و ہوتہ لکیف علی عرش عظیم اکبر من السموات والارض
 ولو شاء لاستغفر علی ظہر بعوضہ لاستغلت بہ بقدرتہ ولطف

ہوتہ لکیف علی عرش عظیم اکبر من السموات والارض
 المسبح

(بیان التیسر الجہمۃ فی تاسیس بدعہم الکلامیہ ج ۳ ص ۶۶، ۶۷)
 المؤلف علی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن
 عبد اللہ بن أبي القاسم بن محمد ابن لیثۃ الحرانی الحبلی المصنفی
 (القرن ۶ھ) المحقق۔ مجموعۃ من المحققین الناصر: مجمع المنک
 لہذا لطباعۃ المصحف الشریف الطبعة الأولى ۱۳۲۶ھ)

کہہ میں نے کہا ہے کہ وہ جبرم کیسے نہیں آتا سکتا؟
 اور میں نے یہ کہا ہے کہ وہ جبرم کیسے نہیں آتا سکتا؟

کہہ میں نے کہا ہے کہ وہ جبرم کیسے نہیں آتا سکتا؟
 یہ کہہ میں نے کہا ہے کہ وہ جبرم کیسے نہیں آتا سکتا؟
 عبادہ میں سے ہیں ۔ کہ اس میں شہر کا عہد و ثبات ہو گیا ۔ اسی
 طرح حاکم میں جبر سے اس قول کی شاعت بھی معلوم ہوئی جو اس سے اس میں
 معید ۔ کہی ہے قول کی موافقت اور تائید میں کہی ہے جس میں وہ نہ تعالیٰ کے
 ہر سے کہہ رہا ہے

شبیہ 9 حاکم لکن تیسرہ جیسے ہیں

ومن رحمہ بنہ یس فوق العرش برعہ بن لطف حال دلک وہ
 مضطر الی التاویل

(المعری الصوریہ الکبری، ص ۱۴۴ المؤلف: شیخ الإسلام تقي الدين أبو
 العباس أحمد بن لیثۃ المحقق، د. حمد بن عبد المحسن
 التویجری الناصر، د. لیسوی، برہان الطبعة الثانية ۱۳۲۶ھ)
 کہہ میں نے کہا ہے کہ وہ جبرم کیسے نہیں آتا سکتا؟
 مجبوراً تاول کرنی پڑتی ہے۔

نہ اس کے نام میں، بلکہ جو ہے، دوسری صورت میں یہ آئے گا۔ اس
ت کا نام میں ملے گا۔ اس کا نام ہے، تمہیں بتاؤں گا، یہ مقدمہ ہے۔
رہنمائی میں جو کچھ بتا رہا ہوں، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے عام سے جو
مہاں ہے۔ اسی لیے اس میں عاقبت سمجھتے ہیں کہ خاموشی رہیں، جو تو اس کی پاس
اعتیار کریں۔ اگر سنی اور غیر مقلدین یہ سبق پڑھا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی کوئی
نہ، نہ اس کی سماعت بھی، نہ اس کی دیدار ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی کوئی
نہ، نہ اس کی سماعت بھی، نہ اس کی دیدار ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی کوئی
کو سمجھنے کے لیے کسی فلسفی کی عقل کی ضرورت نہیں۔

علامہ ابن عربین لکھتے ہیں

وان كان عز وجل اكبر من العرش ومن غير العرش، ولا يلزم
بكون العرش محيط به من لا يمكن ان يكون محيط به لان الله
سبحانه ونعاه اعظم من كل شيء، واكبر من كل شيء، ولا يحيط
بجميعه قبضته يوم القيامة، والساوات معلوبات بيمينه

(شرح المفيدة الواسطية ص ۳۸۹، المصنف: محمد بن صالح بن محمد
الغني (المتوفى ۱۲۳۱ھ)، المحقق: سعد فواز الصملي، الناشر: دار ابن
الجوزي، الرياض)

چند باتوں پر غور کرنا چاہیے کہ اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اس
موجود کا واسطہ ہے، نہ اس کا واسطہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے
رہنمائی اور اس میں اور قیامت کے دن (میں اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ہوگی اور
آسمان ان کے ہاتھ پر لپٹے ہوئے ہوں گے۔

اس میں، نہ اس سے مراد چاند، نہ اس سے مراد سورج، نہ اس سے
نہ اس کا واسطہ ہے، نہ اس کا واسطہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے
رہنمائی اور اس میں اور قیامت کے دن (میں اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ہوگی اور
آسمان ان کے ہاتھ پر لپٹے ہوئے ہوں گے۔

عالم ہوا، جس میں رہا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات آسمان میں یا اس کی
اب اللہ تعالیٰ تمہیں اور چاہو، اسے میں جو کمال، دو کی جگہ اور مکاں میں ہوں گے۔
علامہ ظہیر بن ابی سنی لکھتے ہیں:

وَمَا اِذَا ارَادَ بِهَا الْمَكَانَ الْقَدِيمَ اَلَدَى هُوَ خَلَاءٌ مُحِيطٌ لَا وَخُودَ فِيهِ
فَهَذَا لَا يَدُلُّ اَنْ يَكُنْ مَحْظُومًا لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْخَلْقُ لِثَابِتٍ اَمَّا عَمَلِي
اشرح المفيدة الواسطية، ربيعہ مصحف، الطبعة الثالثة ۱۳۵۱ھ، دار
محمد بن عبد جبار بن (المتوفى ۱۲۳۱ھ)، المحقق: سعد فواز الصملي، الناشر: دار
الحجرات للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثالثة ۱۳۵۱ھ)

نہ جگہ سے گردی مکاں میں، نہ اس سے جو شخص ملتا ہے جس سے چھ سو ہوں۔
اس کا واسطہ ہے، نہ اس کا واسطہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے
رہنمائی اور اس میں اور قیامت کے دن (میں اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ہوگی اور
آسمان ان کے ہاتھ پر لپٹے ہوئے ہوں گے۔

چند باتوں پر غور کرنا چاہیے کہ اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اس
موجود کا واسطہ ہے، نہ اس کا واسطہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے
رہنمائی اور اس میں اور قیامت کے دن (میں اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ہوگی اور
آسمان ان کے ہاتھ پر لپٹے ہوئے ہوں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات درست نہیں ہے، جو وہ سمجھیں گے، ایک اسواء
صحت فعلی ہے اور یہ باتوں کے لئے اور قدرت کے تابع ہوتی ہے، اس کا
مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے راہ سے اور قدرت سے اس کی قدرت یا کیفیت کو اختیار
کرتے ہیں جو پہلے نہیں تھی۔ اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس
مکاں میں تھی، اب بھی وہی ہے تو لازم آئے گا کہ ستاروں کی صفت فعلی، وہاں
توں ہو سکتی، یہ مقلدین کہتے ہیں کہ یہاں اور اس کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ

المكان و عن المحاذاة

(المعاني السادة المعظم بشرح احياء علوم الدين ج ۲ ص ۱۰۸-۱۰۹) المؤلف
محمد مرتضى الزبيدي (الترغيب ۱۲۰۵ھ) طبع دار الفكر بيروت

۱۳ اگر سواد ایسی بونا حسیا کہ یہ جلی ہوگے وہم میں پڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ت
سہ ساتھ عرش پر مستوی میں تویہ میں تیری اور غیر ہر اور ہوا ہے والی ہوتی ہستوا
علی العرش سے پہلے زمانہ نہ رہا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ تو عرش سے کی پیش
موجود تھے۔ جو صلابت سے نور کے گاد یہ حال کے کہ یہ تو عرش سے
المرت کے صف و کرم سے قائم ہے زیادہ قرین صواب ہے یہ نسبت اس قول
رب العرش تو عرش پر قائم تھے کہ اس لیے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ علو
نقبت رب و عظمت سے محو ہوں گے اور خدا و تعالیٰ کی ذات سے سرور
پائیں۔

14 ومن النبي عن قوله تعالى (و رُحِمَ عِشِي العرش مستوى طه ۵

الفضل المرحوم لم ير العرش محدث والعرش بالرحمن اموي
(الرسالة القشيرية ج ۲ ص ۲۹) المؤلف عبد الكريم بن هوازن بن عبد
المطلب القشيري (المطوف ۱۲۹۵ھ) المحقق الإمام الدكتور عبد الحليم
محمود، الدكتور محمود بن الشريف الناصر دار المعارف القاهرة

۱۲ حضرت ثقی سے ہی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا
اللہ تعالیٰ ہر شے پر دو جلی سے موجود ہے۔ عرش تو اللہ سے ہے۔ عرش تو اللہ
تعالیٰ ہر شے پر کی ہدایت قائم ہے۔

15 قاضي بدر الدين بن جماعة قراتے ہیں

إذا ثبت ذلك فحس جعل الاستواء في حقه ما يقبهم من صفات
سمحدثين و قال موسى سبيله و قال موسى حقبه بعد اندح بعده
لرمادة التي لم تظف في لسه ولا من احد من لانس المقدي بهم
(نصف اندليل في قطع حجج اهل التحليل ص ۳۶) المؤلف ابو عبد الله

محمد بن ہر اہم بن سعد اللہ بن جماعہ لکناس الحموی الشافعی مدو
المنین (الترغیب ۳۳۵ھ) المصنف: وہب بن سلیمان غاروجی الالبانی
ناشر دار الفکر بیروت مع دوسرے تصانیف ۱۲۵۵ھ
۱۳ اس پر ثابت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ت
و تحوالت میں رہا ہے اس لیے کہ وہ عرش پر
مشترک ہوا یا اس نے کہا وہ عرش مشترک ہو گیا۔ تو اس نے اس زیادہ کے ساتھ
پرعت والاراستہ اختیار کیا کیونکہ یہ روایت تو قرآن و سنت سے ثابت نہیں ہے اور نہ
ان مرتبہ سے

16 ماہد بن اوس

قد ذکر بن لقصہ "بدانہ لا حاجہ لیہا" و هو سبب لظہر
و تحرکھا لولہ واللہ اعلم

۱۳ دسر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۴۱۲، المؤلف شمس الدین ابو عبد اللہ محمد
بن احمد بن عثمان بن قایم الدہلی (المطوف ۱۲۹۵ھ) الناشر دار
المحدث، القاهرة الطبعة ۱۳۲۷ھ

۱۲ کہہ سکتا ہے کہ بدانہ بن مالک بن اوس بن عبد یزید
لوں کو سنا عقیدہ کی طرف لے جانے والا ہے۔

۱۲ امام بنی گجرات کا کہنا
"بیل نقول هو بدانہ علی العرش و علمہ محیط بکل شیء" (بم کہتے
ہیں کہ وہ عرش پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ت

۱۲ ہے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں
"قولک بدانہ من کیسک"

۱۳ کی بدانہ بن مالک بن اوس بن عبد یزید بن مالک بن اوس بن عبد یزید
امام بنی ہاشم بن محمد بنی کے حالات میں لکھتے ہیں
تجلیات یہ کہ بدانہ بن مالک بن اوس بن عبد یزید بن مالک بن اوس بن عبد یزید

ہوا اور اگر ہم فرض کر لیں کہ "بذلک" کا سنی درست ہے تب بھی ہم یہ لحاظ نہ سے نہ نکالیں جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی ہے تاکہ دل میں بدعت داخل نہ ہو" (الامثلۃ الاثنا عشرہ ص ۵۸)۔

۱۷ ان علماء اُست کے اقوال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حافظ ابن قیم کا یہ قول:

"قول اهل السنة استوى على عرشه بذاته أى ذاته فوق العرش عالى عليه"

(الصواعق المرسلة في الرد على الجهمية والمعتزلة، ج ۳ ص ۱۳۸ المؤلف: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (توفي ۷۵۰هـ)، المحقق: علي بن محمد الدخيل الله، الناشر: دار العاصمة، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة الأولى، ۱۴۲۸ھ)

۱۸ اصل سنت کا یہ قول اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنی ذات کے ساتھ عرش پر مستوی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات عرش کے اوپر بلند ہے۔

حقیقت سے کتنا دور ہے۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ سے کس قدر ہٹا ہوا ہے۔ اس کا اہل سنت کی طرف نسبت کرنا زور اور بہتان ہی ہے۔

قرآن وحدیث میں یہ تو تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہیں لیکن یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات سمیت اس پر مستوی ہیں۔ دیگر شواہد سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بلندی فوقیت اور علو ہے لیکن وہ کس اعتبار سے ہے؟ اس کی کوئی وضاحت وصراحت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے مطلق فوقیت اور بلندی کا ذکر ہوتا اس میں جن طرح کا احتمال ہوتا ہے علو ذاتی، علو صفاتی اور علو تجلیاتی۔ علو ذاتی تو ان وجوہات سے نہیں ہو سکتی جن کا ذکر اکثر مفتی عبد الواحد مدظلہ نے اپنی کتاب "صفات حق بہات اور سلفی عقائد" (ص ۶۶ تا ۷۰) میں کیا ہے۔

مرتبہ یا صفات کی بلندی یہ ظاہر نہیں کرتی کہ صرف جہت فوق کے ساتھ اس کا تعلق ہو۔ بلکہ علو تجلیاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے جہت فوقیت کو ثابت کر سکتی ہے۔ تجلی کی ایک مثال وہ ہے جو بیابان میں رات کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے

آگ کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ عرش پر ایسی ہی کوئی عالی شان تجلی قائم ہو اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ عالم کے امور کی تدبیر کرتے ہوں۔ جب یہ احتمال موجود ہے اور علو ذاتی یا استواء صفاتی کے خلاف دلائل بھی موجود ہیں تو استوائے ذاتی پر جزم کرنا حد سے تجاوز کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ایک کیلیت تعیین کرنا ہے جس کا عام مصلح سلیم ظاہر بھی نہیں کرتی۔

۱۹ ایک حدیث میں جو یہ ہے کہ پانچویں نے کہا: اللہ تعالیٰ آسمان (یعنی آسمان پر) ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے بغیر نہیں فرمائی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات آسمانوں پر یعنی عرش پر ہے، درست اور حقیقی نہیں کیونکہ:

۱ اس حدیث میں ذات کی قید کچھ ذکر نہیں ہے۔

۲ قرآن پاک میں ہے:

وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (الأنعام: ۳)

۳ وہ خدا آسمانوں پر بھی ہے اور زمین پر بھی ہے۔

تو کیا اللہ تعالیٰ کی ذات متعدد ہے کہ ایک آسمان پر ہے اور ایک زمین پر ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کسی صفت یا تجلی کے اعتبار سے اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر بھی ہیں اور زمین پر بھی ہیں یعنی ہر جگہ ہیں۔

۲۰ غیر متقدمین اور سلفی بعض قرآنی دلائل پیش کرتے ہیں۔ مثلاً:

۱ (إِنِّي مُتَوَكِّلٌ وَرَفَعْتُكَ إِلَيْنِ) (آل عمران: ۵۵)

۲ (بَنِي وَفَعْنَا اللَّهُ إِلَيْنِ) (النساء: ۱۵۸)

۳ (تَفَرَّجَ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ) (المعارج: ۴)

۴ (إِنِّي بَضَعْتُ الْقَلَمَ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ وَالْقَلَمُ الضَّالِحُ يَرْفَعُهُ) (فاطر: ۱۰)

۵ (أَنبِئْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ) (الملك: ۱۶)

۶ جواب یہ دلائل اس وقت بنتے ہیں جب یہ بات طے کر لی جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سمیت عرش کے اوپر ہیں (حالانکہ یہ تو سلفیوں کا لفظ دعویٰ ہی نہیں ہے) کیونکہ جن سلفیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی جہت فوقت میں عرش کی

اوپر والی سطح حاجب بن رہی ہے اور اس جہت سے اللہ تعالیٰ محدود ہوئے اور جو سبھی اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اوپر ہیں، ہم اس نہیں ہیں۔ تو بہر حال جہت تحت میں کہیں تو محدود ہی ہوگی۔ اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کو کسی جہت میں محدود نہ مانیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فوق العرش اور مستوی علی العرش ہونے کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں تو اللہ تعالیٰ کے محدود ہونے کا تصور ہی نہ ہوگا۔ غرض مذکور آیتوں کو حد کے اثبات کے لیے شواہد غلط و غلطیوں کا واسطہ ہے۔

شبہ 11 غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جدا ہیں اور عرش پر مستقر ہیں۔ کیا ایسا کہنا جائز ہے؟

جواب ایسا کہنا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جدا ہیں اس بات پر تنبیہ کہ تا ضروری ہے کہ اگر کرامت کے ان اقوال کی کیا مراد ہے۔

بعض کا قول ہے: اللہ تعالیٰ مخلوق سے جدا ہے۔

بعض کا قول ہے: اللہ تعالیٰ مخلوق سے جدا نہیں ہے۔

تو یہ اختلاف حقیقی نہیں ہے، بلکہ مراد ان کی "اللہ تعالیٰ مخلوق سے جدا ہے" یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے جدا نہیں ہے اور نہ اس سے مماثلت ہے۔ اور ان کی مراد "اللہ تعالیٰ مخلوق سے جدا نہیں ہے" یہ ہے: مسائل حسی کی نفی ہے۔ پس جن لوگوں نے اللہ کا کلام "اللہ تعالیٰ مخلوق سے جدا ہے" نقل کیا اور اس کو مسائل اور معاملات کی مہابنت (جدائی) پر محمول کیا ہے جیسے انہی جیسے کا قول ہے تو وہ راہ صواب سے دور چلا گیا اور اگر کرامت کی طرف اس قول کو منسوب کیا جو ان کرامت نے نہیں فرمایا ہے۔ لہذا اس سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا چاہیے۔

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں:

وَالْقَدِيمُ شَحَابَةٌ عَلَى غَرْجٍ لَا قَاعِدَ وَلَا قَائِمَ وَلَا مُنَاسَ وَلَا مُبَازٍ عَنِ الْمَعْرِضِ. تَبَرُّدٌ بِهٖ مُنَاسَةُ الْمَلِكِ الَّتِي هِيَ يَتَغَيَّرُ الْأَخْبَرُ إِلَى الْأَخْبَرِ. لِأَنَّ الْمُنَاسَةَ وَالْمُنَاسَةَ الَّتِي هِيَ جِلْسُهُ. وَالْمُنَاسَةُ وَالْمُنَاسَةُ الَّتِي هِيَ مُؤَصَّابُ الْأَجْسَامِ. وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَخَذَ صَمْعَهُ لَمْ يَبْلُغْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ

يَبْغِ لَهٗ مُخْفَرًا أَخَذَ. فَلَا يَخْوَزُ عَلَيْهِ مَا يَخْوَزُ عَلَى الْأَجْسَامِ. تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

2 وَلَيْسَ الْيُسُوفَةُ بِالْعَزَالَةِ. تَعَالَى اللَّهُ رَبُّنَا عَنِ الْخُلُوفِ وَالْمُنَاسَةِ غُلُوفًا مُّخْبِرًا. (کتاب الاما والصفات ج ۲ ص ۳۰۸، ۳۰۹ تحت رقم ۷۰۷ الی ۷۱۰)

ترجمہ اللہ تعالیٰ کی قدیم ذات عرش سے بہت بلند ہے۔ وہ عرش پر نہ بیٹھی ہے نہ کھڑی ہے۔ نہ اس کو چھو رہی ہے نہ عرش سے جدا ہے۔ مہابنت کا معنی ذات کی جدائی اور دوری ہے۔ وہ الگ الگ ہے اور دور ہونے کے معنی میں ہے۔ اس لیے کہ مہابنت (جدائی) مہابنت (جدا ہونا) اور اس اعتبار میں سے ہیں۔ اسی طرح قیام اور تصور تو اجسام کی صفات ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کی ذات ہر لحاظ سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے کہ سب اس کے متعلق ہیں۔ وہ کسی کی متعلق نہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور اس کے جود کا کوئی بھی نہیں۔" پس جو صفات اجسام کی ہیں اللہ تعالیٰ پر ان کا اطلاق جائز نہیں۔

2 اللہ تعالیٰ کا جدا ہونا الگ الگ ہونا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ہر رب ہے۔ وہ طول اور مساحت سے پاک ہے۔ وہ اس سے بہت بلند ہے۔

شبہ 12 غیر مقلدین کہتے ہیں کہ استواء علی العرش کی خصوصیت میں اگر تاویل کا دور والا نہ ہو جائے تو باطنیوں کی تاویلات کا جواب نہ ہوگا۔

جواب اس کے جواب میں ہم وہ باتیں ذکر کریں گے:

1 غیر مقلدین اور سبھی حضرات اسی جہاں چاہے ہیں تاویل کر لیتے ہیں:

صفت معیت کے متعلق جتنی خصوصیتیں ہیں ان سب میں وہ تاویل کرتے ہیں:

1 وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحج: ۳)

ترجمہ وہ اللہ تمہارے ہی ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔

2 إِنَّ اللَّهَ مَعَنا. (توبہ: ۳۰)

ترجمہ اللہ ہماری ساتھ ہے۔

3 وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ. (الانعام: ۳)

ترجمہ وہ اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

چونکہ سنی اور غیر مقلدین یہ طے کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عرش کے اوپر ہے۔ لہذا وہ اس آیت کا مطلب یہ نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں بھی ہے بلکہ تاویل کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لینے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے لفظ سے اس کی اولویت اور خدائی مراد لیتے ہیں، حالانکہ سنیوں کے عقیدے کے مطابق جب اللہ تعالیٰ کی ذات آسمان و نیامیں اتر آتی ہے اور میدان حشر میں بھی اتر آئے گی۔ تو اگر وہ زمین پر بھی اتر آئے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ آسمان بھی عالم کے اندر ہے اور زمین بھی عالم کے اندر ہے اور میدان حشر بھی عالم کے اندر ہوگا۔ علامہ عثمینیؒ لکھتے ہیں:

والصواب الأول: أن نقول: "وهو الله في السماوات وفي الأرض"، يعني أن الوهيد لا يهتد في السماوات وفي الأرض.

(شرح العقيدة الوسطية ص ۳۰۰، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين (الترغی ۱۳۲۱ھ)، المحقق: سعد طراز الصمیل، الناشر: دار ابن الجوزی، الرياض).

ترجمہ پہلا قول درست ہے اور اس آیت "وهو الله في السماوات وفي الأرض" کا مطلب ہے "اللہ تعالیٰ کی اولویت اور خدائی آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی ہے۔"

اگر سنی اور غیر مقلدین حضرات یہ کہیں کہ مقام کی تفاوت اور سیاق و سباق کے قرائن سے حقیقی معنی یہی بنتا ہے کہ یہاں لفظ اللہ کو مضاف الیہ بنایا جائے اور مضاف کو مقدر مانا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کا علم اور اللہ تعالیٰ کی اولویت۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ سیاق و سباق میں ایسی کوئی قید اور ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے جو علامہ عثمینیؒ کے ذکر کردہ حقیقی معنی کی اولویت کی تصدیق کرے۔

غرض یہاں سنیوں اور غیر مقلدین نے جو تاویل کی وہ محض اس وجہ سے کہ انہوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عرش پر ہے اور زمین پر نہیں ہے۔ یہ ان کی بناء

القاسم علی القاسم ہے۔

معیت معیت میں اہل سنت والجماعت کا مسلک

اشاعرہ اور ماتریدیہ جو کہ اصل اہل سنت ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت کچھ معلوم نہیں ہے۔ اس لیے جن آیتوں اور حدیثوں میں اللہ تعالیٰ کی معیت کا ذکر ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات ہے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ ان کے متاخرین اللہ تعالیٰ کی معیت سے اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کی معیت مراد لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پر، وہ قدم، آنکھ وغیرہ میں اشاعرہ و ماتریدیہ کے حقدین تفویض کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور متاخرین بھی اصل طریقہ ہی کو مانتے ہیں لیکن عوام کو کراہی سے بچانے کے لیے تاویل کے طریقے کو اختیار کرتے ہیں۔ اس پر سنی اور غیر مقلدین ان کو تعظیم اور تحریف کرنے کا عندنیہ ہے لیکن معیت معیت میں سنی خود کو قبول کرنا چاہتے ہیں۔

باطنیہ کی تاویلات متاخرین اشاعرہ و ماتریدیہ کی تاویلات سے بالکل مختلف ہیں:

عشرت عبد العزیزؒ بخاری فرماتے ہیں:

فَيَقْبَلُ كُلُّ تَأْوِيلٍ اخْتِصَلَتْ طَائِفَةُ الْكَلَامِ لُغَةً وَلَا يَزُودُ الشَّرْحَ وَلَا يَنْقُصُ تَأْوِيلَاتُ الْبَاطِنِيَّةِ الَّتِي خَرَجَتْ عَنِ الْمَوْجُوهِ الَّتِي يَخْتَصِلُهَا طَائِفَةُ اللَّغَةِ وَأَكْثَرُهَا مُخَالَفَةٌ لِلْعَقْلِ وَالْآيَاتِ الْمُحْكَمَةِ، لِأَنَّهَا تَرَكَّ النَّفْسُ أَنْ لَا تَأْوِيلَ خِلَا فِي شَرْحِ التَّأْوِيلَاتِ.

(كشف المسرار شرح أصول الميزدوي، ج ۸ ص ۵۸، المؤلف: عبد العزيز بن احمد بن محمد، علاء الدين البخاري الحنفی (الترغی ۱۳۲۱ھ)، الناشر: دار الكتاب الإسلامي).

ترجمہ ہر وہ تاویل قابل قبول ہوتی ہے جس کا لغت کی رو سے ظاہر کلام احوال رکھتا ہو اور شریعت کے مخالف بھی نہ ہو۔ باطنیہ کی وہ تاویلات جن کا لغت کے اعتبار سے ظاہر کلام احوال نہ رکھتا ہو اور جو عقل اور محکم آیات کے مخالف ہوں، وہ قابل قبول نہیں ہیں۔

کیونکہ وہ درحقیقت ترک قرآن ہے تاویل نہیں ہے۔ ایسا ہی کتاب شرح تاویلات میں مذکور ہے۔

3 حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں:

نہم التأویل تاویلان۔ تاویل لا یخالف لما طعن من الكتاب والسنة والفقہ الامۃ۔ و تاویل بمصافہ ما ثبت بقاطع۔ فذلک الزندقۃ۔

(سوی شرح موطا امام مالک ص ۲ ص ۱۰۹ مطبوعہ مدنیہ دہلی)

ترجمہ تاویل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ تاویل جو قرآن و سنت اور اجماع کی کسی قطعی بات کے مخالف نہ ہو۔ دوسری وہ تاویل جو مذکورہ قطعی بات کے خلاف ہو۔ یہ دوسری قسم زندقہ ہے۔

اس سے باطنیہ کی کی ہوگی تاویلات کی حقیقت معلوم ہوئی۔ استواء علی العرش سے یہ مراد لینا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عرش کے اوپر ہے اور جہت فوق میں ہے۔ اس کا بطلان ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ اس لیے اشاعرہ و ماترید یہ کے حقد میں تو اس کو اللہ تعالیٰ کی صفت استواء مان کر اس کے معنی اور اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد و تفویض کرتے ہیں اور ان کے متاخرین اس کو استیلاء اور طلب پر محمول کرتے ہیں۔ یہ تاویل معنی قرآن و سنت و اجماع سے ثابت شدہ کسی بات کے منافی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے لائق اور شایان شان بھی ہے۔ اس کے برعکس باطنیہ کے بارے میں غیر مقلد عالم مولانا عطاء اللہ حنیف کے الفاظ یہ ہیں:

”انھوں نے صلوة، صوم، زکوٰۃ، حج اور دوسرے منصوص احکام میں کئی تاویلات کر کے شریعت محمدیہ کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔“

(حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ حاشیہ ص ۱۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ لاہور)

غرض اشاعرہ کی تاویل میں اور باطنیہ کی تاویل میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور فی الجملہ تاویل کرنا جائز بھی ہے۔ علی الاطلاق منع نہیں ہے۔ اس لیے جائز تاویل کرنا باطل کا دروازہ نہیں کھولتا۔